عشق تمام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عائشہ نور محمد

تیری نظر میں ہیں تمام، میرے گزشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علمِ نخیل بے رطب
تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا
عشقِ تمام مصطفیٰ ﷺ عقل تمام بولہب

"مجھے طلاق چاہیے۔" اوکے کا بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے کہا گیا اس نے موبائل کان سے ہٹا کر اس طرح اسکرین کو دیکھا جیسے کہنے والا نظر بھی آ رہا ہو لیکن ایک اجنبی نمبر کو بغور دیکھ کر رہ گیا۔ وہ دو سال سے اس فون کال کا منتظر تھا جب کسی اجنبی نمبر سے اس کا سیل بجتا تو وہ چونک جاتا' ذہن میں اس سے کیے جانے والے سوال دہراتا اور دوسری طرف کسی اور کو موجود پا کر دل کے اندر کہیں بہت اندر ایک درد محسوس کرتا اور آج جب بے حد مصروف انداز میں بنا موبائل دیکھے اس نے کال اوکے کی تو دوسری طرف وہ تھی جس سے فقط ایک بار ملنے کے لیے وہ کتنی دعائیں مانگ چکا تھا۔

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔" اس نے گہرا سانس خارج کی۔

"کیوں؟" آواز میں حیرت در آئی تھی۔

"ملے بغیر ہمارے بیچ یہ سب کیسے ہوگا؟" اس سے لفظ "طلاق" نہ کہا۔

"فون پر۔" دوسری طرف سے اطمینان سے مشورہ دیا گیا۔

"لیکن میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"مگر کیوں؟"

"کیوں اور کیا...... مجھے یہ سب نہیں پتہ۔ بس مجھے تم سے ملنا ہے۔" اس کی ضدی طبیعت آج پھر سے جاگ اٹھی تھی۔

"مجھے آپ سے نہیں ملنا۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب آیا۔

"پھر میں بھی ایسا کچھ نہیں کروں گا۔ ڈیٹس فائنل۔"

"کیوں ملنا چاہتے ہیں آپ مجھ سے؟ ہم دونوں کے بیچ ایسا کچھ نہیں ہے مسٹر جسے ہم مل کر ڈسکس کریں' بہتر یہی ہوگا کہ آپ مجھے فون پر طلاق دے دیں ورنہ مجھے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑے گا اور یقیناً اس سے زیادہ اچھی جگہ ہم دونوں کے ملنے کی کوئی نہیں ہوگی۔" دوسری طرف سے یکلخت بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا اس نے ایک بار پھر موبائل کان سے ہٹا کر اسکرین کو دیکھا لیکن اس بار اس کی آنکھوں میں الجھن تھی۔

"آپ کون ہیں۔" اس نے دوبارہ موبائل کان سے لگاتے ہوئے پوچھا تو دوسری طرف سناٹا چھا گیا۔

"یو آر ناٹ مائی وائف۔" پختہ یقین تھا اس کے لہجے میں۔

"آپ جو بھی کوئی ہیں میرے حالات سے واقف ہیں لیکن میری بیوی سے نہیں۔ اگر آپ میری بیوی کو جانتی ہیں تو آپ کو معلوم ہوتا کہ میری بیوی کو غصہ بالکل نہیں آتا۔" دوسری طرف سے اس کی بیوی کی تکرار پر مزید گہری چپ لگ گئی تھی۔

"آپ کون ہیں؟" اس نے اپنا سوال دہرایا تو دوسری جانب سے لائن کاٹ دی گئی۔

"یہ کون محترمہ تھیں اور میرے ساتھ کس قسم کا گیم کھیل رہی ہیں۔" وہ اتنا الجھ گیا کہ سامنے پڑی فائل میں اسے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا اپنے سکریٹری کو اطلاع دے کر وہ آفس سے نکل گیا۔

......☆☆☆......

"آمن رضا سے ملو یہ ہے میرا نیو فرینڈ اور اس پارٹی کا مہمان خصوصی۔" جنید کی بات پر وہ مسکرادیا اس کے ساتھ ایک انتہائی دلکش لڑکی کھڑی تھی۔

"آمن یہ میری وائف تانیہ جنید ہے۔"

"نائس ٹو میٹ یو۔" تانیہ نے مسکرا کر کہا۔

"واؤ" آمن نے اسے بغور دیکھا تھا وہ ایک خوبصورت ساڑھی میں ملبوس تھی اور وہ ساڑھی مکمل طور پر اس کا بدن چھپانے میں ناکام تھی۔

"لکی ہو جنید کہ تمہیں اتنی خوبصورت وائف ملی ہے۔" اس نے تانیہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تھا تانیہ نے اس سے ہاتھ ملایا لیکن اس کے لبوں کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

"تم لوگ باتیں کرو میں ذرا اور مہمانوں کو دیکھ لوں۔" جنید نے مسکرا کر کہا۔

"شادی شدہ خواتین کے ساتھ یہی مسئلہ ہوتا ہے کہ ان سے صرف باتیں ہی کی جاتی ہیں۔" اس کا انداز نہایت ہی بے باک تھا' تانیہ کو اس کی نگاہیں اپنے اندر اترتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"تم کیا چاہتے ہو؟" جنید مسکرادیا اور تانیہ کو محسوس ہوا کہ آمن کی نظریں اتنی غلیظ نہیں ہیں جتنی جنید کی مسکراہٹ۔

"کیا یہ میرے گال پر "کس" کرسکتی ہیں۔" اگر اس لمحے وہ تانیہ مراد ہوتی تو اس کے گال پر تھپڑ دے مارتی لیکن تانیہ جنید بننے کے بعد ایسی بے ہودہ گفتگو پر اسے مسکرانا پڑتا تھا کیونکہ یہ اس کے شوہر کا حکم تھا۔

"تمہارا سینس آف ہیومر بہت اچھا ہے۔" جنید نے قہقہہ لگاتے ہوئے اس کی تعریف کی۔

"سینس آف ہیومر یعنی مذاق کی حس۔" کتنا بہترین نام دیا ہے جنید نے بدبودار کیچڑ میں لپٹی ہوئی بات کو۔" وہ سوچ کے رہ گئی جنید آگے بڑھ گیا وہ وہیں کھڑی رہ گئی کیونکہ آمن رضا آج کی اس پارٹی کا مہمان خصوصی تھا اور بہت بڑی انٹرنیشنل کمپنی کا مالک بھی ان کا بزنس پاکستان کے علاوہ کئی ممالک میں تھا اور جنید چاہتا تھا کہ آمن رضا اس کے ساتھ کام کرے سو اب اپنی بہترین "کمپنی" تانیہ جنید کو آمن رضا کو دینی تھی۔

"ہیلو محترمہ کہاں گم ہیں۔" آمن نے اس کے آگے ہاتھ لہرایا تو وہ چونکی۔

آمن نے پاس سے گزرتے ویٹر کو اشارے سے روکا اور گلاس اٹھالیا جبکہ اس نے جوس لیا وہ اس غلیظ چیز کو پینے کے لیے خود کو آج تک تیار نہ کرپائی تھی۔

"گھر سیٹ کرلیا آپ نے۔"

فی الحال تو اپنے آنٹی انکل کے ساتھ ہی ہوں کلفٹن میں گھر ہے ان کا۔" اس نے ایک ہی گھونٹ میں گلاس خالی کردیا تھا۔

"آمن رضا کلفٹن میں۔" وہ چونکی۔

"کیوں آمن رضا کیا کلفٹن میں نہیں رہ سکتا۔" اس نے بھی چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"آمن رضا۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے ایک قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"کیا ہوا۔" وہ اس کی بدلتی کیفیت پر حیران ہوا۔

"شہلا ہاشم درانی کو جانتے ہیں آپ؟" اس نے اس یقین کے ساتھ پوچھا جیسے وہ نفی میں سر ہلائے گا مگر وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے چونکا۔

"آپ کیسے جانتی ہیں میری خالہ کو۔" اس نے پوچھا اور تانیہ کو اپنے روئیں روئیں سے پسینہ پھوٹتا ہوا محسوس ہوا اسے لگ رہا تھا جیسے اس کے گھر کی عمارت دھما کے سے اس کے سر پہ آ گری ہو اس نے اتنی نفرت اپنے آپ سے بھی نہیں کی تھی جتنی اس وقت آمن رضا کو کمپنی دیتے ہوئے محسوس کررہی تھی۔ کیونکہ اس کمپنی کو عرف عام میں مردوں کو رجھانا کہا جاتا ہے اور وہ اس وقت آمن رضا کو رجھانے کی کوشش کررہی تھی جو "درانی پیلس" کا مکین تھا۔

"میں ابھی آتی ہوں۔" اس نے آنکھوں میں آئی نمی کے باعث پلکیں جھکائی تھیں۔

"ہیلو آمن۔" اس سے پہلے کہ وہ قدم آگے بڑھاتی

ایک لڑکی آ کر آمن سے لپٹ گئی۔

"ہیلو روشی۔" وہ دونوں گلے لگے ہوئے تھے آمن کا گال روشی کے گال سے ٹچ ہو رہا تھا۔ اور آمن کی انگلیاں اس کی کمر پر رینگ رہی تھیں وائٹ رنگ کی میکسی جو نیچے سے تو ایڑھیوں میں آ رہی تھی لیکن آستینوں کے ساتھ ساتھ کمر کا کپڑا بھی غائب تھا روشی بہت خوبصورت لگ رہی تھی' وہ آگے بڑھ گئی۔ اگلے چند منٹ بعد وہ دونوں ڈانس کرنے والے پیئرز میں شامل تھے۔

"تانیہ۔" جنید آ کر اس کے سر پر وہی آواز میں دھاڑا تو اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ آمن کو اچھی طرح کمپنی دینا پھر تم یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو اور روشی کو دیکھو کیسے اس کے گلے کا ہار بنی ہوئی ہے۔"

"وہ دونوں ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہیں۔"

"تو تم بھی جا کر جان پہچان بڑھاؤ ناں۔" اس نے غصے سے کہا تو وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔ وہ اب آمن رضا کا سامنا بھی نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اس کے شوہر کا آرڈر تھا' وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی آمن رضا کی طرف آ گئی۔

"ارے تانیہ آپ نے بتایا نہیں آپ کیسے جانتی ہیں میری آنٹی انکل کو۔" اسے سامنے پا کر آمن رضا نے ایک بار پھر پوچھا روشی اب اس کے بازو میں بازو ڈالے شراب پینے میں مگن تھی۔ وہ ان دونوں کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"وہ ہمارے پڑوسی تھے' شادی سے پہلے ہاشم انکل کے دائیں طرف والا گھر میرا تھا۔"

"آپ کی شادی کو تین سال ہو رہے ہیں' جبکہ آنٹی انکل تو ابھی تین ماہ پہلے ہی امریکہ سے آئے ہیں وہاں پر... پھر آپ ان کی پڑوسی کیسے ہوئیں۔ جبکہ اس گھر میں ہمیشہ تالا لگا رہتا ہے۔"

"آپ کو پاکستان آئے کتنے دن ہو چکے ہیں؟"

"آج آٹھواں دن ہے۔"

"پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں ان کی پڑوسی نہیں ہو سکتی' میں اپنے والدین کے گھر آتی جاتی رہتی ہوں۔" وہ مسکرائی' حقیقت کیسے بتاتی کہ بھی درانی پیلس میں بس جانے کے لیے وہ کتنی بے قرار رہتی تھی۔

"پھر آپ کب آئیں گی اپنے گھر تاکہ میں درانی پیلس میں آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کر سکوں۔" اس نے تانیہ کے آنے کے بعد چوتھا گلاس خالی کیا تھا۔

"کبھی نہیں بھلا میں وہاں آنے کے قابل ہوں۔" اس نے سوچا۔

"جب تم بلاؤ۔" پیچھے سے جنید نے کہا تھا اور تانیہ نے لب بھینچ لیے حالانکہ جنید خود بھی اس کے درانی پیلس جانے کے خلاف تھا مگر آمن رضا کے ساتھ بزنس بھی ضروری تھا۔

"کل لنچ پہ آ جاؤ۔" اس نے فوراً انوائٹ کیا۔

"اوکے۔" جنید نے بھی فوراً جواب دیا۔

"روشی تم بھی آ جانا۔" آمن اب روشی کو انوائیٹ کر رہا تھا۔

"سوری ڈیئر میں کل مصروف ہوں۔"

"اوکے۔" آمن نے ایک اور گلاس اٹھایا تانیہ مسلسل اس کے گلاس گن رہی تھی۔

"ایسا ہے آمن کہ میں بھی کل دوپہر مصروف ہوں البتہ تانیہ آ جائے گی۔" تانیہ نے چونک کر جنید کو دیکھا' کل سنڈے تھا اور جنید کو کوئی کام نہ تھا لیکن اس نے جانے سے کیوں معذرت کر لی' تانیہ جانتی تھی کہ جنید یہی چاہتا ہوگا کہ اس کی غیر موجودگی میں آمن کھل کر تانیہ کی کمپنی سے لطف اندوز ہو سکے اپنے شوہر کے ان گھٹیا بزنس طریقوں سے بہت گھن آتی تھی لیکن آج آمن رضا کی وجہ سے انتہا ہو چکی تھی ایک مصنوعی مسکراہٹ بھی اس کے لبوں پر نہ آ سکی۔

"یہ تو اور بھی اچھا ہے کہ تم بھی مصروف ہو۔" آمن نے وہ گلاس بھی خالی کر دیا تھا۔

"آمن رضا تو گھٹیا پن میں جنید کو بھی پیچھے چھوڑ چکا

ہے۔" اس کا دل تڑپا تو آنکھیں بھیگ گئیں۔

"میں چلتی ہوں مجھے کچھ کام تھا جنید نے انوائیٹ کیا تو میں آ گئی۔" روشی یکدم کھڑی ہوئی تھی۔

"میں بھی چلتا ہوں تمہارے بعد میرے لیے اس پارٹی میں کوئی چارم نہیں ہے۔" وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے تانیہ کل ملاقات ہوگی۔" وہ براہ راست تانیہ سے بولا اور پلٹ گیا۔

"کل ذرا اچھی طرح تیار ہو کر جانا۔" پارٹی کے اختتام کے بعد جنید نے بیڈروم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کاش کل آنے سے پہلے میں مر جاؤں۔" اس نے بے بسی کی انتہا پر پہنچ کر سوچا تھا لیکن کچھ نہ ہوا اور اسے جنید کے پسندیدہ سوٹ میں درانی پیلس جانا پڑا۔

"ویلکم...... میں آپ کا منتظر تھا۔" وہ اسے اندر لے آیا جہاں شبینہ اور آنٹی اس کی منتظر تھیں۔ دونوں نے اسے گلے لگایا۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔" شبینہ نے بے ساختہ اس کی تعریف کی' وہ بھی جانتی تھی لائٹ اور ڈارک پرپل کنٹراسٹ میں آدھا پاجامہ فراک اپنے بالوں کو رول کیے نفاست سے کیے گئے میک اپ نے اس کے حسن کو چار چاند لگادیے تھے اپنی خوبصورتی پر وہ اتنی شرمندہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔ جتنی اس وقت اس گھر میں ہو رہی تھی' وہ لوگ ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے تبھی کچھ دیر بعد ملازم لوازمات لے آیا تھا۔

"میم کے لیے اورنج جوس لے آؤ۔" آمن نے کہا تو اس نے چونک کر اسے دیکھا' کل پارٹی میں اس نے یہ بات نوٹ کرلی تھی کہ وہ شراب نہیں پیتی۔

"نورین میرا لنچ کہاں ہے؟" باہر سے آتی عاجزی سے بھرپور اس آواز پر تانیہ نے بے ساختہ پہلو بدلا' اس نے غیر ارادی طور پر اپنا دوپٹہ اپنے کندھوں پر پھیلایا تھا' لیکن ٹشو کا دوپٹہ اس کے عریاں بازو چھپانے میں ناکام رہا اور اس کی یہ بے چینی آمن رضا نے بغور دیکھی تھی۔

"آپ چلیں میں لاتی ہوں۔" دوسری آواز آئی۔

"میں یہیں ہوں آپ لے آئیں کیونکہ آپ ٹھہری مصروف خاتون بھول گئیں تو بس...... بھوک کے مرنے کا فی الحال میرا ارادہ ہرگز نہیں ہے۔" کہنے والا لہجہ شرارتی تھا۔

"افوہ باتیں تو اچھی کرلیا کریں۔" نورین خفگی سے بولی تھی جواباً خاموشی چھا گئی۔

"ارے بھئی آج چاند کہاں سے نکل آیا۔" شبینہ سے چھوٹا فرقان اندر آتے ہوئے بولا تھا' وہ اتنی ڈسٹرب ہو چکی تھی کہ مسکرا بھی نہ سکی۔

"ارے تانیہ آئی ہے۔" اس کے پیچھے ہاشم درانی تھے۔

"کیسی ہو بیٹا؟"

"جی ٹھیک ہوں۔" اس نے بمشکل خود کو کنٹرول کیا تھا' ورنہ جی چاہ رہا تھا کہ اٹھ کر وہاں سے بھاگ جائے۔

"بیگم صاحبہ کھانا لگ گیا ہے۔" ملازم نے آ کر شہلا آنٹی سے کہا تھا تو وہ سب اٹھ کر باہر آ گئے۔

"آپ نے بات کی اس سے؟" لنچ کے دوران ہاشم درانی نے اچانک ہاتھ روک کر شہلا درانی کو دیکھا تھا۔

"آپ خود کرلیں اسے دیکھتے ہی مجھے تو گھبراہٹ ہوتی ہے۔" آنٹی نے چمچ اور کانٹے سے نفاست سے کھاتے ہوئے جواب دیا۔

"نورین یمینہ کو بلاؤ۔" ہاشم درانی کے جملے پر تانیہ کے حلق سے نوالہ اترنا مشکل ہو گیا۔

"بڑے صاحب چھوٹی بی بی گھر پر نہیں ہیں۔" نورین کے جواب نے اس کی سانس بحال کی۔

"لیکن ابھی تو وہ گھر پر تھی تم سے لنچ کے لیے کہہ رہی تھی۔" شبینہ نے چونک کر پوچھا۔

"وہ سامنے والے بنگلے کے چوکیدار کا بچہ سیڑھیوں سے گر گیا ہے اس کی بینڈیج کرنے گئی ہیں۔"

"اوہ نو۔" فرقان نے کوفت سے کہا۔ تانیہ اور آمن کے علاوہ سبھی کے چہرے پر بیزاری تھی۔ جب وہ لوگ

لنچ کے بعد لاؤنج میں آئے تھے تب وہ اندر داخل ہوئی۔ تانیہ نے آمن کو بری طرح چونکتے ہوئے دیکھا تو اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"میمونہ۔" ہاشم درانی کی آواز پر سر جھکائے آگے بڑھتی ہوئی لڑکی جو آمن رضا کی نگاہوں کا مرکز تھی رک گئی۔

"یہاں آکر بیٹھو۔"

"آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے۔" اس کی نگاہیں اس حد تک جھکی ہوئی تھیں کہ آمن رضا کو لگا اس کی آنکھیں بند ہیں ماتھے سے لیکر ٹخنوں سے ذرا اوپر تک اس کی وسیع و عریض سفید چادر پیروں میں سفید موزے اور براؤن رنگ کے کپڑے کے جوتے آمن رضا نے بے حد تعجب سے اسے دیکھا تھا۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" انہوں نے کہا تو وہ آگے بڑھی اور میز کے پیچھے نیچے بیٹھ گئی اس طرح بیٹھنے سے اس کے کندھے اور چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔

"اوپر صوفے پر بیٹھو۔" ہاشم درانی نے ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔

"آپ کو مجھ سے کیا کام تھا۔" اس کی نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھیں۔ انہوں نے کچھ دیر چپ رہ کر اس کے اوپر بیٹھنے کا انتظار کیا۔

"مجھے چالیس لاکھ روپے چاہئیں رضا آجائے گا تو میں تمہاری یہ رقم تمہیں لوٹا دوں گا۔" انہوں نے لب بھینچے اپنی بات کا آغاز کیا تھا۔

"میرے پاس صرف دس لاکھ روپے ہیں اگر آپ کے کسی کام آسکتے ہیں تو میں وہ آپ کو لا دیتی ہوں۔" اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اس کا چہرہ سنجیدہ تھا۔

"دس لاکھ روپے کیا بکواس کر رہی ہو۔" ہاشم اور شہلا تو حقیقتاً اچھل پڑے۔

"باقی پیسے کہاں ہیں؟" ہاشم نے پوچھا تھا۔

"میں نے خرچ کردیئے۔"

"نوے لاکھ روپے تم نے خرچ کردیئے وہ بھی تین سال میں۔" ان کی بات پر سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔ سوائے تانیہ کے اور آمن رضا کے لیے تو اس کا روپ ہی باعث حیرت تھا۔

"میں تمہارا اور ماں کا خرچ بھیج رہا تھا ناں..... پھر تم نے نوے لاکھ کہاں خرچ کردیئے۔"

"جو آپ میرا اور دادی امی کا خرچ بھیجتے تھے وہ ہی تو دس لاکھ روپے کی صورت میں میرے پاس ہیں۔"

"واٹ! ہاشم بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"تم نے پورے ایک کروڑ روپے خرچ کردیئے لیکن کہاں؟" شہلا نے الجھن لیے پوچھا تھا۔

"مما پپا کی مغفرت کے لیے میں نے وہ رقم خیرات کردی۔" بے حد اطمینان سے اس نے جواب دیا۔ اور پورے کمرے میں سناٹا چھا گیا۔

"خے..... خیرا.....ت۔" ہاشم کا سانس حلق میں اٹک گیا تھا۔

"شہلا اس لڑکی سے کہو یہاں سے جائے۔" ان کے ہاتھوں میں واضح کپکپاہٹ تھی۔

"میمونہ آؤٹ۔" فرقان نے غصے سے کہا تھا وہ آرام سے اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"یہ..... یہ لڑکی..... ایسا کیسے کرسکتی ہے؟"

"یہ ہماری غلطی تھی ہاشم کہ اسے ہم نے آپ کی ماں کے حوالے کردیا تھا وہ جو کچھ آپ کو نہ سکھا سکیں وہ سب گھول کر اس کے اندر ڈال گئیں۔" شہلا نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا تھا۔

"ہوں..... اور شاید اس غلطی کا خمیازہ اب ساری زندگی بھگتنا ہے ہمیں۔" وہ نڈھال سے اپنے کمرے کی طرف بڑھے تو شہلا ان کی دلجوئی کے خیال سے پیچھے چلی گئیں۔

"آپی نے یہ چیک دیا ہے۔" چند لمحوں بعد نورین اندر داخل ہوئی تھی فرقان نے اس کے ہاتھ سے چیک لیا اور چلا گیا۔

"یہ کون ہے؟" آمن رضا ابھی تک سکتے میں تھا۔ تانیہ کا جی چاہا اسے بتائے کہ یہ "کون ہے؟" مگر وہ چپ

رہی آمن رضا اگر ابھی تک بے خبر تھا تو یقیناً اسے جان بوجھ کر نہ بتایا گیا تھا۔

"تمہاری بیوی۔" شیبنہ نے کہا تو آمن رضا اچھل پڑا جبکہ تانیہ نے بھی تعجب سے شیبنہ کو دیکھا اگر ابھی تک نہیں بتایا تھا تو اب یوں اچانک بتانے کی وجہ کیا ٹھہری؟ لیکن یہ بات شیبنہ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی اس کے چہرے پر صاف صاف لکھا تھا۔

"اس جیسی منہ زور لڑکی کو صرف آمن ہی ٹھیک کرسکتا ہے۔"

"کیا کہہ رہی ہو شیبنہ؟" وہ حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"چھوٹی عمر میں تم دونوں کا نکاح ہوگیا تھا۔"

"بچپن میں نکاح..... مگر وہ کیوں؟" اس بار اس کے لہجے میں حیرت کم دلچسپی زیادہ تھی۔

"اصل میں ماما کی ایک فرینڈ تھیں مسز رباب طاہر وہ بے اولاد تھیں اور انہیں یہ ننھی سی یمینہ بہت پسند تھی انہوں نے اسے ماما سے مانگ لیا' انہوں نے ماما پاپا سے کہا تھا کہ وہ اپنی ساری پراپرٹی یمینہ کے نام کردیں گی لیکن ماما ہچکچاہٹ کا شکار تھیں کیونکہ وہ امریکا سیٹل ہو رہی تھیں تب شائستہ آنٹی نے کہا کہ آمن اور یمینہ کا نکاح کردیتے ہیں تاکہ وہ کہیں بھی رہے اسے آنا یہیں پڑے۔ اس تجویز پر سب راضی ہوگئے اس طرح تمہارا اور یمینہ کا نکاح ہوگیا اور رباب آنٹی اسے لے کر امریکہ چلی گئیں۔ دس سال تک یہ ان کے ساتھ رہی پھر ہم سب بھی امریکہ سیٹل ہونے کے ارادے سے وہاں چلے گئے جب ہم وہاں پہنچے تو اسی رات رباب آنٹی اور طاہر انکل کا قتل ہوچکا تھا۔ یہ قتل یمینہ نے اپنی آنکھوں سے ہوتے دیکھا تھا اور قاتل فرار ہونے میں کامیاب رہے۔

"آپ پولیس کو بتائیں گی وہ لوگ کون تھے؟" پاپا نے اس سے پوچھا لیکن یہ ہسٹیریک ہونے لگی۔ پھر پاپا نے اس کا بہت علاج کروایا لیکن یہ تو اچھی خاصی سائیکو کیس بن گئی تھی۔ ڈاکٹر کا کہنا تھا اس پر خاص توجہ دی جائے لیکن اس وقت ماما پاپا اسٹیبلش ہونے کی کوشش کررہے تھے ان کے پاس تو بالکل وقت نہیں تھا۔ دادی امی کو پتہ چلا کہ یمینہ کی یہ حالت ہوچکی ہے کہ اب وہ اسکول بھی نہیں جاسکتی ہے وہاں بھی عجیب بی ہیو کرتی ہے تو دادی امی نے پاپا سے کہا کہ اسے پاکستان بھیج دیں تب ماما پاپا نے اسے پاکستان دادی امی کے پاس بھیج دیا پھر پاپا نے اس کی پراپرٹی کے بارے میں معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یمینہ کے اکاؤنٹ میں ایک کروڑ روپے ہیں۔ گھر رباب آنٹی کے نام تھا وہ ان کے بوائے فرینڈ نے اپنے نام کروا کے ان کا قتل کردیا اور بزنس طاہر انکل کا تھا جو ان کی گرل فرینڈ نے اپنے نام کروا کے ان کا قتل کردیا۔ یمینہ بیس سال کی ہوئی تو اس کے وکیل نے پاپا سے کہا کہ وہ اس کی رقم اس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کردیں اور آج تین سال بعد وہ کہہ رہی ہے کہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے اس نے سارا پیسہ خیرات کردیا۔" شیبنہ آمن کی بھابی بھی تھی اس کے بڑے بھائی ذیشان کی بیوی۔

"تمہیں بھی یقین نہیں آرہا ناں کہ وہ ایک کروڑ خیرات کرسکتی ہے۔"

"وہ ایک کروڑ کیا ایک ارب بھی خیرات کرے آئی ڈونٹ کیئر۔ میں تو صرف اس بات پر حیرت کررہا ہوں شی از مائی وائف۔"

"لعنت بھیجو اس کی شکل پر تمہارے ساتھ وہ کہیں سے بھی سوٹ نہیں کرتی ہے بھلا اس کا اور تمہارا کیا میل۔" شیبنہ کے لہجے میں اپنی بہن کے لیے بہت حقارت تھی تانیہ پہلو بدل کے رہ گئی۔

"یہ تو سچ کہا شیبنہ نے کہ ان دونوں کا کیا میل۔ یمینہ اس کے نام کے معنی ہیں۔

"سیدھی راہ پر چلنے والی۔" اور آمن...... گمراہی کی انتہا پر۔

"میں چلتی ہوں۔" وہ یکدم کھڑی ہوگئی۔

"ارے بیٹھو ناں۔" شیبنہ نے چونک کر اسے دیکھا جبکہ آمن رضا بھی اسے دیکھنے لگا۔

"پھر آؤں گی مجھے کچھ ضروری کام تھا۔" وہ بغیر رکے باہر نکلی تھی جب اس نے یمینہ کو لان میں دیکھا تھا وہ اپنے بڑھتے قدموں کو اس کے قریب جانے سے نہیں روک پائی۔

"کیسی ہو یمینہ۔" وہ نیچے لان میں گھاس پر بیٹھی ننھے سے پودے کو دیکھ رہی تھی۔ تانیہ کی آواز پر اس نے اس کی طرف دیکھنے کا تکلف نہیں کیا تھا۔

"کیسا ہو سکتا ہے وہ شخص جسے انگلی پکڑ کر سیدھی راہ پر چلانے والا اس کا رہنما گمراہی کے راستے پر چل پڑے۔"

"یمینہ میں مجبور ہوں۔" وہ لب کاٹتے ہوئے بولی۔

"یہ بہت بودی دلیل ہے۔" اس کے کہنے پر تانیہ یکدم رونے لگی۔

"اگر میں ایک دن جنید کی بات نہ مانوں تو وہ سزا کے طور پر کئی دن کے لیے میرا بیٹا مجھ سے چھین لیتا ہے۔"

"جنید بیٹا چھین لیتا ہے اسی لیے گناہ کرتی ہیں' گناہ کرتے ہوئے یہ خوف نہیں آتا کہ اللہ عزوجل نے چھین لیا تو کیا کریں گی۔"

"یمینہ۔" وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر بری طرح رونے لگی۔

"آپ میرے سامنے مت آیا کیجیے مجھے شرم آتی ہے ایسے شخص کو دیکھ کر جس کے دل میں اپنے جیسے ہی ایک انسان کا خوف اس قدر ہے کہ وہ اپنے رب سے دور ہو گیا ہے اللہ عزوجل کے آگے بھی یہ دلیل پیش کریں گی کہ آپ مجبور تھیں کیا مجبوری تھی......؟ عشق کی......! جو آپ کو جنید سے ہوا گناہوں سے لتھڑے اس شخص کو آپ پہلے سے جانتی تھیں' آپ کا دعویٰ تھا کہ آپ اسے بدل لیں گی اس میں کیا آپ کی مجبوری تھی۔"

"ہو جاتی ہیں عورتیں مجبور ہو جاتی ہیں۔" وہ یکدم چیخی تو یمینہ نے تاسف بھری نظر اس پر ڈالی پھر پودے کو دیکھنے لگی۔

"تم بھی یمینہ اب میرے جیسی زندگی جینے والی ہو آمن رضا جنید سے زیادہ گمراہ ہے وہ جنید سے زیادہ بدکردار بھی ہے گھٹیا پن میں وہ جنید سے دس قدم آگے ہے وہ شرابی ہے جواری ہے وہ بہت برا ہے بہت برا۔"

"اگر میں آمن رضا کو نہ بدل سکی تو میں خود کو بھی نہیں بدلوں گی۔" اس نے پورے اعتماد کے ساتھ تانیہ کو دیکھا تھا تانیہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

"میں دعا کروں گی کہ ایسا ہی ہو حالانکہ ایسا ہونا بہت مشکل ہے۔"

"اور میں چاہوں گی کہ آپ صرف اپنے لیے دعا کریں کہ اللہ عزوجل آپ کو مزید اس راستے پر نہ چلائے۔" کہہ کر اس نے اپنا رخ دوبارہ اس پودے کی طرف کرلیا تانیہ لمحے بھر وہاں کھڑی رہی پھر پلٹی تو وہ دم بخود رہ گئی' آمن رضا اس کے پیچھے کھڑا تھا اور پتہ نہیں کب سے کھڑا تھا وہ اسے نظر انداز کرتی آگے بڑھ گئی تھی۔

"یمینہ۔" آمن کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی پھر کھڑی ہو گئی۔

"آپ کو پتہ ہے یو مائی وائف۔" وہ ابھی تک حیران تھا اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"امیزنگ یار...... جس لڑکی کو میں آج پہلی بار دیکھ رہا ہوں وہ میری بیوی ہے۔" وہ ہلکے سے ہنسا اور پھر اسے بغور دیکھنے لگا لیکن دیکھنے کے لیے تھا ہی کیا سوائے چادر کے...... سفید چادر جس پر ریشم سے کہیں کہیں گلاب کے پھول بنے ہوئے تھے اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اس کے باوجود آمن رضا کی نظریں اسے اپنے اندر اترتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"اور مجھے یقین ہے آپ اس رشتے کو نبھانے کے بجائے ختم کرنے کو ترجیح دیں گے۔" اس کی آواز دھیمی تھی اس کے لہجے میں بے پناہ اطمینان تھا۔

"آپ کو اس بات کا یقین کیوں ہے؟" وہ مسکرا دیا۔

"ہم دونوں میں کچھ بھی مشترک نہیں ہے یہ ہم دونوں ساتھ نہیں رہ سکتے یہ بات طے ہے پھر ہمیں

وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنی اپنی منزل کا سفر جاری رکھنا چاہیے۔"

"اور ہماری منزلیں کیا ہیں۔"

"واللہ اعلم۔" کہہ کر وہ آگے بڑھ گئی جبکہ وہ پیچھے کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر کافی دن گزر گئے پہلے بھی کوئی یمینہ سے بات نہیں کرتا تھا اس کا نام نہیں لیتا تھا اب کوئی اس کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ آمن رضا کی فیملی آ گئی تھی آمن نے جنید سے تانیہ کا گھر خرید لیا تھا آمن کی بہن ترنم فرقان کی وائف تھیں۔

"میرے خیال سے ہمیں اب آمن اور یمینہ کی شادی کی تیاری کرنی چاہیے۔" ذیشان اور ترنم کو اپنے گھر میں آباد خوش دیکھ کر مہینے بھر میں رضا عثمان کو اپنے سب سے زیادہ لاڈلے بیٹے کا خیال آیا تھا یہ مرحلہ سب سے مشکل تھا۔ انہوں نے یمینہ کو ایک ہی بار دیکھا تھا اگر غور کرتے اس پر تو یقیناً یہ نہیں کہتے۔

"جبکہ میرا خیال ہے ہمیں یمینہ اور آمن کے رشتے کو ختم کر دینا چاہیے۔" شمائلہ نے کہا تو انہوں نے چونک کر پہلے شمائلہ کو اور پھر شبینہ کو دیکھا۔

"انکل یمینہ انتہائی عجیب قسم کی لڑکی ہے آمن سے بالکل الگ۔"

"انکل اس کی پرورش دادی امی نے کی ہے اور ان کا بہت گہرا رنگ ہے اس پر بلکہ خود دادی امی سے بھی کئی گنا آگے دادی امی کو میں نے کبھی اتنی بڑی چادر مسلسل اوڑھے ہوئے نہیں دیکھا جیسی وہ اوڑھے رکھتی ہے کسی پارٹی فنکشن میں شرکت نہیں کرتی حالانکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے دادی امی ہماری سالگرہ وغیرہ میں شرکت کرتی تھیں۔"

"لیکن اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ڈاکٹر ہے۔" انہوں نے شبینہ کی بات کاٹ دی۔

"ڈاکٹر ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا دماغ نہیں پھر سکتا۔" شمائلہ جل کر بولیں۔

"آمن جانتا ہے اسے..... دیکھا ہے اس نے یمینہ کو۔"

"دیکھ چکا ہے اور انٹرسٹ بھی لے رہا ہے اس میں۔"

"رئیلی۔" حیرت سے انہوں نے شبینہ کو دیکھا۔

"آپ خود بات کیجیے انکل وہ اس کے پیچھے وقت برباد کر رہا ہے۔"

"ایسا کرو تم آمن کو میرے روم میں بھیجو۔" وہ خود اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے کچھ دیر بعد وہ ان کے روم میں تھا۔

"پاپا آپ نے مجھے بلایا۔"

"ہاں آؤ۔" وہ صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے وہ ان کے قریب دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"شبینہ نے بتایا کہ تم یمینہ میں انٹرسٹ لے رہے ہو۔"

"عجیب لڑکی ہے وہ پاپا سامنے والا نہ بھی چاہے تب بھی اس میں انٹرسٹ لے گا۔" اس کے لبوں پر آنے والی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

"وہ لڑکی تم سے الگ ہے بلکہ بہت الگ ہے کیسے گزارا ہوگا اس کے ساتھ۔ شبینہ نے مجھے بتایا کہ وہ اپنی ساری پراپرٹی خیرات کر چکی ہے اور خالہ سے بھی زیادہ بیک ورڈ ہے تو پھر......! تم کیسے اس میں اس حد تک انٹرسٹ لے سکتے ہو کہ شادی نبھانے کی باتیں کرو۔" انہوں نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ڈونٹ وری پاپا میں اسے سیدھا کر دوں گا۔"

"کہیں وہ تمہیں سیدھا نہ کر دے۔" ان کے لبوں سے نکلنے والے اس جملے نے اس کی پیشانی پر ان گنت بل ڈال دیے۔

"تانیہ سے ملے ہیں ناں آپ...... یہ اسی کا دکھایا ہوا راستہ ہے جس پر وہ محترمہ چل رہی ہیں جب راستہ دکھانے والا بدل سکتا ہے تو راستے پر چلنے والا کیوں نہیں بدل سکتا۔ اس نے حقارت زدہ لہجے میں کہا تھا پاپا سے

خاموشی سے دیکھنے لگے۔ پھر شام کو وہ درانی پیلس آئے تھے کوئی بھی اس رشتے پر گرم جوشی نہ دکھا رہا تھا۔

"رضا تم غلطی کر رہے ہو اپنے گھر کا سکون درہم برہم کرو گے آسن کی اور اس لڑکی کی کبھی نہیں بنے گی۔" ہاشم نے یہ سنتے ہی کہ وہ ڈیٹ فکس کرنے آئے ہیں فوراً کہا تھا۔

"ہاشم بچی ہے یار وہ..... اگر ہماری انگلی زخمی ہوگی تو اسے کاٹ کر تو پھینکا نہیں جاسکتا' اس کا علاج کیا جائے گا ایسے ہی یمینہ کو کیسے چھوڑا جاسکتا ہے۔"

"وہ زخم نہیں ہے رضا ناسور بن چکا ہے اسے کاٹ دینا ہی بہتر ہے۔ جانتے ہو اس نے کیا کیا.....؟"

"جانتا ہوں اس نے اپنی ساری پراپرٹی خیرات کردی ہے اور یہ میری نظر میں کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے ٹین ایج میں بچوں کو جو رہنمائی ملے وہ وہی کرتے ہیں۔"

"اب اس کا ٹین ایج ختم ہوچکا ہے اب وہ میچور ہوچکی ہے اور میں تمہیں یہ پرانا واقعہ نہیں سنانا چاہتا ہوں..... ایک نئی بات جو مجھے بھی کل ہی پتہ چلی ہے۔" انہوں نے کہا تو شہلا نے لب بھینچ لیے۔

"وہ اس گھر میں پکنے والا کھانا نہیں کھاتی۔" ہاشم نے کہا تو وہ بے اختیار مسکرائے۔

"بہت سے بچوں کو عادت ہوتی ہے وہ باہر کا کھانا پسند کرتے ہیں۔"

"وہ اسی گھر میں اپنا الگ کھانا پکاتی ہے۔"

"کیا مطلب؟" ان کی مسکراہٹ حیرانگی میں بدل گئی۔

"یہی میں نے اس سے بھی پوچھا تھا جانتے ہو اس نے کیا جواب دیا۔"

"میں اپنے بدن کو حرام نہیں کھلاسکتی۔"

"سن رہے ہو رضا میری کمائی حرام ہے جو وہ اپنے بدن کو نہیں کھلاسکتی۔ ہاشم کے کہنے پر رضا نے لب بھینچ لیے۔

"تم نے پوچھا نہیں ہلڈرز ہونے میں حرام کیا ہے۔"

"تم کیا سمجھتے ہو میں نے نہیں پوچھا ہوگا۔" وہ تلخ ہوئے۔

"پھر کیا جواب دیا اس نے۔"

"آپ سود لیتے ہیں سود حرام ہے۔"

"اب تم کہو میں کیا کہتا۔" ہاشم نے انہیں دیکھا۔

"تمہیں کہنا چاہیے تھا کہ اب جب وہ ڈاکٹر بن گئی ہے تب اسے اس بات کا خیال آرہا ہے بچپن سے لے کر تم نے اس پر اب تک جو خرچ کیا ہے تب اسے خیال نہیں آیا کہ یہ حرام کمائی ہے۔" انہیں یکدم غصہ آگیا تو ان دونوں کے لب بھینچ گئے۔

"وہ چار سال کی تھی جب ہم نے اسے رباب کو دیا تھا' وہ پندرہ سال کی تھی جب رباب کی ڈیتھ ہوئی' اور وہ واپس ہمارے پاس آئی تب ہی میں نے اسے ماں کے پاس بھیج دیا تھا' آٹھ سال بعد میں خود واپس پاکستان آیا ہوں اس عرصے میں' میں نے اس کے اور ماں کے خرچ کے لیے جتنی بھی رقم بھیجی تھی وہ دس لاکھ روپے ہیں جو وہ مجھے واپس کرچکی ہے۔"

"پھر اس نے خود کیا کیا۔" وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"ماں کی پاک اور حلال کمائی سے اس کی پرورش ہوئی ہے۔"

"انیس سال کی عمر سے وہ خود جاب کر رہی ہے۔"

"لیکن کیا اس کی سیلری اتنی تھی کہ وہ اپنی کار میں پیٹرول بھی ڈلوا سکتی' پھر اس نے میڈیکل کی تعلیم کیسے حاصل کی۔" وہ بھی شاید آج ہی یمینہ کے ہر پہلو سے آشنا ہونا چاہتے تھے۔

"وہ گاڑی استعمال نہیں کرتی' اس کے پاس موبائل فون بھی نہیں ہے' اس کے پاس صرف پانچ چھ کپڑے ہوں گے آؤ میں تمہیں اس کا کمرہ دکھاؤں۔" ہاشم ان پر انکشافات کی بوچھاڑ کر رہے تھے وہ اس کے کمرے میں آگئے دروازہ کھلتے ہی رضا چکرا گئے' پورا کمرا خالی تھا' ایک طرف لکڑی کا ایک شیلف تھا' اس میں کتابیں تھیں اس

کے ساتھ ہی نیچے ایک گدا بچھا ہوا تھا سرہانے تکیہ تھا۔

"یہ تمہارے ساتھ کیوں رہ رہی ہے۔" رضا شاک ہوئے تھے۔

"صرف آمن رضا سے طلاق کے لیے...... آپ آمن سے کہیں بھائی کہ اسے طلاق دے دے۔" شہلا نے واپس آتے ہوئے پہلی بار لب کھولے تھے لیکن ان کے لب بھینچ گئے کیونکہ وہ اپنے لاڈلے کو بہت اچھی طرح سے جانتے تھے اگر آمن رضا کے علم میں یہ سب کچھ تھا تو وہ کبھی طلاق نہیں دے گا کیونکہ وہ ہمیشہ وہی چیز پسند کرتا ہے جو سب سے الگ ہو اور یمینہ اس کی زندگی میں آنے والی سب سے الگ لڑکی تھی بلکہ بہت الگ لڑکی تھی۔

"میں یمینہ سے ملنا چاہوں گا۔ کہاں ہے وہ؟" انہوں نے کہا تو ہاشم نے ایک گہرا سانس لیا۔

"مطلب تم اور تمہارا بیٹا نہیں سمجھے سائیں اوے یہ تمہارا پرابلم ہے لیکن یہ توقع مت رکھنا کہ میں اس کے کسی بھی فعل کا ذمہ دار ہوں گا تم لوگ اس کے ساتھ کیا کرتے ہو یا وہ تمہارے ساتھ کیا کرے گی مجھے اس بات سے کوئی مطلب نہیں ہوگا لیکن اس وجہ سے شبینہ یا ترنم کی زندگی میں کوئی پرابلم نہیں ہونا چاہیے۔"

"میں آمن تک تمہارا یہ فیصلہ پہنچا دوں گا فی الحال یمینہ کہاں ہے اسے بلاؤ۔" انہوں نے کہا تو ہاشم اٹھ کر چلے گئے۔ شہلا نے نورین سے کہہ کر اسے بلوایا اور خود بھی چلی گئیں کچھ دیر بعد وہ آئی۔

"السلام علیکم۔" وہ مجل کے پیچھے کارپیٹ پر بیٹھ گئی۔

"وعلیکم السلام!" اپنی زبان سے ادا ہونے والے یہ لفظ انہیں خود کو ہی اجنبی لگ رہے تھے۔

"میں آپ کی رخصتی کی ڈیٹ فکس کرنے آیا تھا آج۔" وہ کہہ کر اسے دیکھنے لگے۔

"آپ غلطی کر رہے ہیں آمن میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔" اس کا سر اٹھا ہوا تھا اور نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

"آمن اپنا فیصلہ خود کر سکتا ہے...... آپ اپنا فیصلہ کیجیے۔"

"میری طرف سے فیصلہ آپ کریں...... اگر میں آپ کی بیٹی ہوتی تو کیا آپ ایسے شخص سے میری شادی کرتے جس کے پاس مجھے کھلانے کو ایک روٹی نہ ہوتی دنیاوی عیش و آرام اس کے خواب میں بھی گزرے نہ ہوتے۔ یقیناً آپ اس سے میری شادی ہرگز نہ کرتے لیکن...... اگر میں اس کے پیار میں مرنے لگتی تو آپ پہلے اس شخص کو اپنے لیول پر لاتے اسے اس قابل کرتے کہ وہ مجھے دنیا کے تمام عیش و آرام مہیا کر سکے پھر آپ اس سے میری شادی کرتے۔" وہ بہت دھیمی آواز میں ان سے مخاطب تھی۔ اس کی بھنویں چادر میں تھیں اس کی آنکھوں کا کیا رنگ تھا وہ نہیں دیکھ سکے لیکن ایک چیز جسے دیکھنے کے لیے کسی مشقت کی ضرورت نہ تھی وہ تھا اس کا اطمینان...... اس کے چہرے پر پھیلا سکون۔

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔" وہ الجھے تھے۔

"میں نے آپ کو آپ کے طریقے سے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ آپ کا بیٹا میرے لیول کی چیز نہیں ہے یا تو اسے میرے لیول پر لے آئیں یا پھر اس نکاح کو ختم کردیں۔" اس کے دوٹوک انداز پر انہوں نے بے اختیار پہلو بدلا۔

"اگر میں کہوں کہ میں دونوں میں سے کوئی کام نہیں کر سکتا پھر۔" ان کے کہنے پر وہ چپ رہی۔

"ٹھوکے میں کوشش کروں گا آپ آمن کے ساتھ خوش رہیں۔" طویل خاموشی سے اکتا کر وہ کھڑے ہوئے تھے۔

"دعاؤں کے بغیر کوششیں کبھی کامیاب نہیں ہوتیں۔" کہہ کر وہ ان سے پہلے باہر نکل گئی اور وہ سن کھڑے رہ گئے۔ دعائیں تو شاید انہوں نے کبھی مانگی ہی نہ تھی اور مانگنے کی انہیں ضرورت بھی نہ تھی انہیں بن مانگے سب کچھ مل رہا تھا اسی لیے وہ بھول گئے تھے کہ اللہ عزوجل سے دعا مانگنے کے لیے کسی ضرورت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

"آمن شی از ویری ڈیفرنٹ گرل تم اس کے ساتھ واقعی نہیں رہ سکتے۔" کچھ دیر کے بعد وہ آمن رضا کے روم میں تھے۔

"یہ فیصلہ مجھے کرنا ہے پاپا۔" وہ صوفے پر بیٹھے تھے وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا۔

"آمن ہاشم نے مجھے اس کے متعلق بہت سی باتیں بتائی ہیں اور شاید بہت زیادہ ہم سے پوشیدہ بھی ہیں ایسی لڑکی کسی بھی طرح ہماری سوسائٹی میں موو نہیں کر سکتی۔"

"افوہ پاپا آپ اتنا کیوں کنفیوز ہو رہے ہیں۔" وہ جھنجھلایا۔

"آمن میرا خیال ہے تم اسے طلاق دے دو۔" وہ سنجیدہ تھے وہ حیرانگی سے انہیں بغور دیکھنے لگا۔

"آمن وہ لڑکی بچپن میں ایب نارمل رہی ہے اس کی جو حالت ہوتی تھی وہ ہم نے دیکھی ہے تم نے نہیں تم اس سے بھی نباہ نہیں کر سکو گے تم نے اس کے لیے جو بھی پلاننگ کر رکھی ہو سب طے ہے کہ ناکامی تمہیں ہی ہوگی۔"

"آپ مجھے چیلنج کر رہے ہیں پاپا۔"

"میں تمہیں صرف سمجھا رہا ہوں آگے تمہاری اپنی مرضی۔" وہ کھڑے ہو گئے وہ لب بھینچے انہیں جاتا دیکھتا رہا تھا۔

"کیا چیز ہو تم یمینہ۔" اس نے بے اختیار سوچا وہ پندرہ بیس دن شہلا آنٹی کے گھر رہا تھا اسے معلوم تھا کہ وہ الگ کھانا پکاتی ہے یہ دیکھ کر اسے حیرت ہوتی تھی کہ وہ پانچ چھ گاڑیوں کی موجودگی میں بس سے آتی جاتی تھی اس کے پاس موبائل نہیں تھا وہ چاہتی تو کسی اچھے ہاسپٹل میں جاب کر سکتی تھی لیکن وہ ایک سرکاری ہوسپٹل میں جاب کرتی تھی۔

"شام کو یمینہ آپی میڈیکل اسٹوڈنٹ کو ٹیوشن پڑھاتی ہیں اسی لیے دیر سے گھر آتی ہیں۔" یمینہ کا پوچھنے پر نورین نے یہ اطلاع دی تھی اس کے کمرے میں کوئی سامان نہ تھا اس کے پاس پانچ چھ کپڑوں سے زیادہ کپڑے نہ تھے وہ نیچے زمین پر سوتی تھی یہ کسی مڈل کلاس گھرانے کی لڑکی نہ تھی یہ اس گھرانے کی لڑکی تھی جس کا باپ کروڑوں کماتا تھا جس کی ماں ہزاروں لاکھوں لٹاتی تھی جس کے بہن بھائی ٹپ کے نام پر سیکڑوں روپے دیتے تھے وہ لڑکی چند ہزار کے لیے پورے مہینے نوکریاں کرتی تھی اس کا یہی مطلب تھا کہ وہ لڑکی سچ مچ عجیب ہے۔

"میں اگر آمن کو نہیں بدل سکی تو میں خود کو بھی نہیں بدلوں گی۔" پُراعتماد لہجے میں کہتی وہ آمن رضا کو چیلنج کر گئی تھی وہ تانیہ کے پیچھے ہی باہر نکلا تھا اس نے ان دونوں کے بیچ ہونے والی گفتگو کا لفظ بہ لفظ سنا تھا اور یہ بات اسی وقت اسے سمجھ آئی تھی کہ تانیہ بار بار کیوں بے چین ہو رہی تھی۔ یقیناً اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ یمینہ کا سامنا کرنے سے جھجک رہی تھی پھر تانیہ وہاں سے چلی آئی تو اس نے یمینہ کو پکارا وہ پلٹی پھر کھڑی ہو گئی اس کے بعد بھی جو ملاقاتیں ہوئیں اس کا انداز گفتگو یہی تھا وہ اسے زچ کرنا چاہتا تھا یمینہ کے چہرے میں جتنی نرمی تھی اس کے لہجے میں اتنی ہی سختی تھی اور اس کا تقاضا یہی تھا کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔

"میں نے تم سے شادی کا فیصلہ کر لیا ہے۔" ابھی پانچ دن پہلے ہی ان کی ایک ملاقات ہوئی تھی۔

"آپ نے مجھ سے شادی کا نہیں مجھے بدلنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔" اس نے فوراً کہا وہ نظر جھکا کر بات کرتی تھی سر جھکا کر نہیں اسی لیے اس کے چہرے کا ہر تاثر سامنے والے کو واضح نظر آتا تھا اور اس وقت اس کا چہرہ آمن کے بچکانہ فیصلے کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"جو بھی ہے مجھے آئی ڈونٹ کیئر۔" وہ واقعی چڑ گیا تھا وہ خاموشی سے آگے بڑھ گئی تھی اور وہ اپنے فیصلے پر مضبوطی سے قائم تھا حالانکہ کوئی بھی اس کے اس فیصلے پر خوش نہیں تھا اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

......☆☆☆......

"یہ پیسے ہیں تم شاپنگ کر لو جا کر۔" انہوں نے اسے بلوایا تھا۔

"کس چیز کی شاپنگ؟" وہ ابھی تک کھڑی تھی میز پر

رقم رکھی تھی جسے دیکھتے ہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ دو ڈھائی لاکھ روپے ہیں۔

"تمہارے کپڑوں کی شاپنگ' تمہاری شادی کی ڈیٹ فکس کردی گئی ہے اگلے ہفتے تمہاری رخصتی ہے۔"

"میں نے شاید آپ کو منع کیا تھا۔" اس کے چہرے سے اس کی ناگواری کا پتہ کرنا مشکل تھا۔

"آمن نہیں مان رہا ہے۔" انہوں نے گہرا سانس لے کر اپنی بیٹی کو دیکھا جو بلاشبہ بہت خوبصورت تھی لیکن بے وقوف بھی بہت تھی جو آمن رضا جیسے لڑکے سے شادی سے انکار کررہی تھی جس سے رشتہ جوڑنے کے لیے صرف لڑکیاں ہی نہیں ان کے خاندان والے بھی بے چین تھے وہ بے حد گڈلکنگ اور شاندار پرسنالٹی کا مالک تھا باپ سے الگ بھی اپنا بزنس کررہا تھا' خوش قسمت اس قدر تھا کہ مٹی میں بھی ہاتھ ڈالتا تو وہ سونا بن جاتی تھی لوگ اس سے بات کرنا بھی فخر سمجھتے تھے اور جس لڑکی سے وہ خود شادی کرنا چاہتا تھا وہ انکار کررہی تھی۔

"یمینہ کیوں کررہی ہو تم ایسا وہ بہت اچھا لڑکا ہے تم سے شادی کرنا چاہتا ہے تو تمہارا خیال بھی رکھے گا لڑکیاں تو ایسے ہمسفر کے خواب دیکھتی ہیں اور تم.... تم اتنے اچھے شخص کو ٹھکرارہی ہو۔" ان کی بات پر وہ یوں مسکرائی جیسے چھوٹے بچے کی بے وقوفانہ باتیں سن کر بڑے مسکراتے ہیں وہ جز بز ہوگئیں۔

"نہ کرے وہ میرا خیال۔ میں اسے کبھی نہ ٹھکراتی اگر وہ نیک ہوتا۔"

"تم کچھ بھی چاہو تمہیں یہ شادی کرنی ہوگی۔" ہاشم درانی جو ابھی آئے تھے دہاڑتے ہوئے بولے۔

"میں گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔"

"پہلے کیوں نہ دفعان ہوگئیں اس گھر سے۔" شمائلہ کو بھی غصہ آگیا۔

"کیونکہ پہلے مجھے لگا کہ وہ مجھے طلاق دے دے گا تو میں باقی زندگی کسی اچھے شخص کے ساتھ گزاروں گی۔ اب جبکہ ایسا نہیں ہے تو میرے پاس سوائے اس کے اور کوئی آپشن نہیں ہے کہ میں گھر سے چلی جاؤں' میں اس کے نکاح میں رہ سکتی ہوں لیکن اس کے گھر میں نہیں۔" اگر ان سب کا غصہ عروج پر تھا تو اس کا اطمینان بھی قابل دید تھا۔

"رہنا تو تمہیں میرے ساتھ میرے ہی گھر پر ہوگا۔"

اپنے بے حد قریب سے آتی اس آواز پر وہ چونکی پھر آمن رضا کو اپنے سے ایک قدم کے فاصلے پر دیکھ کر اس نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔

"انکل میں یمینہ کو شاپنگ کے لیے لے جارہا ہوں۔"

"اوکے۔" انہوں نے جواب دیا اس نے اسے بازو سے پکڑا اور تقریباً کھینچتے ہوئے باہر لے آیا تھا۔ اس نے کار کی فرنٹ سیٹ پر اسے پٹخنے کے انداز میں بٹھایا اور خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا۔

"چلو ڈارلنگ تمہیں شاپنگ کروا کے لاتا ہوں۔" اس نے اس کا گال تھپتھپایا' اس نے تیزی سے چہرہ باہر کی طرف گھما لیا پھر آمن رضا اسے ایک بوتیک میں لایا تھا اس نے اسے وہاں سے دو سوٹ دلائے تھے لیکن دونوں میں اتنا کپڑا نہ تھا کہ اس کے بدن کو پوری طرح ڈھک پاتا وہاں کے سیلز مین اسے جس طرح دیکھ رہے تھے وہ اس کے لیے ناقابل برداشت تھا وہاں پھرنے والی خواتین کے لیے اس کی چادر نے اسے آٹھواں عجوبہ بنادیا تھا جبکہ وہ خود مسلسل "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" کا ورد زیر لب کررہی تھی اور آمن رضا کے کانوں تک اس کی یہ ہلکی سی آواز بخوبی پہنچ رہی تھی۔

"ڈونٹ وری یمینہ ڈیئر آپ اب ان لوگوں میں شامل ہونے والی ہیں۔" اس نے کہا تو اس کے ورد کرتے لب رک گئے بہت مضطرب ہوکر اس نے نچلا لب کاٹا آمن رضا کو اس کا یوں پریشان ہونا بہت اچھا لگا پھر وہ بوتیک سے باہر نکلے تو اس نے اس مصیبت سے جان چھوٹنے پر شکر ادا کیا تھا لیکن یہ اس پر آنے والی پہلی مصیبت تھی آخری نہیں۔

"آؤ کچھ کھلاتا ہوں تمہیں۔" وہ پچھلی سیٹ پر پیکٹ

رکھتے ہوئے سیدھا ہوا تھا۔

"گھر چلیے۔" وہ فوراً فرنٹ سیٹ پر جا بیٹھی تھی۔

"واقعی گھر چلتے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔

"تمہیں کمانے کی ضرورت ہے بھی نہیں کیونکہ تم بے حد اسمارٹ ہو نہ صرف اسمارٹ ہو بلکہ بے حد خوبصورت بھی ہو ان کپڑوں میں تو تمہاری یہ خوبصورتی شاندار لگے گی۔ تم دیکھنا تمہارے ایسے ایسے پوز بنواؤں گا کہ تم خود بھی حیران رہ جاؤں گی کہ...... یہ میں ہوں یا کوئی اور۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا اور وہ شدید ناگواری کی لپیٹ میں اسے سن رہی تھی گھر کے پورچ میں گاڑی رکی تو وہ لمحہ بھر رکے بغیر اپنے کمرے میں آ گئی کچھ ہی لمحے کے بعد نورین وہ پیکٹس اٹھا لائی تھی۔

"آمن صاحب نے بھجوائے ہیں آپی۔" نورین نے کہا تو اس نے لب بھینچ کر ان پیکٹس کو دیکھا جبکہ نورین نے بے حد دکھ کے ساتھ اسے دیکھا تھا پچھلے پانچ سال سے وہ یہاں پر کام کر رہی تھی سیمہ سے اسے بے حد محبت تھی خود سیمہ بھی تقریباً اسے اپنی چھوٹی بہن کہتی تھی۔

"تم جاؤ نورین۔" اس نے کہا تو وہ پلٹ کر چلی گئی تب وہ اٹھی ان پیکٹس کو اٹھایا اور ان کپڑوں کو دیکھنے لگی۔

"اے اللہ عزوجل میرے مالک اگر مجھے اس امتحان میں ڈال رہا ہے تو ہی مجھے اس میں کامیاب ہونے کی سعادت بھی نصیب فرما۔ اے میرے مولا مجھے گمراہ نہ کرنا' میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتی ہوں مجھے حد سے زیادہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ کرنا' میں تیرا خوف دل میں رکھتی ہوں' میرے دل میں کسی اور کا خوف پیدا نہ کرنا' کہیں میں کسی اور کے خوف سے گناہ کر بیٹھوں اور تجھے کھو دوں' میرے مالک مجھے سنبھال لینا مجھے گمراہ مت کرنا' اے میرے اللہ عزوجل مجھے ہمت عطا کرنا' مجھے ہمت عطا کرنا۔" وہ ہاتھ اٹھائے گریہ زاری کر رہی تھی' وہ رونا نہیں چاہتی تھی لیکن آنسو جاری تھے' اپنے آنسو صاف کرتی وہ اٹھی ان کپڑوں کو ڈبے میں سے نکال کر واش روم میں لے آئی تھی پھر واپس کمرے میں آئی' موم بتی اور ماچس لے کر موم بتی جلائی اور اسے لے کر واش روم میں آ گئی' جلتی ہوئی موم بتی اس نے ان کپڑوں پر ڈال دی' چند لمحوں میں ہی ان کپڑوں نے جلنا شروع کر دیا' وہ کچھ دیر انہیں دیکھتی رہی پھر آگے بڑھی فرش دھونے والا تیزاب اٹھایا اور اس کا ڈھکن کھول دیا' تیزی سے گیس باہر نکلی تو اس کی بدبو نے اسے بوتل پیچھے کرنے پر مجبور کر دیا' بوتل کے منہ سے دھواں نکل رہا تھا' اس نے بوتل دوبارہ اپنے قریب کی اور پھر پیچھے کر دی' اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا وہ اپنے اندر اتنی ہمت نہیں پا رہی تھی کہ یہ تیزاب وہ اپنے چہرے پر ڈال لیتی۔

"میرے اللہ مجھے ہمت دے کہ میں اس چہرے کو بگاڑ سکوں' بے شک یہ چہرہ تو نے بنایا ہے لیکن اس کی میں بے ہودہ نمائش نہیں لگا سکتی' مجھے ہمت دے کہ میں یہ چہرہ بگاڑ لوں یا پھر اس کی نمائش لگانے والے کو نا کام کر دے۔" اس کا چہرہ شدت ضبط سے سرخ ہو رہا تھا' اس نے لب اور آنکھیں بھینچ کر بند کی تھیں جب ہی بوتل کسی نے اس کے ہاتھ سے لے کر پھینکی تھی' بس لمحے بھر میں ہو گیا سب کچھ...... اگر ایک لمحے کی دیر ہوتی تو تیزاب اس کے منہ پر اور ناکامی کا تھپڑ کسی اور کے منہ پر...... لیکن اب صورتحال یہ تھی کہ تیزاب فرش پر اور آمن رضا کا تھپڑ اس کے منہ پر......!

"اسٹوپڈ ایڈیٹ ینفول۔" آمن کا یہ سوچ کر دماغ ماؤف ہو رہا تھا کہ اگر اسے ایک لمحے کی دیر ہو جاتی تو نجانے کیا ہو چکا ہوتا' وہ تو بس اسے یونہی دیکھنے چلا آیا تھا واش روم سے آتی بدبو اور دھوئیں نے اسے چونکایا' واش روم کا دروازہ کھلا تھا اس نے تیز قدموں سے کمرے کے دروازے سے واش روم کے دروازے تک کا سفر طے کیا تھا اور اگلے پل وہ دھک سے رہ گیا جب اس نے اسے اپنے منہ پر تیزاب انڈیلتے دیکھا تھا۔

"کیا کر رہی تھیں تم...... بولو کیا کر رہی تھیں۔" وہ دونوں بازوؤں سے پکڑے اسے جھنجوڑ رہا تھا' اس کی

آنکھیں بند تھیں اس کے لب کپکپا رہے تھے اس کا چہرہ خون رنگ ہو رہا تھا وہ اسے لب بھینچے دیکھ رہا تھا۔

"میں آپ سے شادی نہیں کرسکتی آپ جو چاہتے ہیں میں وہ نہیں کرسکتی میں یہ بے ہودہ کپڑے پہن کر کسی بھی قسم کی نمائش نہیں کروں گی‘ آپ کو میں بہت خوبصورت نظر آتی ہوں ناں اسی لیے میں اپنا چہرہ جھلسا رہی تھی۔"

"شادی تو تمہاری مجھ سے ہوچکی ہے‘ اب صرف رخصتی باقی ہے جو الگلے ہفتے نہیں بلکہ آج ہی ہوگی اور رہی بات ان کپڑوں کی جو تم نے جلا دیئے ہیں اور تم سمجھ رہی ہو ان سے تمہاری جان بھی چھوٹ گئی ہے‘ تو تم غلط سمجھ رہی ہو میں ابھی اسی وقت ایسے ہی کپڑے لاؤں گا اور تمہیں ان میں ہی لے کر جاؤں گا۔ یہ تمہاری چادر جو تمہیں چھپائے رکھتی ہے اسے تم خود ابھی اپنے ہاتھوں سے اتارو گی۔"

"آپ کی طبیعت خراب ہے جا کر آرام کریں۔" آمن رضا کو اس کا لہجہ اپنا مذاق اڑاتا محسوس ہوا تھا وہ یقیناً دماغ کہنے کے بجائے طبیعت کہہ رہی تھی آمن رضا نے اسے گھور کے دیکھا‘ اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں‘ آمن رضا اس کی آنکھوں کا رنگ نہیں دیکھ پایا تھا اس کے اندر ایسی کوئی خواہش بھی نہیں تھی۔

"ابھی تم اپنے ہاتھوں سے یہ چادر اتارو گی۔" یہ اس کی خواہش تھی اور یہ پوری ہونے والی تھی۔ پھر اس نے اس کی چادر کا پلو پکڑ کر جلتے ہوئے کپڑوں پر رکھا چند لمحوں بعد چادر کے پلو نے آگ پکڑلی آمن رضا پر یقین نظروں سے اسے دیکھنے لگا کہ اب وہ چادر اتار پھینکے گی اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہونا شروع ہوگیا تھا وہ اپنی چیخوں کو دبانے کی کوشش میں بے حال ہو رہی تھی چند پل میں آمن رضا چونک گیا وہ چکرا رہی تھی اگر آمن رضا اسے اپنی سخت گرفت میں نہ لیتا تو وہ تیزاب میں جا گرتی‘ آمن رضا نے بوکھلا کر اس کے سر سے چادر کھینچی اور نیچے پھینک دی۔ وہ بے ہوش ہوچکی تھی لیکن اس نے اپنی چادر نہیں اتاری تھی چار بے حد موٹی وسیع و عریض تھی اسی لیے آگ اس کے کپڑوں تک نہ پہنچ سکی تھی آمن رضا نے لب بھینچتے ہوئے اسے دیکھا‘ جسے پہلی بار وہ بنا چادر کے دیکھ رہا تھا‘ جو اس کی بیوی تھی اس کی بانہوں میں بہت سی لڑکیاں بہت بار آئی تھیں‘ اس کی کبھی بھی ایسی کیفیت نہیں ہوئی تھی جو اس وقت ہو رہی تھی وہ اپنی اس کیفیت کو کوئی بھی نام نہ دے سکا۔

"یمینہ...... یمینہ۔" اس نے اسے ہلایا اور پھر اسے لے کر وہ اس کمرے کی طرف آگیا جس میں وہ خود ٹھہرا تھا‘ کیونکہ یمینہ کے کمرے سے بھی اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی‘ روم فریزر سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر اس نے اس پر انڈیل دی‘ ایک منٹ اسے لب بھینچے دیکھا تھا۔

"ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے پلٹا تھا نیچے لاؤنج میں شبینہ‘ ترنم موجود تھیں۔

"کیا ہوا آمن!" ترنم نے اسے دیکھ کر پوچھا تھا۔

"یمینہ بے ہوش ہوگئی ہے۔" وہ بوکھلاہٹ میں یہ بھی بھول گیا تھا کہ اس کے پاس موبائل ہے‘ ریسیور اٹھا کر وہ قریب موجود ڈاکٹر کو فون کر رہا تھا۔

"کیوں۔" دونوں چونک گئیں۔ "کیا ہوا؟"

"اس نے کپڑے جلا دیئے میں نے تھپڑ مارا تو وہ بے ہوش ہوگئی۔"

"وہ تو ڈرامہ کر رہی ہوگی۔" شبینہ نے کہا۔

"اُفوہ تم لوگ چپ ہوجاؤ‘ میں پہلے ہی ٹینس ہو رہا ہوں۔" تینوں نے چونک کر آمن رضا کو دیکھا‘ بڑی بڑی باتوں کو چٹکی میں اڑا دینے والا آمن رضا ٹینس ہو رہا تھا۔

"میں دیکھتی ہوں اسے۔" شہلا لاؤنج سے پلٹیں۔

"اپنے فیصلے پر ایک بار پھر نظر ثانی کرلو ابھی وہ رخصت نہیں ہوئی ہے‘ تو تم ٹینس ہو رہے ہو رخصت ہوئی تو شاید تم پاگل ہوجاؤ گے۔" ترنم کی آواز پر انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور اس کے کمرے کی طرف آگئیں۔

"تم ہوش میں کیسے آ گئیں؟" اسے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا دیکھ کر وہ چونکیں وہ بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے اپنی دونوں آنکھیں دبا رہی تھی۔

"میں ساری عمر کے لیے تو بے ہوش نہیں ہوئی تھی۔" وہ کہنا چاہتی تھی لیکن چپ رہی اس کے ہوش میں آنے کی وجہ یقیناً ٹھنڈا یخ پانی تھا سردی کے باعث اس نے خود پر کمبل ڈال لیا تھا۔

"تم نے وہ کپڑے جلا دیے۔" چند پل چپ رہنے کے بعد انہوں نے پوچھا۔

"جی۔" اس نے اس طرح جواب دیا کہ جیسے اس نے قابل فخر کارنامہ سر انجام دیا ہے۔

"اتنا اچھا لڑکا تمہیں مل رہا ہے اسے ٹھکرا کر کیوں ناشکری کر رہی ہو تمہیں پتہ ہے تمہاری اس حرکت سے کیا ہوا ہے دو خاندانوں کے بیچ ریلیشن خراب ہو رہا ہے آخر تم کیوں اتنی خود غرضی دکھا رہی ہو؟"

"خود غرضی۔" اس نے ان کی بات کاٹتے ہوئے حیرت سے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا وہ چونک سی گئیں۔

"تمہاری بیٹی کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔" چار سالہ بینہ کو پیار کرتے ہوئے رباب اکثر کہا کرتی تھی اور وہ مسکرا دیتی تھیں بیس سال بعد وہ بھول چکی تھیں کہ ان کی بیٹی کی آنکھیں کتنی خوبصورت ہیں۔

"اگر آپ سمجھتی ہیں کہ میں آپ لوگوں کی ریلیشن خراب کرنے کا باعث ہوں اور یہ میری خود غرضی ہے تو آپ صحیح سمجھتی ہیں آپ لوگوں کے ریلیشن درست رکھنے کے لیے مجھے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن نہیں بنانا ہے۔" وہ نظریں جھکائے کہہ رہی تھی مگر وہ ساکت سی اسے تک رہی تھیں۔

"اور اگر آپ سمجھتی ہیں کہ میں آمن رضا کو ٹھکرا کر کسی ناشکری کی مرتکب ہو رہی ہوں تو بھی آپ صحیح سمجھتی ہیں مجھے اس جیسا گناہ گار شریک سفر نہیں چاہیے مجھے نیک انسان چاہیے اگر آپ لوگ مجھ پر زبردستی کریں گے تو میں یہ گھر چھوڑ دوں گی۔"

"چلو چھوڑو کے دکھاؤ یہ گھر۔" آمن رضا اندر آیا تھا اس نے اپنے کمبل کو حریداور پر کیا تھا۔

"آنٹی میں اسے ابھی اور اسی وقت لے جا رہا ہوں۔"

"آمن بیٹا غصہ مت کرو ایک ہفتہ باقی ہے پھر رخصتی ہو جائے گی۔"

"ایک منٹ بھی نہیں رکوں گا میں ایک ہفتہ تو دور کی بات ہے۔" کہتے ہوئے اس نے جیب سے موبائل نکالا تھا پھر اس نے ویسا ہی سوٹ اس بوتیک سے منگوایا جو وہ جلا چکی تھی ساتھ ہی بیوٹیشن کو بھی بلا لیا۔

"ایک گھنٹے بعد تم میرے بیڈ روم میں ہو گی اب وہیں ملیں گے گڈ بائی۔"

"میں گھر سے بھاگ جاؤں گی۔" وہ بڑبڑائی تھی دروازے کی طرف بڑھتا آمن رضا پلٹا اور شہلا نے بھی چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"میں کسی بھی گناہ کا حصہ نہیں بنوں گی۔ میں یہاں نہیں رہوں گی۔ مجھے میرے اللہ عزوجل سے دور کرنے کی کوشش کو میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔"

"کیسے کرو گی تم ایسا۔" اس کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔

"میرا مولا عزوجل مجھے خود ہمت دے گا۔" اس نے کہا تو وہ لب بھینچا سے دیکھے گیا۔

"اس کا دھیان رکھئے گا یہ کوئی غلط حرکت نہ کرے اس نے ابھی اپنا چہرہ تیزاب سے جھلسانے کی کوشش کی تھی۔" آمن رضا کی بات پر شہلا چونک گئیں جبکہ وہ باہر نکل گیا۔

"کیوں کر رہی ہو تم ایسا؟" انہوں نے پوچھا جواباً وہ چپ رہی۔

"بتاؤ ناں کیوں تیزاب سے اپنا چہرہ جھلسانے کی کوشش کی تم نے۔" انہوں نے پھر پوچھا تھا۔

"میں ہر وہ کام کروں گی جو گناہوں سے مجھے دور رکھ سکے۔" اس نے اطمینان سے جواب دیا پھر دونوں کے بیچ

خاموشی رہی تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اٹھی تھی۔
"کہاں جارہی ہو تم۔" وہ چونکی تھیں۔
"عشاء کی نماز کا وقت ہورہا ہے۔"
"یہیں پڑھ لو نماز۔"
"میری چادر اور جائے نماز۔"
"میں نورین سے یہیں منگوا دیتی ہوں۔" انہوں نے انٹرکام پر نورین کو اندر بلایا تھا وہ واپس بیڈ پر بیٹھ گئی' آج وہ اسے پہلی بار بغیر چادر کے دیکھ رہی تھیں۔ پندرہ سال کی عمر میں جب وہ امریکہ میں تھی تب اس کے بال شولڈر کٹ تھے' لیکن اب کمر سے نیچے اس کی بندھی ہوئی چٹیا پہنچ رہی تھی۔ اس کی رنگت میں گلابی پن تھا وہ اسے دیکھے گئیں۔
"یمینہ کی چادر اور جائے نماز لے آؤ۔" نورین کی آمد نے ان کے ارتکاز کو توڑا تھا' وہ بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھیں' نورین نے ان کی بات پر چونک کر یمینہ کو دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں ہلکی سی الجھن تیر گئی' اگلے پل وہ ایک گہرا سانس لے کر کمرے سے نکل گئی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ اس کی چادر اور جائے نماز لے آئی تھی یمینہ واش روم سے وضو کر کے آئی پھر جائے نماز پر کھڑی ہوگئی۔ نماز پڑھ کے دیر تک اس نے دعا مانگی اور اگلے پل وہ چونک گئیں۔ اس نے جائے نماز بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور خود لیٹ گئی تھی کمبل خود پر ڈال لیا تھا۔
"کیا ہوا۔" وہ بے اختیار بولیں۔
"میری نیند کا ٹائم ہو رہا ہے آپ یہاں سے تو باہر جانے نہیں دیں گی مجھے اسی لیے میں نے سوچا یہیں سو جاؤں۔" اس نے کہا اور پھر کچھ دیر بعد وہ بے خبر سو رہی تھی۔
"پریشانی کی وجہ سے میری بھوک پیاس بھی اڑ گئی اور یہ کتنے آرام سے سوگئی۔" وہ حیران ہوئیں۔
"کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ ڈرامہ کر رہی ہو اسے سوتا سمجھ کر میں اسے اکیلا چھوڑ دوں اور یہ کچھ کر بیٹھے یا پھر چھوڑ دے۔" کچھ دیر بعد انہوں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن یہ سوچ آتے ہی وہ رک گئیں اسے سوئے بمشکل بیس منٹ ہوئے ہوں گے کہ آمن رضا آ گیا۔
"کہاں چلے گئے تھے تم؟"
"میں پاپا اور انکل کو منا رہا تھا' وہ اس عجیب رخصتی کے لیے تیار نہیں ہیں۔" وہ بولتے بولتے اسے دیکھ کر چونکا۔
"یہ سوگئی۔" اس نے حیرت سے انہیں دیکھا۔
"ہاں ابھی لیٹی ہے۔"
"اور اس کے پاس چادر کہاں سے آ گئی؟"
"نماز پڑھنے باہر جا رہی تھی میں نے یہیں منگوا کر دے دی۔"
"اوکے..... اب اسے اٹھائیں باہر بیوٹیشن آ گئی ہے اسے تیار کرنے۔"
"چھوڑو آمن رہنے دو چھ دن کی بات ہے کہیں نہیں جا سکتی' ایسے ہی دھمکی دے رہی ہے۔" وہ یکدم اسے سمجھانے لگیں۔
"میں نے کہا ناں ایک منٹ بھی اسے یہاں نہیں چھوڑوں گا' جو اتنے مہنگے کپڑے جلا سکتی ہے' تیزاب سے اپنا چہرہ جھلسا سکتی ہے وہ کیا نہیں کرے گی۔ آپ اسے اٹھائیں۔" اسے ضد ہو چکی تھی اب وہ کسی صورت نہیں رکنے والا تھا وہ جانتی تھیں اسی لیے خاموشی سے یمینہ کی طرف بڑھیں۔
"یمینہ...... یمینہ" انہوں نے اس کے قریب آتے ہوئے آوازیں دیں مگر وہ بے سدھ تھی انہوں نے آہستہ سے اس کا کندھا ہلایا مگر وہ نہیں اٹھی۔
"یمینہ۔" انہوں نے پھر آواز دیتے ہوئے اس بار تیزی سے ہلایا مگر وہ جامد رہی وہ الجھ گئیں وہ کس قدر گہری نیند سو رہی تھی آمن جو بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے کنپٹی دبا رہا تھا وہ بھول کر اسے دیکھنے لگا۔
"یمینہ...... یہ تو نہیں اٹھ رہی آمن۔" انہوں نے چوتھی آواز کے ساتھ ہی آمن سے کہا تھا وہ آگے بڑھ کر اس پر جھکا۔
"یمینہ۔" اس نے دائیں ہاتھ سے سختی سے اس کے

جبڑے کو بھینچتے ہوئے اس کا چہرہ ہلایا تھا مگر وہ کسمسائی تک نہیں تھی تو اس نے اس کا چہرہ چھوڑ کر اس کی کلائی پکڑ کر اس کی نبض چیک کی وہ نارمل تھی وہ صرف سو رہی تھی...... لیکن ایسی بے ہوش نیند...... وہ واقعی الجھ گیا پھر اس نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر بٹھا دیا تھا اور جب چھوڑا تو وہ کسی بے جان گڑیا کی طرح واپس تکیے پر جا گری۔

"اوہ نو ڈیم اِٹ۔" اس نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا۔

"آمن۔" شہلا نے خفگی سے ٹوکا تھا وہ انہیں بنا کچھ کہے باہر نکل گیا تو وہ اس کے پیچھے لاؤنج میں آ گئیں۔ رضا ہاشم، شمائلہ، شبینہ، ترنم بھی تھے۔

"نورین۔" وہ یکدم چیخا تھا سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"جی صاحب۔" اگلے پل وہ سامنے تھی۔

"یمینہ کو کون سی گولی دی ہے تم نے۔"

"گولی...... کون سی گولی صاحب۔" نورین نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"پھر وہ کیسے اتنی گہری نیند سو گئی۔"

"آپی سو گئیں لیکن ابھی تو انہوں نے کھانا بھی نہیں کھایا۔" وہ احمق شکل بنائے اسے دیکھنے لگی تھی وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

"کیا ہوا؟" شمائلہ نے پوچھا تھا۔

"یمینہ سو چکی ہے اور وہ نہیں اٹھ رہی ہے۔" شہلا نے جواب دیا تو ہاشم نے انہیں لب بھینچے گھور کر دیکھا پھر ترنم شبینہ باری باری اسے اٹھانے گئیں مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"کیا تماشہ کر رہی ہے یہ لڑکی شکر ہے کہ آمن نے آج ہی اس رخصتی کا فیصلہ کر لیا اگر چھ دن بعد یہ سب ہوتا تو کیا جواب دیتے ہم اس لڑکی کی اس حرکت کا۔" شمائلہ غصے میں آ گئیں۔

"یہ لڑکی پتہ نہیں کتنا خوار کرے گی اس سے تو بہتر تھا کہ یہ پیدا ہوتے ہی مر جاتی۔" ہاشم نے مٹھیاں بھینچ لیں شہلا بے بسی سے انگلیاں چٹخانے لگیں۔

"اب تم کیا کرو گے آمن۔" رضا نے اس لڑکی پر ریمارکس دینے کے بجائے اپنے لاڈلے بیٹے کو دیکھا جس کے غصے کا گراف اپنے عروج پر تھا اس کا لایا ہوا دوسرا سوٹ صوفے پر پڑا اسے منہ چڑا رہا تھا باہر وہ لڑکی موجود تھی جسے یمینہ کو اس کی دلہن بننے کے لیے سجانا تھا۔ سب کچھ لمحوں میں بیکار ہو گیا وہ لڑکی اسے بتا رہی تھی کہ وہ ناقابل تسخیر ہے۔

"یہ رخصتی ابھی ہوگی۔"

"کیا مطلب۔" وہ سب چونکے مگر وہ جواب دیے بنا پلٹا تھا واپسی پر اس کے ہمراہ یمینہ تھی۔

"آمن پلیز وہ پاگل ہے تم تو پاگل مت بنو۔" شہلا لپک کر اس کے قریب آ گئیں۔

"رہنے دو شہلا اس کا پاگل پن آمن ہی دور کر سکتا ہے۔" ہاشم نے کہا۔

"پلیز ہاشم تم آمن کی سائیڈ مت لو اگر وہ لڑکی نہیں چاہتی یہ شادی کرنا تو یقیناً وہ یہ گھر بھی نہیں بسائے گی۔" رضا نے ہاشم اور آمن رضا کو بیک وقت گھورا تھا۔

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے یہ گھر بسانے کا صرف اس کا گھمنڈ اور اس کا غرور ختم کروں گا اس کی چادر اترواؤں گا پھر اسے خود چھوڑ دوں گا۔" شمائلہ نے ایک گہرا سانس لیا تھا کہ وہ اس لڑکی کو چھوڑنے کی بات کر رہا تھا جبکہ شہلا نے لب بھینچ لیے مگر وہ اس لڑکی کی ماں تھیں۔

"کاش آمن رضا تم کبھی کامیاب نہ ہو سکو۔" ان کے دل نے بے اختیار کہا تھا پھر وہ اسے لے کر آ گیا اپنے بیڈ پر پٹخنے کے انداز میں اسے لٹا کر اس نے اس کی چادر اتار کر پیچھے پھینک دی۔

"دیکھنا تم یمینہ...... تمہارا بھی یہی حشر کروں گا۔" اس کی چادر کو اپنے بوٹ تلے مسلتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔ روم فریزر سے شراب کی بوتل نکال کر منہ سے لگائی اور خالی کر کے سامنے دیوار پر دے ماری

پھر اس کے پاس آ بیٹھا۔

"کیسا لگے گا ڈیئر جب آنکھیں کھولو گی تو خود کو میرے قریب پاؤ گی۔" اس کے بالوں کو وہ اپنے ہاتھ پر لپیٹنے لگا تین چار بل دے کر کھولتا اور پھر لپیٹ لیتا۔

"یمینہ روئے گی تو مجھے کتنا اچھا لگے گا۔ گڑگڑا گڑگڑا کر یہاں سے جانے کی اجازت طلب کرے گی تو مجھے کتنا اچھا لگے گا۔"

"کتنی خوبصورت ہو تم ذرا عقل سے کام لو تو ہزاروں کو دیوانہ کر سکتی ہو۔" وہ بڑبڑایا تھا۔

"لیکن ان ہزاروں میں آمن رضا نہیں ہو سکتا۔" وہ تمہارا دیوانہ ہو...... نور...... نور" دھیرے دھیرے شراب کا نشہ اس کے دماغ پر چڑھ رہا تھا چند لمحوں بعد وہ سو گیا تھا جب دوبارہ آنکھ کھلی تو وہ چونک گیا۔ یمینہ نماز پڑھ رہی تھی۔ وہ کھسک کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد یمینہ دعا مانگ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"گڈ مارننگ مائی ڈارلنگ۔" وہ اٹھ کر اس کے قریب آیا تھا اس کے چہرے کے اطمینان کو اس نے حیرت سے دیکھا اس کے چہرے پر ایسا سکون تھا گویا وہ اپنی مرضی سے یہاں آئی ہو۔

"سلام مسنون۔" کہتے ہوئے اس نے چادر کو آگے بڑھ کر ایک دراز کھول کر اس میں رکھا تھا وہ ایک بیڈ شیٹ تھی جسے قالین پر بچھا کر اس نے اس پر نماز پڑھی تھی۔

"یہ کیسا سلام ہے۔" وہ متعجب ہوتا اسے دیکھنے لگا جواباً وہ کچھ نہ بولی۔

"آپ جیسے مسلمان لوگ تو اسلام علیکم کہتے ہیں ناں۔"

"مسلمان مسلمان سے ملے تو اس پر اللہ کی رحمت بھیجتا ہے باقی لوگوں سے ملتے ہوئے مسنون سلام کرتا ہے یعنی جو اس کا طریقہ وہی قبول کرلے۔" اس کے تفصیلاً جواب نے آمن رضا کو کھولا دیا۔

"تم نے یہ فیصلہ کیسے کرلیا کہ میں مسلمان نہیں ہوں؟" وہ جارحانہ انداز میں اس کی طرف بڑھا۔

"جو شخص بیدار ہوتے ہی اللہ کا ذکر کرنے کے بجائے حرام چیزوں کو منہ لگاتا ہو وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟" اس کا لہجہ سوالیہ تھا۔

"ویری فنی۔" کہتے ہوئے اس نے اسے اپنے قریب کھینچا تھا۔

"چلو بھئی تھوڑا مسلمان میں بھی ہو جاتا ہوں کسی حلال چیز کو منہ لگا کے۔" اس نے اس کی چادر اتار کر دور پھینکی تھی۔

"یار تمہارے بال بہت خوبصورت ہیں یقین کرو میں نے آج تک اتنے بڑے بال کسی کے نہیں دیکھے ہیں۔" وہ کہہ رہا تھا اور وہ محو مناجات تھی۔

"یاالٰہی یہ شخص بے شک میرا شوہر ہے لیکن یہ بہت گناہ گار ہے مولا یہ شرابی ہے تو نے مجھ پر ہمیشہ اپنی رحمتیں نازل کی ہیں مالک مجھے اس گناہ گار سے بچالے اسے مجھ سے دور رکھ مولا۔" اس نے آنکھیں بھی سختی سے بھینچ لی تھیں۔

وہ ذرا پیچھے کو ہوئی تھی لیکن بال اس کی مٹھی میں ہونے کے باعث بہت دور نہ جا سکی۔

"کیا ہوا؟"

"آپ کے منہ سے شراب کی بدبو آ رہی ہے۔" اس کی آواز میں بے چارگی تھی وہ ہنس دیا۔

"رات تمہیں کیا ہوا تھا اتنی گہری نیند سو گئیں تم نے نیند کی گولیاں لیں تھیں۔"

"ہاں۔" اس نے جھوٹ بولنا بیکار سمجھا تھا اس نے نورین سے اشارے سے گولیاں لانے کو کہا تھا جس پر وہ چونکی تھی۔

"تم یہاں آنا نہیں چاہتی تھیں پھر یہاں آکے کیسا لگ رہا ہے؟" وہ اس بحث میں نہیں پڑا تھا کہ گولیاں کہاں سے آئی تھیں یقیناً نورین نے ہی دی ہوں گی اور اب وہ نورین کی پہنچ سے بہت دور تھی اسی لیے اس نے اس بات کی فکر نہیں کی۔

"آپ خود بتائیں کیسا لگ رہا ہوگا مجھے

یہاں آ کر۔“

”بہت برا۔اور یقیناً اب تم یہاں سے بھاگنے کی کوشش بھی کرو گی لیکن یاد رکھنا تمہیں ناکامی ہوگی۔“

”نہیں...... نہ تو مجھے برا لگ رہا ہے اور نہ میں بھاگنے کی کوشش کروں گی۔“ اس کے اطمینان سے کہنے پر وہ چونک گیا۔

”کیوں؟“ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

”مجھے اپنے رب پر پورا یقین ہے جس طرح وہ مجھے پردے میں یہاں لایا ہے اسی طرح وہ یہاں میرے پردے کی حفاظت بھی کرے گا۔“ اللہ پر یقین نے یمینہ کے لہجے کو اس کی ذات کو پرسکون کر رکھا تھا لیکن آمن رضا کا چین اس لمحے غارت ہوا تھا کیونکہ وہ اس کے لائے ہوئے کپڑوں میں نہیں بلکہ اپنی چادر میں یہاں آئی تھی آمن رضا لب بھینچتے ہوئے اس کے پرسکون چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

”آپ فریش ہو جائیں، مجھے بھوک لگ رہی ہے ناشتہ کا آرڈر میں کروں یا آپ کریں گے۔“ اس کے کہنے پر اسے یاد آیا کہ وہ رات کو بھوکی سو گئی تھی۔

”میں آرڈر کروں گا“ اس نے ایک گہرا سانس لے کر دماغ کی کھولن کو کم کیا تھا جواباً وہ چپ رہی اس نے انٹرکام کا بٹن دبایا اور ناشتہ آرڈر کرنے کے بعد وہ واش روم کی طرف بڑھ گیا جب باہر نکلا تو ملازم ناشتہ ٹیبل پر سیٹ کر رہا تھا اس نے صوفے پر بیٹھ کر دودھ کے گلاس سے توس اٹھا کر کھانا شروع کر دیا وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔

”ڈیئر وائف تم جیسی پارسا یہ حرام پیسوں کا ناشتہ کر رہی ہے ناقابل یقین۔“ وہ واقعی حیران ہوا تھا وہ سر جھکائے ناشتہ کرتی رہی۔

”تم ایک ٹائم بھوکی رہ کر اگلے ٹائم حرام کھانے پر کیسے تیار ہو گئیں۔“ دوسری طرف اس بار بھی خاموشی رہی ناشتے کے بعد رضا کا پیغام آ گیا۔

”چلو نیچے سب تمہارے منتظر ہیں۔“ اس نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا وہ دونوں ساتھ باہر نکلے تھے سب نے بغور یمینہ کو دیکھا جو چادر میں ملبوس تھی حسب عادت اس کا چہرہ اونچا اور نظریں جھکی ہوئی تھیں اس کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے اس کے ساتھ کوئی غیر معمولی واقعہ انجام پذیر نہ ہوا ہو۔

”آپ نے مجھے بلایا پاپا؟“ وہ صوفے پر بیٹھا تھا لیکن وہ سب اسے نہیں یمینہ کو دیکھ رہے تھے۔

”بیٹھ جاؤ“ اس نے یمینہ کو سر گھما کر دیکھا تھا تو وہ آگے بڑھی اور اس کے برابر میں بیٹھ گئی۔ سب نے اس کی تبدیلی کو نوٹ کیا تھا وہ نیچے بیٹھا کرتی تھی۔

”یمینہ اب تم نے کیا سوچا ہے کیا کرنا ہے تمہیں؟“ رضا نے اس سے کہا تھا۔

”مجھے کیا سوچنا ہے جب سب کچھ اللہ عزوجل کر رہا ہے۔“

”تو تم آمن کے ساتھ رہنے کے لیے تیار ہو کوئی پرابلم کری ایٹ نہیں کرو گی۔“ ہاشم کا لہجہ اپنے اندر بے یقینی سموئے ہوئے تھا۔

”اللہ عزوجل آگے کیا کرے گا میں نہیں جانتی پھر آپ کو کیا بتا سکتی ہوں۔“ اس کے چہرے پر جتنا اطمینان تھا اس کا لہجہ بھی اتنا ہی مطمئن تھا۔

”رضا میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم اپنے گھر کا سکون درہم برہم کرو گے۔“ ہاشم تلملاتے ہوئے بولے تھے باقی سب بھی لب بھینچے اسے دیکھ رہے تھے۔

”یمینہ اٹھو۔“ آمن رضا نے کہا تو وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔

”یمینہ بیٹھو۔“ آمن رضا نے پھر کہا تو وہ بیٹھ گئی سب نے چونک کر آمن رضا کے کھیل کو سمجھنے کی کوشش کی تھی۔

”جاؤ اپنے کمرے میں جاؤ۔“ اس نے کہا تو وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”آپ لوگوں نے دیکھا وہ لڑکی کس طرح میرے اشاروں پر اٹھنا بیٹھنا کر رہی ہے۔“ آمن رضا نے ان سب کو دیکھا تھا۔

"اور تم سمجھ رہے ہو وہ تمام عمر تمہارے اشارے پر ناچنے والی ہے۔ میں صرف اسے تمہاری غلط فہمی کہوں گا۔" دروازہ کراس کرتی یمینہ نے ہاشم کا لفظ لفظ سنا تھا وہ کمرے میں آ گئی جبکہ آمن رضا کافی دیر بعد کمرے میں آیا تھا وہ صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"نہیں ابھی تم سے بلکہ تمہاری چادر سے ڈر لگ رہا ہے جان لوگوں کو لگتا ہے کہ تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتی ہو۔" وہ اسے دیکھنے لگا۔

"سو کیوٹ سو بیوٹی فل یمینہ لگ رہا ہے تمہارے بال مجھے تمہارا دیوانہ بنا دیں گے۔" اس نے اس کے گرد بازوؤں کا گھیرا تنگ کیا تھا اور یمینہ "برداشت" کی آخری سرحد پر پہنچ گئی تھی۔ اس سے اس کا لمس کسی طور برداشت نہیں ہو پا رہا تھا۔

"آمن بدکردار ہے شرابی ہے گھٹیا انسان ہے۔" تانیہ کی آواز ہتھوڑے کی طرح اس کے سر پہ لگ رہی تھی۔

"مالک اس گمراہ شخص سے مجھے بچا لے۔" ضبط شدت سے سرخ چہرہ لیے وہ رب سے دعا گو تھی تبھی آمن رضا کا موبائل بجنے لگا وہ چونک کر پیچھے ہوا۔

"یس۔" دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں' کسی بھی فضول حرکت کی کوشش مت کرنا لنچ ساتھ کریں گے۔"

"میرے مولا تیرا شکر۔" یمینہ نے آزادی کے احساس کے تحت ایک گہرا سانس لیا تھا وہ وارڈ روب سے کپڑے لے کر واش روم کی طرف بڑھ گیا تھا جب وہ باہر نکلا تو وہ بیڈ پر آنکھیں بند کیے لیٹی تھی وہ اسے دیکھتا رہا۔

وہ اس لڑکی کو جتنا عجیب سمجھتا تھا وہ اس سے بھی زیادہ عجیب نکلی اس کا جو بی ہیو تھا وہ کسی عام لڑکی کا نہ تھا اسے رونا دھونا چاہیے تھا کیونکہ وہ اس شادی سے انکار کر رہی تھی اسے اس گھر میں آنے کے بعد ایک طوفان اٹھا دینا چاہیے تھا وہ اپنے باپ کے گھر پکنے والے کھانے نہیں کھاتی تھی لیکن اس نے یہاں بے حد آرام سے بیٹھ کر ناشتہ کیا تھا وہ نیچے بیٹھتی تھی نیچے لیٹتی تھی یہاں آ کر وہ اچانک کیسے تبدیل ہو گئی۔

"یہ واقعی دنیا میں ایک عجوبہ ہے۔" وہ سوچتا ہوا باہر نکل گیا تھا' دوپہر میں وہ واپس آیا تو یمینہ نماز پڑھ رہی تھی وہ کھانے کا آرڈر دے کر اسے دیکھنے لگا کچھ دیر بعد ملازم ٹرالی لے آیا وہ نماز پڑھ کے کھانے کی ٹیبل کے پاس آ گئی تھی' اپنی پلیٹ میں بریانی ڈال کر اس نے کھانا شروع کر دیا جبکہ آمن رضا پہلے ہی شروع کر چکا تھا۔

"ابھی میں نے بیوٹیشن کو بلوایا ہے اپنا حلیہ چینج کروا لینا۔" آمن نے کہا اسی لمحے دروازہ بجا تھا' آمن رضا کے یس کہتے ہی ایک لڑکی اندر داخل ہوئی یمینہ کے پورے بدن میں اسے دیکھ کر سنسناہٹ پھیل گئی تھی۔ اس نے لب بھینچ کر کھانے سے ہاتھ روک دیا تھا۔ وہ یہی سمجھی تھی کہ یہ بیوٹیشن ہے اس لڑکی نے بے حد بے ہودہ لباس زیب تن کر رکھا تھا اس کے بال شولڈر کٹ تھے جسے اس نے گولڈن براؤن کلر میں ڈائی کروا لیا ہوا تھا۔

"ہیلو روشی۔" آمن رضا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"تم نے شادی کی اور مجھے اطلاع بھی نہیں دی۔" وہ خفا خفا لہجے میں کہہ رہی تھی یمینہ نے ایک سکون بھرا سانس لیا تھا۔ یقیناً وہ بیوٹیشن نہیں تھی۔ اسی لیے اس نے دوبارہ کھانا شروع کر دیا۔ آمن رضا نے پہلے اس کی بے چینی کو اور اب اس کے اطمینان کو بغور دیکھا تھا۔

"ارے شادی وادی کیا بس انجوائے کر رہا ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے روشی کو دیکھنے لگا۔

"کیسا فیل کر رہے ہو اس کے ساتھ انجوائے کرتے ہوئے۔" وہ خاصی حقارت سے یمینہ کو دیکھنے لگی۔

"ابھی کیا کہہ سکتا ہوں اس بارے میں۔" اس نے کن انکھیوں سے یمینہ کو دیکھا جس کے حلق میں نوالہ پھنس گیا تھا۔

"اس لڑکی میں کچھ خاص نہیں ہے۔" اس کی بات پر آمن رضا کھلکھلا کر ہنسا تھا۔

"یو رائٹ ڈارلنگ تمہارے جیسی بات کہاں۔"

"تو پھر چھوڑ دو اسے۔ آئی لو یو آمن۔" روشی یکدم آمن رضا کے سینے سے لگی یمینہ نے بے اختیار دل میں اس کی ہمت کو داد دی تھی روشی آمن رضا کو یمینہ کو چھوڑنے کے لیے کہہ رہی تھی۔ آمن رضا جس نے یمینہ کو یمینہ کے کہنے پر نہیں چھوڑا تھا ماں باپ خالا خالو کے سمجھانے پر نہیں چھوڑا تھا' وہ روشی کے ایک جملے سے اسے چھوڑنے والا تھا یہ روشی کو کیسے یقین تھا کہ اس نے اگلے لمحے میں اپنی محبت کا اظہار بھی کر دیا لفظوں سے بھی عمل سے بھی۔

"چھوڑنا ہے اسے لیکن اتنی جلدی نہیں۔" اس نے روشی کو مسکراتے ہوئے خود سے الگ کیا تھا۔

"جب تک یہ تمہارے جیسی خوبصورت اور بے تکلف نہیں ہو جاتی۔" آمن رضا کے اگلے جملے نے پانی پیتی یمینہ کو پھندا لگا دیا تھا۔

"یہ خوبصورتی نہیں بے حیائی ہے اور بے تکلفی نہیں بے شرمی ہے۔" اس نے کہا اور پھر کھانا شروع کر دیا جب کہ روشی نے حیرت سے اسے دیکھا اور آمن رضا نے مسکراتے ہوئے۔

"اچھا تو زبان ہے اس کے منہ میں۔"

"ارے ایسی ویسی۔" آمن رضا ہنس پڑا تھا۔

"اینی وے تم بتاؤ تم کیسے آ گئیں۔"

"میں آج رات نائٹ پارٹی کی دعوت دینے آئی تھی تمہاری ماما نے بتایا کہ تم اپنے روم میں ہو اپنی وائف کے ساتھ...... پارٹی میں آؤ گے یا اسی کے ساتھ رہنا ہے۔"

"پارٹی میں آؤں گا بے بی۔"

"اسے لے کر آؤ گے...... یہ بھی انجوائے کر لے گی۔" وہ خباثت سے ہنسی تھی یمینہ کا جی چاہا کہ تھپڑ دے مارے اس کے منہ پر لیکن وہ ایسے لوگوں کے منہ نہیں لگا کرتی تھی' بلکہ خاموش رہنے کو ترجیح دیتی تھی۔ وہ چپ تھی لیکن غصے سے سرخ چہرہ آمن رضا کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"او کے میں اسے بھی لے آؤں گا۔"

"پھر میں چلتی ہوں پارلر کا بھی چکر لگانا ہے اور تم ذرا اسے انسان بنا کر لانا۔" اس نے ایک بار پھر ناگواری سے بھرپور نظر یمینہ پر ڈالی اور پلٹ گئی۔ تب آمن رضا اس کے سامنے بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا وہ لب بھینچے کھانے سے ہاتھ روک چکی تھی۔

"ان پلکوں کو کیا غلطی سے جھکایا ہے یمینہ؟" اس کے کہنے پر وہ چونکی تھی اور پھر ایک الجھن اس کے چہرے کا حصہ بن گئی وہ یقیناً آمن رضا کی بات کا مطلب نہیں سمجھی تھی۔

"یہ پلکیں بس جھکی رہتی ہیں اٹھتی کیوں نہیں ہیں۔" وہ پوچھ رہا تھا وہ کچھ نہیں بولی اس کی رنگت گلابی تھی اور ہونٹ کے نیچے ایک کالا سا تل تھا وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"سو کیوٹ یمینہ ویری کیوٹ۔ پتہ ہے یمینہ اگر میں تمہارے ساتھ رہا تو آئی ہوپ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ ہر طرف تم نظر آؤ گی' میں شاید کچھ بھی دیکھنے کے قابل نہ رہوں گا۔" وہ ٹیبل پر کہنی رکھے اور مٹھی پر ٹھوڑی ٹکائے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا وہ اٹھ کھڑی ہوئی یقیناً اسے آمن رضا کے لبوں سے ہونے والی اپنی تعریف میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔

"یار ایک بات تو بتاتی جاؤ تم یہاں حرام کیسے کھا رہی ہو۔" اس نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے روکا تھا۔ اس نے ہاتھ چھڑایا اور واش روم میں چلی گئی تھی' واپس آ کر وہ لیٹ گئی تھی جبکہ وہ کمپیوٹر کے آگے بیٹھ گیا تھا۔ رضا نے اسے آج ایک پراجیکٹ کے لیے ٹینڈر فل کرنے کا کہا تھا۔ یہ کام ہمیشہ وہی کرتا تھا' اور اس کا فل کیا ٹینڈر ہمیشہ سلیکٹ ہوتا تھا۔ رضا کو اس کے خوش بخت ہونے میں کوئی شبہ نہ تھا۔ وہ بچپن سے جو چاہتا تھا حاصل کر لیتا تھا۔ ٹینڈر فل کرتے ہوئے اس کی نظر یمینہ کی طرف اٹھی تھی وہ آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔

"وائف کھانے اور سونے کے علاوہ بھی کوئی کام کر لو ورنہ دو دن میں ایلیفینٹ بن جاؤ گی۔"

"کیا کروں۔" اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔

"اپنے شوہر کی خدمت کرلو یار۔" وہ کمپیوٹر کے آگے سے اٹھا اور بیڈ پر اس کے قریب آ کر حاتر چھا سا لیٹ گیا اور خود اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھیں دبانے لگا۔ لیکن اگلے پل وہ چونکا تھا۔

"یار تم نارمل لڑکی نہیں ہو۔" اس نے آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا کر اسے دیکھا جو بیٹھنے کے بعد اب اس کا سر دبا رہی تھی۔

"اگر تم نارمل لڑکی ہوتی ناں تو سیدھا میرا گلا دبا دیتیں۔"

"آپ میرے شوہر ہیں آپ کی خدمت مجھ پر فرض ہے۔"

"اور مجھ سے محبت۔" اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے قریب کھینچا تھا۔

"میں کسی گناہ گار شخص سے محبت نہیں کرسکتی۔" اس کی بات پر وہ ہنس دیا۔

"واقعی..... واقعی آپ جیسی پارسا لڑکی ایسا کر ہی نہیں سکتی..... وہ ایک دن کی بھوک برداشت نہ کرتے ہوئے اپنے شوہر کی حرام کمائی سے کھانا کھا سکتی ہے لیکن اسی شوہر سے محبت نہیں کرسکتی۔" جواباً وہ چپ رہی وہ اٹھ کر واپس کمپیوٹر کی طرف چلا گیا تھا' کچھ دیر بعد اس نے چائے منگوائی تھی یمینہ نے چائے نہیں پی تھی پھر وہ اٹھ کر باہر نکل آیا پاپا آچکے تھے اس نے ان سے وہ مینڈ رڈ سکس کیا واپس جب وہ کمرے میں آیا تھا اس وقت سات بج رہے تھے۔ یمینہ نیچے بیٹھی ہوئی تھی وہ کچھ پڑھ رہی تھی' آمن رضا ساکت رہ گیا۔ وہ خود جتنی خوبصورت تھی اس کی آواز بھی اتنی ہی دلکش تھی۔ اور یہ دلکشی شاید اسی لیے تھی کہ وہ قرآن پاک کی تلاوت کررہی تھی' وہ بھی بنا مصحف شریف کے وہ لب بھینچ کر رہ گیا' وہ حافظ قرآن بھی تھی یہ اورا سے اس پر ابھی ابھی ہوا تھا۔

"تم کیا چیز ہو یمینہ۔" آدھے گھنٹے بعد جب وہ اٹھی تو وہ بے اختیار بولا تھا' چادر طے کرتی یمینہ کے چہرے پر الجھن آگئی' یہ تبصرہ اس پر کیوں کیا گیا اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔

"تم حافظ قرآن ہو؟" اس کے کہنے پر یمینہ کو پہلے والے تبصرے کی سمجھ آگئی تھی' اس نے گہرا سانس لیا تھا اور اثبات میں سر ہلا دیا وہ آہستہ سے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

"میں روشی کی طرف جارہا ہوں' دیر سے آؤں گا تم کھانا کھالینا۔" اس نے کہا اور پھر وہ باہر نکل آیا۔ اس کی عجیب سی حالت ہورہی تھی وہ سمجھ نہیں پایا کہ اسے کیا ہورہا ہے' یمینہ کو نماز پڑھتا دیکھ کر اس کی ایسی حالت نہیں ہوئی تھی جیسی یہ جان کر ہوگئی کہ یمینہ حافظ قرآن ہے اس کا دل بوجھل سا ہورہا تھا۔

"یمینہ نے کھانا کھالیا۔" وہ پونے گیارہ بجے گھر آگیا تھا۔

"جی صاحب میں نے دے دیا تھا۔" لاؤنج میں ملازم اسے دیکھ کر کھڑا ہوگیا تھا وہ اپنے کمرے کی طرف آگیا' سارا وقت اس نے بے مقصد سڑکوں پر گاڑی دوڑائی تھی وہ چاہ کر بھی روشی کی پارٹی میں نہ جاسکا تھا یمینہ سورہی تھی دروازے کی طرف اس کی پشت تھی۔ اس کی چادر سر سے اتری ہوئی اور گلے میں لپٹی ہوئی تھی یقیناً وہ سوتے میں سر سے سرک گئی ہوگی وہ خاموشی سے اس کے پاس آکر بیٹھا تھا' اپنے جوتے موزے اتارے اور اسے دیکھنے لگا' یہ لڑکی جو اس کی بیوی تھی اس پر سارے حق رکھنے کے باوجود وہ اپنے حق کا استعمال کیوں نہیں کرپارہا تھا' حالانکہ وہ کسی لڑکی سے ہونے والی پہلی ملاقات میں ہر حد کراس کرلیتا تھا' پھر یمینہ اور اس کے بیچ ایسا کیا تھا جو وہ چوبیس گھنٹوں میں اس کے ساتھ رہ کر بھی اس سے بہت فاصلے پر تھا' اس نے جھنجلا کر تکیے پر سر پٹخا تھا اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"وہ حافظ قرآن ہے۔" کرنٹ کی طرح اس کے اندر یہ جملہ ابھرا تو وہ یوں پیچھے ہوا گویا واقعی اسے کرنٹ لگا ہو درد کی ایک تیز لہر اس کے دماغ میں سرائیت کرگئی تھی اس نے دونوں ہاتھوں سے بال پکڑ کر نوچے تھے۔

"اس لڑکی کے دل میں قرآن محفوظ ہے اس کی زبان پر قرآن رواں ہے یہ لڑکی بہت نیک ہے تو کوئی نیک انسان ہی اس کا ہمسفر ہونا چاہیے تم جیسا گناہ گار نہیں۔"

"شٹ اپ۔" ایک طرف سر کا شدید درد اور دوسری طرف ضمیر کی ملامت۔

"تو تم برا کیوں مان رہے ہو کیا گناہ گار نہیں ہو تم؟ تم جو غیر لڑکیوں سے تعلقات میں ہر حد کراس کر لیتے ہو تو اس لڑکی سے دور کیوں ہو؟ جانتے ہو کیوں؟ کیونکہ اس کا اللہ پر کامل یقین ہے کہ تم جیسا گناہ گار شخص اسے چھو ہی نہیں سکتا...... چلو چھو کر دکھاؤ۔" ضمیر ہنسا تھا اور وہ تلملا گیا تھا۔

"پتہ ہے کیا اس لڑکی نے اس کی کتاب کو سینے میں محفوظ کر رکھا ہے تو رب تعالیٰ بھی اس پر بہت مہربان ہے وہ تمہارے ساتھ رہ کر بھی محفوظ ہے۔" ضمیر اسے چڑا رہا تھا اسے لگا اس کے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی۔

"شٹ اپ۔" وہ غصے سے دھاڑا تھا یمینہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا؟" بے حد پریشانی کے عالم میں وہ آمن رضا پر جھکی تھی وہ آنکھیں بند کیے اپنے بالوں کو نوچ رہا تھا۔

"کیا سمجھتی ہو تم خود کو...... بولو کیا سمجھتی ہو؟" اس نے اسے کھینچ کر اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔

اس کے بازوؤں کے حصار میں بے چین ہوتی وہ اس کی دماغی حالت کے بارے میں مشکوک ہوئی تھی۔

"آئی ہیٹ یو یمینہ...... مجھے تمہیں اپنے طریقے پر چلانا ہے خود تمہارے راستے پر نہیں چلنا۔" وہ سخت لہجے میں بولا تھا۔ آمن رضا کی اس پر گرفت سخت ہو رہی تھی یکدم آمن رضا کا موبائل بجا تو وہ چونکا۔

"آمن کہاں ہو بیٹے فوراً ہاسپٹل پہنچو تمہاری ماما کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔" دوسری طرف رضا تھے۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا پھر ہاسپٹل کا نام پوچھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔

"ماما کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے میں ہاسپٹل جا رہا ہوں۔" وہ موزے جوتے پہن رہا تھا۔

"میں بھی چلوں۔" یمینہ نے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر باہر آ گیا' دروازے پر پہنچ کر اسے یکلخت جھٹکا لگا تھا اس نے مڑ کر دیکھا یمینہ بال باندھ رہی تھی۔ کچھ تھا جو ایک بار پھر ان دونوں کے بیچ آیا تھا وہ لب بھینچ کر آگے بڑھ گیا۔

"ماما کو کیا ہوا۔" ترنم اسے ریسپشن پر مل گئی تھی۔

"گھر کی سیڑھیاں اترتے ہوئے ان کا پیر سلپ ہو گیا' ڈاکٹر نے پلاسٹر چڑھا دیا ہے۔"

"ایکسیڈنٹ گھر پر ہوا تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟"

"تم گھر پر تھے؟" ترنم چونکی' اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"لیکن میں بھی تم روشی کی پارٹی میں گئے ہوئے ہو' اسی لیے پاپا کو کال کر دی تھی۔ لیکن تمہیں بتایا کس نے کال کی تھی۔"

"پاپا نے۔" اس نے ترنم کو بتایا پھر دو گھنٹے بعد وہ لوگ ماما کو لے کر گھر آ گئے' پاپا بھی گھر پر تھے' آمن رضا نے چونک کر تعجب سے دیکھا کیونکہ یمینہ پاپا کے ساتھ لاؤنج میں تھی۔

"کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" یمینہ نے اٹھتے ہوئے پوچھا تھا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا' دونوں ماں بیٹی کے چہروں پر ناگواری آ گئی تھی۔

"کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے ضرور بتایئے گا۔" وہ واقعی کوئی عجیب شے تھی۔ شائلہ نے غصے سے بیٹے کی طرف یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں......!

"اس سے کہو یہاں سے دفع ہو جائے۔" لیکن آمن رضا نے یہ نظریں نظر انداز کر دیں وہ دیکھنا چاہتا تھا یمینہ کس حد تک ڈھیٹ ہے۔

"پلاسٹر کھولنے کے لیے کیا ڈیٹ دی ہے ڈاکٹر نے۔" چند پل پلاسٹر کا بغور جائزہ لے کر اس نے پوچھا تو آمن رضا نے ایک طویل سانس لیا وہ اس کی توقع سے کہیں زیادہ ڈھیٹ تھی۔ وہ لوگ اس سے بات کرنا

بھی گوارا نہیں کرتے تھے اور وہ ان کے لیے کس قدر فکر مند تھی۔

"تمہارے ساتھ کیا پرابلم ہے؟ تم جاؤ یہاں سے ماما کو آرام کرنے دو۔" ترنم کی برداشت ختم ہوگئی تو وہ تقریباً چیخ اٹھی۔ وہ ایک لمحے رکی اور پھر پلٹ کر لاؤنج سے نکل گئی۔

"عجیب لڑکی ہے یہ۔" آج ماما نے بھی اس بات کو قبول کرلیا تھا کہ وہ عجیب ہے ترنم انہیں ان کے کمرے میں لے گئی تھی۔ رضا بھی چلے گئے آمن رضا جس وقت کمرے میں آیا تب یمینہ وضو کرکے واش روم سے نکلی تھی وہ باوضو سونے کی عادی تھی۔

"یمینہ تم ان لوگوں کے پاس کیا کرنے گئی تھیں؟ وہ لوگ تمہیں دیکھنا تم سے بات کرنا گوارا نہیں کرتے اور تم۔" وہ کہہ رہا تھا یمینہ نے یکدم اس کی بات کاٹ دی۔

"قیامت کے دن رب العلمین فرمائے گا۔ اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو مجھے دیکھنے نہیں آیا تو بندہ کہے گا تو رب العلمین ہے میرے مولا تو بیمار ہونے سے پاک ہے تو رب فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا تجھے معلوم ہوا تو پھر بھی دیکھنے نہ گیا؟ اگر تو وہاں جاتا تو مجھے پاتا۔" وہ بنا پلکیں جھپکے اسے دیکھتا رہا جو لیٹنے کے بعد آنکھیں بند کرچکی تھی۔

"چاہے وہ تمہیں ڈنڈا ہی کیوں نہ ماریں۔"

"ایک یہودن روز ہمارے پیارے نبی ﷺ پر کچرا پھینکتی تھی کافی دن یہی ہوا ایک دن آپ گلی سے گزرے تو اس نے کچرا نہ پھینکا۔ دوسرے دن بھی نہ پھینکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ بجا کر پوچھا۔ "اس گھر سے روز مجھ پر کچرا پھینکا جاتا تھا لیکن آج اور کل نہ پھینکا گیا خیریت تو ہے ناں۔" تب پتہ چلا کہ وہ یہودی بیمار تھی۔" اس کی آنکھیں بند تھیں، آمن رضا بے چینی سے اپنے لب کاٹ کر رہ گیا یہ باتیں اس نے پہلے کبھی نہیں سنی تھیں اسلام کو سمجھنے کی نہ اسے فرصت تھی اور نہ اس کی دلچسپی تھی وہ خالی الذہنی کیفیت سے چھت کو گھورتا رہا اس کی حالت عجیب اور دل بہت بوجھل ہو رہا تھا سر کا درد پہلے سے زیادہ شدید ہو چکا تھا۔

"آمن۔" وہ یمینہ کی آواز اپنے بے حد قریب محسوس کررہا تھا اس نے آنکھیں کھولنی چاہیں لیکن وہ ناکام رہا اسے اپنا جسم تپتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس نے دوبارہ آنکھیں کھولنے کی کوشش کی اس بار وہ ہلکی سی آنکھیں کھولنے میں کامیاب رہا تھا۔

"آمن آپ کو بہت تیز بخار ہو رہا ہے آپ پلیز کچھ کھالیں پھر دوائی لے لیجیے گا۔" یمینہ نے کہا تو اس نے اٹھنے کی کوشش کی یمینہ نے اسے آگے بڑھ کر اٹھایا کراؤن سے ٹیک دلوا کر بیٹھا کر اس کا منہ دھلانے کے لیے پانی لائی منہ دھلا کر تولیے سے اس کا چہرہ خشک کیا پھر اسے دودھ کے ساتھ سلائس دیئے وہ بمشکل ایک ہی کھا سکا پھر دوائی کھا کے وہ لیٹ گیا تھا پھر کچھ دیر بعد اس نے ٹھنڈے پانی کی پٹیاں اپنی پیشانی پر محسوس کیں اس کے بعد وہ غنودگی میں ڈوب گیا۔

❁......❁......❁

"ہاسپٹل شفٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے دماغ پر دباؤ ہونے کے باعث یہ طویل بے ہوشی ہے۔"

جب دوبارہ اس کی آنکھ کھلی تو رضا کے ساتھ ایک ڈاکٹر بھی تھے۔

"میں نے دوائیں لکھ دی ہیں آپ منگوالیں ان شاء اللہ ٹھیک ہوجائیں گے۔" اس نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں یمینہ کو واش روم سے باہر آتے دیکھ کر اس نے پھر آنکھیں بند کرلیں اس وقت ایک ملازم اس کے لیے دودھ کے ساتھ سلائس وغیرہ لے آیا۔

"آمن پلیز کچھ کھالیں۔" اس نے آمن رضا کا کندھا ہلایا تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور اٹھ بیٹھا۔ دوائی پلا کر اس نے اسے لٹایا نہیں تھا بلکہ ٹیک لگا کر بٹھا دیا۔

"مجھے لیٹنا ہے۔" وہ ضدی بچے کے انداز میں بولا تھا۔

"آپ رات سے لیٹے ہوئے ہی ہیں کل صبح ناشتے کے بعد سے آپ مسلسل غنودگی میں ہی رہے ہیں میں نے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن میری کوئی بھی کوشش آپ کو ہوش میں نہ لارہی تھی۔ ابھی میں نے آپ کے پاپا کو بتایا تو وہ ڈاکٹر کو لے آئے وہ آپ کو ہاسپٹل شفٹ کرنا چاہتے تھے لیکن تبھی آپ کو ہوش آگیا۔" یمینہ کی تفصیل پر اس کی بند ہوتی آنکھیں جھٹکے سے کھلی تھیں اسی وقت پاپا اندر آگئے۔

"کیا بتایا ڈاکٹر نے پاپا؟" وہ متوحش ہوا تھا۔

"ٹینشن۔" رضا کی نظریں بے اختیار یمینہ کی طرف اٹھی تھیں، جو ہمیشہ کی طرح نظریں جھکائے اور سر اٹھائے بیٹھی تھی۔

"آپ دوائی کھا کے آرام کیجیے میں آفس جارہا ہوں۔" چند لمحے بعد رضا چلے گئے۔

"میں دو دن بعد ہوش میں آیا ہوں۔" وہ بے یقین ہوا تھا اس کے سر میں اچانک درد شروع ہوا تھا اس نے یمینہ کی طرف دیکھا جو انگلیوں پر نجانے کیا گننے میں مصروف تھی پھر اس نے گننا موقوف کرکے اس پر پھونکا اور پھر تکنے لگی اس کے تیزی سے ہلتے ہونٹ کہہ رہے تھے کہ وہ اس پر دعائیں پڑھ کر پھونک رہی ہے وہ اسے دیکھتا رہا پھر یکدم اسے وحشت شروع ہوگئی اسے ترنم کی بات یاد آگئی جس نے کہا تھا کہ "اگر تم اس کے ساتھ رہے تو پاگل ہوجاؤ گے۔"

"اس نے تو کچھ بھی نہیں کیا..... پھر میں کیوں اتنا ٹینس ہوگیا؟" اتنا مشکل سوال نہیں تھا جواب ضمیر دے چکا تھا، مگر اس نے اسے ہمیشہ کی طرح چپ کروادیا تھا۔ چند لمحے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا وہ اس لمحے کہیں دور جانا چاہتا تھا یمینہ سے بہت دور اور پھر وہ کمرے سے نکل آیا، اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ ڈرائیونگ کرپاتا سو وہ لان میں آبیٹھا لان کی کھلی ہوا میں رقص کرتے درختوں کے پتوں نے خوشنما سے پھولوں نے اور چہچہاتی چڑیوں نے اس کے اعصاب پر بہتر اثر کیا تھا اسے احساس ہی نہ ہوا کہ وہ کب سے وہاں بیٹھا ہے۔

"آمن بیٹا آرام کرتے کمرے میں۔" رضا کی آواز پر وہ چونکا۔

"پاپا آپ کب آئے؟" وہ کھڑا ہوا تھا۔

"ابھی آیا ہوں تمہاری اتنی فکر ہورہی تھی کہ بس..... میٹنگ اٹینڈ کرتے ہی فوراً آگیا۔"

"آمن بیٹا اپنے کمرے میں جاکر آرام کرو۔" کچھ دیر بعد رضا نے کہا تو وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آگیا وہ آج پھر تلاوت قرآن میں مصروف تھی وہ خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ کر اسے سننے لگا اسے مفہوم سمجھ نہیں آرہا تھا لیکن دل کی کیفیت پھر بھی عجیب ہونے لگی کچھ دیر بعد یمینہ دعا مانگ کر اٹھی تو اس کے سامنے سے گزرتے ہوئے یکدم رکی پھر اس پر پھونکا اس نے چونک کر نظریں اٹھائیں وہ آگے بڑھ گئی تھی لیکن اس کے چہرے پر ایک شریر سی چمک اس نے بخوبی دیکھی تھی آج ماما کا پلاسٹر اترا تھا وہ سب اس کی شادی کی فنکشن کو ڈسکس کررہے تھے کل اس کی مہندی کی رسم تھی پرسوں رخصتی اور اس کے اگلے دن ولیمے کا فنکشن تھا ان سب کو خدشہ تھا کہ یمینہ مہمانوں کے سامنے کوئی بھی پرابلم کری ایٹ کرسکتی ہے ہاشم نے صاف لفظوں میں آمن رضا سے کہا تھا کہ وہ یمینہ کو اچھی طرح سمجھا دے کہ وہ کوئی تماشا نہ کرے۔

جب ہی دروازے پر دستک ہوئی تھی آمن نے چونک کر دروازے کی سمت دیکھا، یمینہ آنکھیں بند کیے تسبیح پڑھنے میں مصروف تھی آمن نے اٹھ کر لاک کھولا سامنے ملازم کھانے کی ٹرالی لیے کھڑا تھا۔

"تم جاؤ۔" آمن رضا نے ٹرالی اندر کھینچی تھی۔

"میں رکھ دیتا ہوں سر۔" ملازم کے لہجے کی بے چینی کو اس نے بخوبی محسوس کیا وہ چونک گیا اس گھر کے ملازم من مانی نہیں کرتے تھے۔

"تم جاؤ۔"

"سر قورمہ روٹی بریانی اور....."

"کیا مطلب کیا بکواس کررہے ہو مجھے یہ سب

دکھائی نہیں دے رہا ہے جو تم مجھے بتا رہے ہو۔" وہ یکدم دھاڑا۔

"جی صاحب۔" ملازم خوفزدہ ہو کر واپس پلٹا تھا آمن کمرے میں مڑا تو یمینہ کے چہرے پر ناگواری تھی یقیناً اسے آمن کا اس لہجے میں بات کرنا پسند نہیں آیا تھا پھر یمینہ نے اٹھ کر کھانا ٹیبل پر لگایا اور وہ کھانا کھانے لگے کھاتے کھاتے آمن رضا یکلخت چونک اٹھا۔ یمینہ صرف قورمہ روٹی کھا رہی تھی وہ بریانی چکن پیس اور دوسری چیزوں کو ہاتھ تک نہ لگا رہی تھی وہ کچھ دیر لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔

"یہ چکن پیس لو۔" اس نے پلیٹ اس کی طرف بڑھائی یمینہ خاموشی سے کھانا کھاتی رہی اس نے چکن پیس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا تھا وہ اسی قورمہ روٹی کے نوالے ایک کے بعد ایک لے رہی تھی۔

"یمینہ یہ قورمہ روٹی تمہارے اپنے پیسوں کا ہے ناں۔" وہ دانتوں پر دانت جما کر بولا تو یمینہ چونک گئی وہ ہاتھ کا نوالہ منہ میں ڈالنا ہی بھول گئی۔

اس نے لب بھینچے تھے۔

"یمینہ یہ کھانا تمہارے پیسوں کا ہے ناں۔" اس بار وہ چیخ اٹھا تھا۔

"ہاں۔" اس نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اور نوالہ منہ میں ڈال لیا اس کا لہجہ بے خوف تھا آمن سلگ ہی تو گیا اس کا زناٹے دار تھپڑ یمینہ کو اچھلنے پر مجبور کر گیا آمن رضا نے غصے سے سالن کی پلیٹ اٹھا کر دیوار پر ماری پھر وہ اٹھ کر باہر نکل گیا یمینہ کو اپنی فکر نہیں تھی فکر تھی تو اسے اس ملازم کی جو نورین سے پیسے لے کر اس کے لیے کھانا لا رہا تھا وہ لب بھینچ کر آمن رضا کے پیچھے باہر آئی۔

"تم یمینہ کے لیے کس سے پوچھ کر کھانا لاتے تھے۔" وہ ملازم کے سر پر کھڑا پوچھ رہا تھا اور ملازم کا رنگ ہلدی کی طرح پیلا پڑ گیا۔

"تم تنخواہ مجھ سے لیتے رہے اور وفاداری یمینہ کی کرتے رہے۔"

"آمن پلیز آپ انہیں کچھ مت کہیں۔" وہ ان دونوں کے بیچ آ گئی۔

"پھر کسے کہوں؟" وہ چلا اٹھا تھا۔

"جو کہنا ہے مجھے کہیں۔"

"تمہیں تو جو کہنا ہے وہ میں بعد میں کہہ لوں گا فی الحال اسے دیکھ لوں۔" اس نے یمینہ کا بازو پکڑ کر سائیڈ میں کیا تھا اور پھر آگے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ایس پی تنویر علی کہاں ہو یار ذرا گھر آؤ ایک بندہ تمہارے حوالے کرنا ہے ذرا اچھی طرح اس کی دھلائی کر دینا کہ آئندہ مجھے دھوکہ دینے کی ہمت نہ کرے۔"

"آمن پلیز یہ ظلم مت کریں پلیز اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا خیال کریں۔ میں معافی مانگتی ہوں آپ سے میں آپ کے پاؤں پکڑتی ہوں۔" یمینہ تڑپ کر آگے بڑھی تھی اور دونوں ہاتھ جوڑ کر وہ آمن رضا کے قدموں میں بیٹھی تھی دوسری طرف ایس پی تنویر علی کیا کہہ رہا تھا آمن رضا سن نہ سکا وہ متحیر سا رہ گیا تھا اسے اپنے ہی لفظوں پر شبہ ہوا تھا وہ سمجھا کہ وہ یمینہ کو پولیس کے حوالے کرنے کا کہہ چکا ہے لیکن نہیں... وہ اتنی عجیب لڑکی تھی کہ پولیس تو کیا وہ کسی کے بھی حوالے اسے کر دیتا تو وہ قطعی اس کے آگے یوں نہ گڑگڑاتی' وہ تو اس ملازم کے لیے ہاتھ جوڑے بیٹھی تھی۔ اس کے اندر یکدم ایک ابال سا اٹھا وہ اسے گھسیٹتے ہوئے واپس کمرے میں لایا تھا۔

"تم نے تین دن تک مجھے بے وقوف بنایا ہے تمہاری سزا یہ ہے کہ میں اگلے تین دن تک تمہارا کھانا بند کر دوں۔" اس نے اسے بیڈ پر پھینکا وہ خاموشی سے پڑی رہی آمن رضا واپس باہر نکل گیا وہ یقیناً یہ کارنامہ دوسروں کو سنانے گیا تھا۔

"اے اللہ عزوجل مجھے ہمت دینا کہ میں ان مراحل کا مقابلہ پورے صبر کے ساتھ کروں' مجھ پر کبھی شیطان کو حاوی نہ ہونے دینا کسی مقام پر مجھے مغرور مت کرنا'

میرے مالک۔" وہ اپنی جگہ سے ہلے بغیر محو مناجات ہوگئی۔ دوسری طرف وہ سب لوگ جو اس سے کچھ نہ کچھ توقع کررہے تھے اور پچھلے تین دن سے اس کی خاموشی اور اس کے اطمینان پر جیسے مایوس ہوگئے تھے اب جوش خروش سے اس کے خلاف بول رہے تھے سوائے شہلا اور رضا کے۔

"میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ کوئی نہ کوئی پرابلم کری ایٹ کرکے انسلٹ کرے گی آخر اس نے کردیا ناں ہمیں رسوا دو ٹکے کے ملازم کے سامنے۔" شمائلہ سخت غصے میں تھیں۔

"میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا رضا کہ میں اس کے کسی فعل کا ذمہ دار نہیں ہوں وہ کرے گی کیا اور تم لوگ بھگتو گے کیا؟" ہاشم حسب عادت بھڑک رہے تھے۔

"تم اسے طلاق کیوں نہیں دے دیتے۔" شہلا نے کہا تو اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"دے دوں گا طلاق بلکہ عین رخصتی کے لیے طلاق دوں گا۔" وہ کھڑا ہوگیا شمائلہ نے سکون کا سانس لیا اور کسی کو فرق نہ پڑا لیکن شہلا دھک سے رہ گئیں۔

"اب تم کیا تماشہ کرنا چاہتے ہو آمن۔" رضا جھنجلا گئے۔

"پاپا میں لمحہ لمحہ اس کی وجہ سے ٹارچر ہورہا ہوں اب اسے اذیت کی انتہا پر پہنچائے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔" وہ باہر نکل آیا تھا واپس جس وقت کمرے میں آیا یمینہ عصر کی نماز پڑھ رہی تھی وہ دھم سے بیڈ پر گرا تھا اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا اسے شک تک نہ ہوا اور وہ اس لڑکی کے ہاتھوں بیوقوف بنتا رہا' اسے اس بات پر حیرت تو تھی کہ آخر وہ کیسے حرام کمائی سے کھانا کھارہی ہے پھر وہ یہی سمجھا کہ وہ بھوک کی بجی ہے برداشت نہیں کرسکی اس کے وہم وگمان میں بھی نہ آسکا کہ وہ اپنے پیسوں سے کھانا منگوا رہی ہے...... وہ تو اس نے ملازم کے لہجے کی بے چینی محسوس کی تھی پھر اس کے مینو کے بتانے پر اسے غصہ آیا لیکن کھاتے کھاتے وہ یہ دیکھ کر چونکا جس چیز کا ذکر ملازم نے سب سے پہلے کیا تھا یعنی "قورمہ روٹی" یمینہ صرف وہی کھارہی تھی اس کے علاوہ وہ کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگارہی تھی۔

"اف۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھاما تھا طبیعت اس کی پہلے سے خراب تھی لیکن اتنی بری حالت اس کی کبھی نہیں رہی تھی' وہ جسے سیدھا کرنے کے لیے لایا تھا خود اس چھٹانک بھری لڑکی کے ہاتھوں بے وقوف بن گیا تھا۔ طبیعت نڈھال سی ہونے کے باعث وہ سو گیا اور جب آنکھ کھلی تو وہ حیرت زدہ رہ گیا صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔

یہ اتنی زیادہ نیند کیسے آنے لگی ہے مجھے...... کہیں میں پھر تو بے ہوش نہیں ہوگیا تھا' گھڑی پر نظر پڑتے ہی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا یمینہ سر جھکائے انگلیوں پر کچھ گننے میں مصروف تھی کہ آمن رضا نے انٹرکام پر ملازم سے ناشتہ لانے کو کہا۔

"میرے لیے ناشتہ لے آؤ...... خیال رہے صرف میرے لیے۔" اس نے ہدایت کی تھی کچھ دیر بعد ملازم ناشتہ لے آیا تھا وہ اکیلا بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگا۔

"تمہیں پتہ ہے آج ہماری مہندی کا فنکشن ہے میں تمہارا ڈریس لا چکا ہوں' خاموشی سے تیار ہوجانا...... ورنہ آج......" وہ اٹھ کر اس کے قریب آیا اور یمینہ اس کے ادھورے جملے کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئی تھی لیکن جواباً اس نے چپ رہنے کو ترجیح دی تھی وہ خاموشی سے اسی طرح تسبیحات پڑھتی رہی۔

"یمینہ کیوں ہر وقت عبادت کرتی رہتی ہو تمہاری تو کوئی دعا قبول نہیں ہوتی؟" وہ اس کے قریب بیٹھ کر بغور اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا' یمینہ کے چہرے پر الجھن آگئی وہ اس کی بات کا مطلب قطعی نہ سمجھی تھی۔

"تم نے دعا مانگی ہوگی نیک ہمسفر کی اور مسلط ہوگیا میں تم پر۔" اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے کر اس کے کندھے پر سر ٹکاتے ہوئے وہ اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے ہمیشہ اپنے حق میں بہتری کی دعائیں کی

ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ کے ساتھ میں میری کچھ نہ کچھ بہتری ضرور ہوگی۔" اس نے بے حد اطمینان سے جواب دیا۔

"آف کورس ڈیئر وائف مجھ سے زیادہ آپ کے لیے کوئی بہتر شخص ہو بھی نہیں سکتا۔ آج رات میں آپ کو اپنے خاص دوستوں سے ملواؤں گا ان سے مل کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ کس قدر بہتر شخص آپ کی زندگی میں آیا ہے۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا اور پھر باہر نکل گیا جب وہ واپس آیا اس کے ساتھ کھانا اور بیوٹیشن دونوں تھے اس نے خود ہی وہاں بیٹھ کر کھانا کھایا پھر بیوٹیشن کو یمینہ کے متعلق گائیڈ کرنے لگا۔ یمینہ دعا مانگ کر اٹھی تو بیوٹیشن کو دیکھ کر ایک گہرا سانس لے کر رہ گئی۔

"مہندی سے شروع کریں۔" پاس آتی بیوٹیشن اس کے پھیلے ہاتھ دیکھ کر چونکی اور آمن رضا نے مسکراتے ہوئے اس کی شکست کو دیکھا اور پھر باہر نکل گیا کافی دیر بعد لوٹا تو بیوٹیشن کو لاؤنج میں پایا تھا۔

"سر میم کی اسکن بے حد فریش ہے شام تک آ کر میں ان کا میک اپ کردوں گی۔"

"اوکے۔" اس نے کہا اور اندر آ گیا۔ یمینہ بیڈ پر آدھی لیٹی ہوئی تھی۔ دونوں تکیوں پر سر رکھے پیر بیڈ سے لٹکائے آنکھیں بند تھیں۔

"کیسا لگا وائف اپنی پہلی بار پر۔" وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا۔

"بہت اچھا۔" اسے فوراً اس جواب کی امید نہیں تھی وہ بیٹھنا بھول گیا وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا ایک پل کو اسے لگا کہ یہ یمینہ نہیں کوئی اور ہے کیونکہ یمینہ کو یہ سب کیسے اچھا لگ سکتا ہے۔

"اپنے شوہر کے لیے سجنا سنورنا کسے برا لگ سکتا ہے۔" یمینہ کا اگلا جملہ اسے چڑا گیا۔

"تم صرف اپنے شوہر کے لیے نہیں سج سنور رہی ہو بلکہ آج تو بہت سے لوگ تمہیں بے پردہ دیکھیں گے۔"

اس کی بات پر وہ یکدم بیڈ سے اترنے لگی۔

"عصر کا وقت ہو رہا ہے۔"

"کرلو دعائیں...... آج شام کے نہ آنے کی ڈھیری دعائیں کرو...... کیونکہ جو شام آج تمہاری زندگی میں آ رہی ہے وہ پھر تمہیں دعا کی مہلت نہیں دے گی۔" اس کی تمسخر اڑاتی آواز پر یمینہ نے کان بند ہونے کی دعا بے ساختہ کی تھی پھر وہ واش روم میں چلی گئی باہر آئی تو آمن رضا کمرے میں نہ تھا۔

"اے میرے مولا کاش میں تیرے وہ نام جانتی جنہیں لیتے ہی دعا قبول ہو جاتی ہے میرے اللہ میری زندگی میں آج شام بلکہ کبھی کوئی ایسی شام مت لا جس میں مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو میں تیری بہت عام بندی ہوں زیادہ ظلم و جبر برداشت نہ کرسکوں گی تو مجھے ہمت دے تو مجھے ظالموں سے لڑنے کی طاقت دے تو مجھے سیدھی راہ پر چلا اسی راہ پر جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے مجھے بھٹکنے مت دینا میرے مولا مجھے گمراہوں کے راستے پر نہ چلا تجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ مجھے ہر گناہ سے بچالے۔" اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں بہہ رہے تھے مگر اس کا دل تڑپ رہا تھا۔

"اللہ مجھے اس عذاب سے نکال مجھے اس امتحان میں کمزور نہ ہونے دے۔ مجھے سیدھے راستے پر چلنے کی ہمت دینا مالک مجھے ہمت دینا۔" اس کی تکلیف کا اندازہ اس کے چہرے سے بھی بخوبی ہو رہا تھا وہ اٹھی تو اسے چکر آنے لگے اس نے بمشکل جائے نماز کو چھوٹی میز پر رکھا جب ہی اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا اس کی تکلیف بڑھ رہی تھی اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑا تھا اس کے لیے بیڈ تک جانا مشکل ہو رہا تھا۔

"کیا میرے دماغ کی کوئی رگ پھٹنے والی ہے۔" بالوں کو پکڑے ہوئے اس کے ذہن میں پہلا خیال آیا۔

"یہ میرے اللہ کی مدد ہے۔" اگلے پل آنے والے خیال نے اسے تقویت بخشی تھی اس نے ایک قدم آگے بڑھایا وہ گرنے لگی تھی تب خود کو بچانے کے لیے اس نے

سائیڈ ٹیبل کو پکڑا لیکن ہاتھ لیمپ پر پڑ گیا وہ خود کو نہ بچا سکی اور لیمپ اس پر گر پڑا یہی اس کا آخری احساس تھا۔

"یمینہ!" آمن رضا جس وقت روم میں داخل ہوا وہ فرش پر پڑی تھی۔ ٹیبل لیمپ اس سے ذرا فاصلے پر ٹوٹا ہوا تھا اس کی پیشانی سے خون نکل رہا تھا آمن رضا نے لب بھینچے وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا تھا پھر اس نے ڈاکٹر کو بلایا' ڈاکٹر کے آنے تک پورا گھر آ گیا۔

"کیا ہوا اسے؟" شہلا ہراساں تھیں۔

"پھر کوئی ڈرامہ کیا ہوگا؟" شمائلہ چڑی ہوئی تھیں۔

"پتہ نہیں' اور کتنا خوار کرے گی یہ لڑکی مجھے۔" ہاشم حسب عادت بھڑک رہے تھے۔

"اس نے خود کو زخمی نہیں کیا ہے بلکہ اچانک ایسا ہوا ہے۔" رضا اس کا تفصیلی جائزہ لے رہے تھے تبھی ڈاکٹر آ گئے' ڈاکٹر نے پہلے بینڈیج کی تھی کیونکہ خون اب تک رس رہا تھا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے آپ کی پیشنٹ نے شاید پچھلے دو تین دن سے کھانا نہیں کھایا اسی لیے چکرا کر بے ہوش ہوئی ہیں لیکن لیمپ سے لگنے والی چوٹ کے باعث یہ بے ہوشی طویل ہو سکتی ہے۔" ڈاکٹر اس کا چیک اپ کر رہے تھے۔

"ہاں اس نے دو تین ٹائم سے کچھ نہیں کھایا۔" آمن رضا نے دھیرے سے جواب دیا تو دوائیں لکھتے ڈاکٹر رک کر آمن رضا کو دیکھنے لگے۔

"مسٹر آمن رضا یہ بے ہوشی دو تین ٹائم کی بھوک سے نہیں ہے بلکہ دو تین دن بھوکے رہنے کی وجہ سے ہے۔" ڈاکٹر نے اپنی بات پر زور دیا تو آمن رضا نے چونک کر کچھ الجھ کر انہیں دیکھا۔

"دو تین دن سے کیوں بھوکی ہوئی یہ؟"

"یہ آپ کو پتہ ہونا چاہیے۔" وہ اپنا بیگ لے کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ دوائیں لکھ دی ہیں میں نے یہ اٹھ جائیں تو کھلا دیجیے گا' اور فکر مت کیجیے گا انہیں ہوش آ جائے گا۔" وہ نارمل انداز میں کہہ کر واپسی کے لیے نکل گئے۔

"باہر آئے مہمانوں سے کیا کہیں گے ہم۔" شمائلہ نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔

"اسے ابھی ہوش آ جائے گا۔" آمن رضا نے لب بھینچے تھے۔

"اسے اب کبھی ہوش نہیں آئے گا۔" شمائلہ جل کر بولیں اور باہر نکل گئیں۔

"تم اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتے آمن۔" شہلا روہانسی ہو گئیں۔

"رخصتی کے وقت چھوڑوں گا اسے۔" وہ بنا پلکیں جھپکے یمینہ کو دیکھ رہا تھا' اس کے خون میں اس لمحے جو ابال سا اٹھ رہا تھا وہ صرف یمینہ سے نفرت پر آسا رہا تھا۔

"آمن ہم پہلے ہی بہت زیادہ ٹینشن میں ہیں تم بھی تماشے کرو گے تو ہم پاگل ہو جائیں گے۔" رضا یکدم چیخے تھے۔

"مجھے صرف اس کا غرور ختم کرنا ہے پاپا اور مجھے اس کے علاوہ اس میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔" وہ یکدم ان کی بات کاٹ کر بولا تھا وہ اسے گھور کے رہ گئے۔

"آمن تم میری بچی کے ساتھ زیادتی کر رہے ہو۔" شہلا کو غصہ آیا تھا۔

"جبکہ میرا خیال ہے آمن بالکل صحیح کرے گا یہ لڑکی کبھی بھی آمن کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہیں چل سکتی جس طرح یہ جگہ جگہ ہمیں خوار کر رہی ہے اسی طرح یہ آمن کو بھی شرمندہ کرے گی بہتر یہی ہوگا کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔" ہاشم غصیلے لہجے میں بولے۔

"ہاشم پلیز وہ آپ کی بیٹی ہے۔" شہلا بے چارگی سے انہیں دیکھنے لگیں۔

"نہ ہی ہوتی تو اچھا تھا۔" کہتے ہوئے وہ باہر نکل گئے رضا بھی چلے گئے۔

"آمن پلیز تم ہی سمجھ جاؤ۔"

"آنٹی مجھ سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے میں

"کچھ نہیں سنوں گا۔" وہ باہر نکل گیا تھا تو انہوں نے ایک نظر یمینہ کے چہرے پر ڈالی اور پھر گہرا سانس لیتے ہوئے خود بھی باہر چلی آئیں۔ گیارہ بج رہے تھے مہمان آچکے تھے آمن رضا دوبارہ اسے جھنجوڑ چکا تھا مگر وہ یونہی بے سدھ رہی۔

"دلہن کہاں ہے؟"

"دلہن کب آئے گی۔"

"رسم کب شروع ہوگی۔" مہمانوں کے سوالات شروع ہوگئے کسی کے پاس کچھ جواب نہ تھا۔ تلملایا ہوا آمن رضا کچھ نہیں بول رہا تھا لیکن اس کے انداز سے تو مہمانوں کی سمجھ میں بہت کچھ آرہا تھا اور جو لوگ یمینہ کو جانتے تھے ان کی سمجھ میں تو سبھی کچھ آگیا تھا۔

"یمینہ کو فوڈ پوائزن ہوگیا ہے سوری ہم رسم ملتوی کررہے ہیں وہ ہوسپٹل میں ہے۔" شبینہ نے اعلان کیا۔

"یہ فوڈ پوائزن کھانے کی زیادتی سے ہوا ہے یا نہ کھانے کی وجہ سے۔" مہمان یمینہ کو اچھی طرح جانتے تھے شاید..... شبینہ جزبز ہوئی پھر لوگوں میں سرگوشیاں شروع ہوگئیں جو بہرحال اتنی بلند تھیں کہ تمام میزبانوں کی سماعت تک بخوبی پہنچ رہی تھیں۔

"یمینہ گھر چھوڑ کر تو نہیں چلی گئی کہیں۔"

"یہ لوگ شاید بات دبانے کی کوشش کررہے ہیں۔"

"ایسی باتیں چھپتی تھوڑی ہیں۔"

"آمن کو بھی نجانے کیا سوجھی ایک سے ایک لڑکی اس پر فدا تھی مگر اسے بھی یمینہ ہی ملی جو اس کے ساتھ ایک قدم بھی نہیں چل سکتی۔" یہ وہ سرگوشیاں تھیں جو میزبانوں کے غصے کا باعث بن رہی تھیں اور یہ تمام غصہ یمینہ پر تھا جو انہیں رسوا کرنے کا باعث بن رہی تھی۔ جبکہ شہلا کا معاملہ تو بالکل ہی الگ تھا۔

"شہلا تمہاری یہ بیٹی تو بالکل ہی الگ ہے قصور تمہارا نہیں تمہیں اسے اپنی ساس کے پاس بھیجنا ہی نہیں چاہیے تھا اور پھر آمن جیسے شخص کے ساتھ بے چاری کی شادی کردی وہ لڑکی تو نارمل ہی نہیں ہے۔" یہ خاتون شہلا کو برسوں سے جانتی تھیں اور اس وقت شہلا کا ضبط آزما رہی تھیں۔

"نارمل نہیں ہے..... کیا مطلب؟" دوسری خاتون اس قدر بھی انجان نہ تھیں جتنا بننے کی کوشش کررہی تھیں۔

"ارے بھئی شہلا کی ساس کافی دقیانوسی تھیں ایسے ہی انہوں نے یمینہ کی پرورش کی ہے۔ یمینہ کو دیکھو تو لگتا نہیں ہے کہ یہ شہلا کی بیٹی اور شبینہ کی بہن ہے۔"

"ہاں دیکھا ہے میں نے پچھلی صدی کی دادی نانی سے بھی دو ہاتھ آگے ہی ہوگی۔" وہ خاتون استہزائیہ مسکراہٹ لیے انجان بننے کی ایکٹنگ ختم کرکے شہلا سے اظہار افسوس کرنے لگی تھیں۔

"شہلا قسمت والی ہوتیں تم آخر آمن جیسا داماد ملتا۔" ان سے دامن چھڑا کر وہ بمشکل دو قدم چلیں کہ ایک اور خاتون نے روک لیا۔

"ملتا...... کیا مطلب ...... وہ تو ہے ہی میرا داماد۔" انہوں نے حیرت سے ان خاتون کو دیکھا جواباً وہ یوں مسکرائیں گویا سب جانتی ہوں کہ یمینہ کہاں ہے اس کی مرضی کیا ہے شہلا کے تن بدن میں آگ لگ گئی آج تک انہوں نے بہت سے لوگوں پر باتیں بنائی تھیں آج لوگوں کو یہ موقع میسر تھا وہ کیوں پیچھے رہتے سب دل کھول کر بول رہے تھے۔

"کل آنا ہے یا نہیں۔" کسی صاحب نے چلتے چلتے ہاشم کو پکار دیا۔

"ہاں بھئی بتا دو کہیں آج کی طرح کل کا آنا بھی بیکار رہے۔" دوسرے صاحب بولے ہاشم پھٹ پڑے۔

"کل آنا سب لوگ اور دیکھنا کہ یہ لڑکی ہمیں کس طرح خوار کرے گی۔"

"ہاشم۔" رضا اور شہلا تیزی سے ان کے قریب آئے تھے۔

"ایک دفعہ مر جائے تو جان چھوٹے..... خود لمحہ لمحہ جی رہی ہے اور ہمیں لمحہ لمحہ مار رہی ہے۔" آمن رضا نے

بھینچے انہیں دیکھ رہا تھا جن کا دماغ لوگوں کی باتیں سن کر پھٹنے کی حد تک پہنچ چکا تھا۔ وہ پلٹ کر کمرے میں آیا یمینہ اسی طرح بے سدھ تھی۔

"صرف ایک بار ہوش میں آجاؤ یمینہ پھر دیکھو میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں۔" وہ اسے لب بھینچے دیکھنے لگا تھا پھر اسے چھوڑ کر جس وقت باہر آیا شہلا تمام مہمانوں کو رخصت کررہی تھیں ماما کہیں نہیں تھیں یقیناً وہ مزید بے عزتی کی متحمل نہ ہوسکیں اور اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

"یہ تمہیں کبھی خوش رہنے نہیں دے گی آمن برباد کردے گی یہ تمہیں...... تم نے دیکھا...... آج...... آج لوگ مجھے...... مجھے ہاشم درانی کو...... کتنا ذلیل کرکے گئے ہیں۔" وہ شراب کے نشے میں ٹوٹتے ہوئے جملے بمشکل ادا کررہے تھے اس نے شہلا کو بلا کر انہیں کمرے میں لے جانے کے لیے کہا۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا آمن...... اگر تم اسے پہلے ہی چھوڑ دیتے تو آج ہمیں یہ دن نہیں دیکھنا پڑتا۔" شہلا آزردہ لہجے میں کہتی بمشکل ہاشم کو اندر لے جاسکی تھیں۔

"شہلا بالکل ٹھیک کہہ رہی تھیں آمن تمہاری ضد کی وجہ سے ہم کسی سے نظر ملانے کے قابل نہیں رہے ہیں۔" رضا تلخی سے کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔

"آؤ آمن تمہارا ذہن فریش کرتے ہیں۔" ذیشان اس کے قریب آیا تھا۔

"کم آن آمن رضا۔" ہاشم رضا وغیرہ کے دوست چلے گئے تھے اب ینگ جنریشن باقی تھی اور ڈانس پارٹی اپنے عروج پر تھی۔ شراب اور شباب دونوں جمع تھے سو سب ہی لوگ مدہوش تھے وہ ذہنی طور پر اتنا الجھا ہوا تھا کہ اس پارٹی کا حصہ نہ بن سکا اور ایک طرف کاؤنٹر پر بیٹھ کر آہستہ آہستہ شراب کے گھونٹ لیتا وہ ان سب کو دیکھتا رہا ترنم شبینہ فرقان ذیشان اور ان کے فرینڈز خود اس کے بھی دوست محو رقص تھے۔

"تانیہ کہاں ہے؟" اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر یکدم اٹھ کھڑا ہوا اسی پل روشی اس کے قریب آگئی۔

"اے...... آمن کہاں ہو تم؟" اس کا سانس پھول رہا تھا اس نے کاؤنٹر سے گلاس اٹھا کر شراب پینی شروع کردی آمن بنا اسے جواب دیے باہر آگیا۔

"بھاگ جاؤ یہاں سے یمینہ ورنہ یہ لوگ تمہیں مار ڈالیں گے اسی راستے پر چلنے کے لیے مجبور کریں گے جس راستے پر خود چل رہے ہیں۔" تانیہ کی آواز پر اس کے خون میں ابال آگیا تھا اس نے جھٹکے سے دروازہ کھولا تھا تانیہ نے پلٹ کر دیکھا۔

"واٹ از یور پرابلم تانیہ۔" وہ اسے قہر آلود نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولا۔

"آمن پلیز یمینہ کو چھوڑ دو...... یہ اس راستے پر نہیں چلے گی جس پر تم چلا رہے ہو۔" اس کا لہجہ ملتجانہ تھا۔

"تم کون ہوتی ہو یہ کہنے والی...... اور تم بھی تو پہلے ایسی ہی پارسا بی تھیں ناں اب دیکھو خود کو۔" اس نے تنفر بھرے انداز میں کہا تھا۔

"میں اور ایسی پارسا؟" وہ یوں ہنسی جیسے خود پر ہنسی ہو۔

"کچھ لوگ ہوتے ہیں آمن جنہیں اللہ سیدھی راہ کے لیے چن لیتا ہے اور یمینہ شاید وہی ہے جسے اللہ نے چن لیا ہے۔" وہ یمینہ کے کراہنے پر یمینہ کی طرف بڑھتے آمن رضا کو دیکھ کر سوچنے لگی آمن رضا نے اسے جھنجوڑ ڈالا یمینہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور پھر بند کرلیں۔

"یمینہ۔" آمن رضا نے اسے کھینچ کر بٹھایا تو اس کے ذہن پر چھایا اندھیرا یکلخت دور ہوا اور پھر تانیہ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں الجھن آگئی۔

"منہ دھو کر آؤ۔" آمن رضا نے کہا تو وہ خاموشی سے بیڈ سے اتری ایک قدم چل کر بے اختیار ڈگمگائی۔

"سنبھل کے۔" تانیہ کے لبوں سے بے اختیار نکلا تھا اس نے ایک پل کو رک کر تانیہ کو دیکھا پھر واش روم میں

گھس گئی واپس نکلی تو ٹیبل پر کھانا لگا ہوا تھا۔
"کھانا کھاؤ یمینہ۔" آمن رضا کے لہجے میں حکم تھا وہ تولیے سے چہرہ رگڑتی رہی۔
"ڈاکٹر نے کہا تم نے پچھلے تین دن سے کھانا نہیں کھایا حالانکہ تمہارا کھانا میں نے صرف پچھلے تین ٹائم......"
"آپ بیمار تھے میں کیسے کھانا کھا سکتی تھی۔" اس نے تولیہ صوفے پر پھیلاتے ہوئے آمن رضا کی بات مکمل نہ ہونے دی تھی اور آمن رضا جیسے لمحے بھر کو بولنے کے قابل نہ رہا۔ وہ اس کے لیے پچھلے چار دن سے بھوکی تھی اس کی نظر بے اختیار تانیہ کی طرف اٹھی وہ بے حد سنجیدہ تھی۔
"اپنی دے یہ ہماری حرام کمائی کے پیسوں کا کھانا ہے محترمہ تناول کیجیے۔" اگلے پل وہ ایک گہرا سانس لیتے ہوئے بولا تو یمینہ نے بنا جواب دیے چادر نماز کے انداز سے باندھی اور چھوٹی میز پر سے جائے نماز اٹھالی آمن رضا کے لب بھینچے تھے۔
"کیا کررہی ہو تم؟"
"تہجد کا وقت ہورہا ہے۔" آمن رضا نے گھڑی دیکھی تین بجے تھے۔
"کھانا کھاؤ پہلے۔" اس نے اس سے جائے نماز لے کر واپس میز پر رکھی اور اسے لاکر کھانے کے قریب پٹخنے کے سے انداز میں بٹھایا یمینہ کے لب بھینچ گئے اور تانیہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔
"کھانا کھاؤ پھر تیار ہو اور میرے ساتھ پارٹی میں چلو۔"
"کیسی پارٹی۔"
"تم نے اپنے مایوں کے فنکشن کو مس کردیا ہے لیکن ہماری طرف سے ڈانس پارٹی اپنے عروج پر ہے۔" وہ اٹھ کر وارڈروب کھول کر کھڑا ہوا تھا پھر اس نے اندر سے ایک ڈریس نکالا جسے دیکھتے ہی تانیہ نے نظریں چرالیں۔
"پہنو اسے۔" اس نے سوٹ یمینہ پر اچھالا وہ یوں اچھل کر پیچھے ہوئی جیسے وہ سوٹ نہیں سانپ ہو۔
"میں اسے نہیں پہنوں گی۔" اس کا لہجہ مستحکم تھا۔
"میں بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔" وہ یکدم غرایا۔
"بحث فضول ہے آمن رضا...... میرا اللہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے اور میں نے اپنے پیارے مولا سے ایک دعا کثرت سے کی ہے کہ جان بوجھ کر حرام میں کبھی کھاؤں گی نہیں اور انجانے میں وہ مجھے حرام کھلائے گا نہیں میں اپنے ہاتھ تو ڑلوں گی لیکن اللہ کی رسی کبھی نہیں چھوڑوں گی میرا پردہ ختم کرنے کی آپ کی مذموم کوشش کو میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہونے دوں گی میں جان دے سکتی ہوں آمن رضا لیکن ایمان نہیں۔ خودکشی تو میں کرنہیں سکتی کہ یہ جہنمی راستہ ہے اور یوں بھی میں ابھی جینا چاہتی ہوں' کہ میں نے مکہ مدینہ کی پرکیف فضاؤں کو ابھی نہیں دیکھا ہے' انہیں دیکھے بغیر تو مرنے کی آرزو کر بھی نہیں سکتی...... ہاں لیکن آپ کی اس کوشش کو بیکار کرنے کے لیے خود کو نقصان پہنچا سکتی ہوں' اگر خدانخواستہ میں مرجاؤں تو گواہ رہیے گا میں نے خودکشی نہیں کی ہے۔"
"یمینہ۔" تانیہ کی دلخراش چیخ آمن رضا کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو مفقود کرگئی اس نے پلک جھپکتے میں سامنے رکھی چھری سے اپنی کلائی کاٹ ڈالی تھی وہ ڈاکٹر تھی اسے اندازہ تھا کہ کتنا گہرا زخم اسے اس سچوئیشن سے نجات دلاسکتا ہے خون بھل بھل بہتا اس کے کپڑوں کو رنگین کررہا تھا۔

حصہ دوم ان شاء اللہ آئندہ ماہ

عشق تمام مصطفیٰ ﷺ

عائشہ نور محمد

عمر بھر کا حساب کر ڈالا
اس نے پھر لا جواب کر ڈالا
ہم خزاں کے اجاڑ منظر تھے
چھو کے اس نے گلاب کر ڈالا

"یمینہ۔" تانیہ بھاگ کر اس کے نزدیک آئی اور اس نے تیزی سے ایک تکیہ یمینہ کی کلائی پر رکھا لیکن یمینہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا حالانکہ بھوک، سر پر لگی چوٹ اور اتنی دیر کی بے ہوشی کے بعد اب اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ تانیہ کو روک پاتی مگر وہ کوشش کررہی تھی کہ تانیہ اس کا خون روکنے میں کامیاب نہ ہوسکے اور جس لمحے رضا تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تب تک یمینہ دوبارہ بے ہوش ہوچکی تھی۔

"مل گیا سکون میری بہن کو مار کے۔" تانیہ یمینہ کو چھوڑ کر اٹھی اور ساکت کھڑے آمن رضا کے منہ پر کھینچ کر تھپڑ مار دیا۔

"جاؤ جشن مناؤ اپنی جیت کا...... بتاؤ سب کو جا کر اپنی اس فتح کے بارے میں...... کیا ملا میری بہن کو مار کے تمہیں۔" وہ ہسٹریک ہورہی تھی اور رضا ابھی تک بے یقین سے کھڑے تھے پھر لب بھینچے آگے بڑھے اور بے ہوش یمینہ کو تانیہ کے سہارے لے کر باہر نکل گئے اور آمن رضا کے لیے اپنے پیروں کے سہارے ناکافی ہوگئے وہ بے اختیار گھٹنوں کے بل بیٹھتا چلا گیا تھا۔

"کیا یمینہ مرگئی۔" اسے خوف محسوس ہوا پھر وہ یک دم اٹھا اور تیزی سے باہر نکلا، پیچھے گیسٹ ہاؤس میں ڈانس پارٹی عروج پر تھی وہ تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھا۔ پاپا کے موبائل پر فون کرکے اس نے ان سے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں پھر ان کے بتانے پر سیدھا وہیں پہنچا تھا تانیہ نے اسے دیکھ کر خفگی سے منہ پھیر لیا تھا۔

"آپ کی پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔" نرس کوریڈور میں ٹہلتی تانیہ کے قریب رک کر بولی اور پھر آگے بڑھ گئی، تانیہ نے نظر گھما کر رضا کو دیکھا اور رضا نے آمن رضا کو دیکھا جو پچھلے دو گھنٹوں سے یونہی اس دروازے پر نظریں جمائے ہوئے تھا جس کے پیچھے یمینہ تھی۔

"تانیہ آپ یمینہ سے مل لیں۔" چند لمحوں بعد رضا نے کہا تو تانیہ نے نفی میں سر ہلایا اس سے یمینہ کا سامنا نہیں ہوسکتا تھا اس میں ہمت ہی نہ تھی پھر رضا خود ہی آگے بڑھ کر روم میں آئے اگلے پل وہ چونکے یمینہ بیک سے پشت ٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی اس کی آنکھیں بند تھیں آدھی ڈرپ کو وہ خود ہی ہاتھ سے نکال چکی تھی۔

"یمینہ کیسا محسوس کررہی ہیں بیٹا آپ؟" انہیں سمجھ نہ آیا تھا کہ وہ کیا پوچھیں۔

"وہی جو جہنم سے آزادی پر فیل ہوسکتا ہے۔" اس کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔ لیکن اس کے جواب پر رضا گڑبڑا گئے پھر خاموشی سے اسے دیکھنے لگے جوان کے بیٹے کی ضدی طبیعت کی بھینٹ چڑھ رہی تھی انہیں یاد آیا کہ آمن رضا اپنی چیزوں کا یہی حشر کرتا تھا جو اس کی نہ ہو وہ کسی کی نہ ہو لیکن یمینہ کوئی کھلونا، شرٹ یا گاڑی نہیں تھی وہ ایک جیتی جاگتی انسان تھی اپنی مرضی کی مالک تھی۔

"آمن اندر آؤ۔" رضا نے دروازے سے جھانک کر کہا تو وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھا کر اندر آیا ہمیشہ کی طرح یمینہ کی نظریں جھکی ہوئی اور چہرہ اٹھا ہوا تھا، رضا اس کے چہرے سے اس کی اندرونی کیفیت کا اندازہ لگانے میں ناکام رہے تھے آمن رضا نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی وہ فقط چند گھنٹوں میں صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی۔

"آمن تم اور یمینہ ساتھ زندگی نہیں گزار سکتے تم دونوں ہی اپنے اپنے دائرے میں انتہا کو پہنچے ہوئے لوگ ہو نہ تم یمینہ کو بدل سکتے ہو نہ یمینہ تمہیں بدل سکتی ہے اسی لیے بہتر ہے کہ......!"

"میرا ایسا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔" اس نے رضا کی بات کاٹ دی وہ دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"جن لوگوں کے دلوں پر اللہ مہر لگا دے انہیں پیغمبر بھی نہیں بدل سکتے پھر میری اوقات ہی کیا۔" اس کا لہجہ سرد تھا باہر کھڑی تانیہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پھیل گئی تھی۔

"تم جو چاہتی ہو وہی ہوگا یمینہ۔" رضا نے لمحہ بھر میں فیصلہ کیا تھا کہ جو وہ چاہے گی وہ اب وہی کریں گے چاہے انہیں آمن رضا کے خلاف جانا پڑے۔

"میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔" اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"تم جاسکتی ہو۔" رضا نے ایک گہرا سانس لیا، آمن رضا ساکت کھڑا رہا۔

"سچ۔" اس نے بے ساختہ نظر اٹھا کر رضا کو دیکھا اس کی آنکھوں کی حیرت اور بے یقینی نے رضا کو منجمد کردیا وہ جواباً کچھ کہہ ہی نہ سکے وہ تیزی سے بیڈ سے اتری اور یوں دروازے کی طرف بڑھی جیسے اس کے پیچھے کوئی خونخوار درندہ لگا ہو، دروازے پر پہنچ کر وہ تانیہ کو دیکھ کر ٹھٹک کر رکی، اس پر ایک ملامتی نظر ڈال کر وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ تانیہ پانی پانی ہوگئی، اس کی آنکھوں سے آنسو بے ساختہ لڑھکے۔

"میں آمن رضا کو نہ بدل سکی تو خود کو بھی نہیں بدلوں گی۔" اپنا کہا سچ کرتی یمینہ اندھیرے میں اس کی آنکھوں کے سامنے سے گم ہوگئی اور وہ اتنی بے بس تھی کہ اس کے لیے دعا بھی نہ کرسکی، کیونکہ دعا کی ضرورت یمینہ کو نہیں بلکہ خود اسے تھی، یمینہ سیدھی راہ پر چلتی چلی گئی تھی گمراہی پر تو وہ چلنے لگی تھی۔

......☆☆☆......

"خس کم جہاں پاک۔" شمائلہ نے سنتے ہی کہا۔ "وہ جاچکی ہے۔" یہ بات ان کے لیے باعث اطمینان تھی۔

"لیکن اب ہمیں کتنی ذلت اٹھانی پڑے گی، اس بات کا اندازہ ہے آپ کو؟" ہاشم پریشانی کے عالم میں ادھر سے ادھر ٹہل رہے تھے تانیہ اور شہلا سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھیں۔

"لوگوں سے کہہ دیں گے مرگئی۔" شمائلہ سفاک ہورہی تھیں شہلا پہلو بدل کے رہ گئی۔

"پہلے مرجاتی تو بہتر تھا یہ ذلت تو نہیں اٹھانی پڑتی۔" ہاشم شمائلہ سے بھی دو ہاتھ آگے تھے۔ تانیہ کے موبائل پر جنید کی کال آرہی تھی وہ اٹھ گئی، اگر یہ کال نہ بھی آتی تو بھی اسے جانا تھا اسے وحشت ہورہی تھی ان گناہ گاروں سے جو ہدایت کو ذلت سمجھ رہے تھے جو لوگ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں اور اللہ کی نافذ کردہ حدود سے نکل جاتے ہیں ان میں ایک بیماری پیدا ہوجاتی ہے کہ ان سے برائی، برے کام اور گمراہی کا احساس چھن جاتا ہے اور وہ خود اپنے اختیار سے جہنم کی آگ سمیٹتے چلے جاتے ہیں۔ تانیہ کے سامنے بھی اس وقت ایسے ہی لوگ تھے جو اپنا حقیقی ہوش وحواس کھوچکے تھے اسے وحشت ہوئی تھی اپنے آپ سے جو ہدایت ملنے کے بعد بھی ذلت بھرے راستے کو منتخب کر بیٹھی تھی وہ بھاگتی ہوئی یہاں سے نکل گئی، کبھی وہ یہاں بڑے شوق سے رہنے آتی تھی، لیکن اب اسے لگا ایک لمحے بھی وہ رکی تو اس کا سانس رک جائے گا۔

"یمینہ صرف آمن سے ہی نہیں پورے خاندان سے لڑ سکتی تھی تو پھر میں ایک جنید سے کیوں نہ لڑ سکی۔" اپنے عریاں کندھوں پر اس نے ساڑھی کے پلو کو اچھی طرح لپیٹا۔

"آپ کو عشق مجازی نے گناہوں سے لت پت کردیا ہے۔" یمینہ کی آواز کہیں قریب سے ابھری آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔

"میرے اللہ مجھے معاف کردے، میں نے تیری محبت کی بجائے کسی اور کی محبت کو دل میں رکھا، میں نے تیرے خوف کی بجائے کسی اور کے خوف کو دل میں رکھا میں گمراہ ہوگئی میرے مالک مجھے پھر سے صراط مستقیم پر چلا دے، مجھے ان لوگوں میں شامل کرلے جن پر تیرا انعام ہے مجھے بخش دے میرے مولا مجھ پر رحم فرما میری نسل پر رحم فرما میری اولاد پر رحم فرما، میرے شوہر پر رحم فرما میرے شوہر کو ہدایت عطا کر دے آمین۔" آج کتنے دنوں بعد اس کے لب دعا گو تھے وہ

بمشکل گھر پہنچی اس نے جنید کو سدھارنے کا عزم کرلیا تھا جو مشکل ضرور تھا مگر نہ ممکن نہیں۔ لیکن جنید کی قسمت میں شاید ہدایت نہیں تھی‘ اس کا یقین اسے ہر گزرتے دن کے ساتھ ہو رہا تھا وہ جنید کی بات سے انکار کرتی تو جنید اس کا ننھا منا سا بیٹا اس سے چھین کر کمرے میں بند کردیتا اس کا دو سال کا بچہ چیخ چیخ کر ماں کو پکارتا اور جنید اطمینان سے بیٹھا شراب پیتا رہتا‘ حتیٰ کہ تانیہ کو اس کی بات ماننا پڑتی تھی وہ جنید کی محبت میں ماں باپ کے خلاف گئی تھی‘ ان سے لڑی تھی‘ لیکن اب اپنے بیٹے کے لیے اسے جنید سے نفرت ہوتی جارہی تھی جنید کو اپنی ہی اولاد پر ترس نہیں آتا تھا۔

”جن لوگوں کے دلوں پر اللہ مہر لگادے انہیں پیغمبر بھی نہیں بدل سکتے۔“ یمینہ کا لہجہ سرد تھا اور اتنے دن گزرنے کے باوجود تانیہ سنسنا جاتی تھی۔

اس نے جنید کو بدلنے کا خیال دل سے نکال دیا لیکن اب اس ڈگر پر چلنا خود اس کے لیے محال تھا وہ کشمکش میں تھی کہ وہ کیا کرے ان ہی دنوں اسے آمن رضا اور روشی کی شادی کی خبر ملی۔

”آمن کو ایسی ہی لڑکی کی ضرورت تھی۔“ وہ تنفر سے سوچنے لگی پھر اس نے ان کی منگنی میں شرکت کی تھی۔ ہاشم نے اسے بتایا تھا کہ انہوں نے روشی کو اپنی بیٹی بنالیا ہے۔ وہاں سب بہت خوش تھے۔ کسی کو احساس نہ تھا کہ وہ کس اندھیرے میں ہیں اور انہوں نے کیسا ہیرا کھو دیا۔

”واؤ روشی پری لگ رہی ہو اس ڈریس میں۔“ کسی لڑکی نے روشنی کی تعریف کی تھی۔

”یہ سب آمن کی پسند ہے۔“ وہ مسکرائی اور تانیہ کے اندر نفرت کی ایک لہر اٹھی۔ وہ بے اختیار آمن رضا کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ آمن رضا نے بغور اسے دیکھا۔

”میں تمہارے لیے روز بددعا کرتی ہوں...... کہ آمن رضا خوش نہ رہے۔“

”لیکن میں خوش ہوں۔“ اس کی بات کاٹ کر وہ مسکرایا۔

”میں تمہارے لیے روز بددعا کرتی ہوں کہ تمہیں یمینہ سے محبت ہوجائے۔“ آمن رضا کی مسکراہٹ آن واحد میں غائب ہوئی اور تانیہ کی مسکراہٹ بحال ہوئی۔

......☆☆☆......

”حسرت ہی رہی مجھے کہ آپ کبھی میری تعریف کریں۔“ سر جھکائے سبزی کاٹتی بی بی جان نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

”میں تمہاری تعریف میں پورا دیوان بھی لکھ دوں گا تو بھی تمہاری حسرت کبھی ختم نہیں ہوگی۔“ سکندر نے ایک بار پھر اپنے سفری بیگ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

”ایسے میرے نصیب کہاں۔“ اس نے چولہا جلاتے ہوئے تڑخ کر جواب دیا۔ بی بی جان نے ایک گہرا سانس لے کر پھر سے سبزی بنانی شروع کردی۔ ان دونوں کے بیچ ہونے والی کسی گفتگو کا انجام پرسکون رہا ہو یہ بی بی جان کی بھی حسرت تھی۔

”کس بات پر آپ دونوں کے بیچ اس قسم کے تبادلہ خیالات ہو رہے ہیں؟“ ٹیپو سلطان صرف نام ہی نہیں انداز بھی شاہانہ رکھتا تھا۔

”ارے یار یہ عورت ہر وقت اپنی تعریف سننا چاہتی ہے۔“ سکندر کا بارہ سالہ ٹیپو سلطان کو مخاطب کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس کا ہم عمر دوست ہو۔ ٹیپو سلطان نے کتابوں میں سر دے لیا۔

”عورت۔“ وہ سکندر کو گھورنے لگی۔

”ابھی میری عمر ہی کیا ہے؟“

”ہاں...... ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے‘ ڈاکٹری تو تم نے پیدا ہوتے ہی پاس کرلی تھی اور اب ڈاکٹری پاس کیے تمہیں صرف دس سال ہی تو ہوئے ہیں۔“ سکندر نے اس کا مذاق اڑایا۔

”بی بی جان دیکھیں۔“ وہ یک دم رونے لگی تو بی بی جان نے گہرا سانس لیا اب انہیں مداخلت کرنا تھی۔

”ہوا کیا اب؟“

”ہوا یہ ہے کہ میں نے محترمہ سے کہا تھا کہ میں آج شہر جارہا ہوں جو دوائیاں ختم ہوگئیں ان کی لسٹ بنالو اور اب جب میں بالکل تیار ہوگیا ہوں تو انہیں یاد آرہا ہے کہ یہ ہاسپٹل تو گئی تھیں لیکن مریض نمٹا کر آگئیں انہیں دوائیوں کی لسٹ بنانی یاد نہیں رہی‘ اس پر میں نے ڈانٹ دیا تو بس شروع ہوگئیں کہ میں ان کی تعریف نہیں کرتا‘ مجھے ان سے محبت نہیں ہے۔“ وہ اسے گھورتے ہوئے وجہ لڑائی سے آگاہ کر رہا تھا۔

”ایک بات تو سچ ہے سکندر تو کبھی اس کی تعریف نہیں کرتا‘ ہمیشہ اس کی غلطیوں پر اسے ڈانٹ دیتا ہے بیٹا عورت کا دل محبت کا طلب گار ہوتا ہے۔“

”اب میں اپنا دل تو چیر کر دکھانے سے رہا کہ دیکھو بھئی مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔“ اس نے اپنا غصہ سفری بیگ کی زپ پر نکالا جھٹکے سے زپ بند کرکے بیگ کو زمین پر پٹخ دیا تھا۔

”دل چیر کے دکھانے کی ضرورت نہیں ہے بس آنکھیں بند کرکے اپنے دل میں جھانک لیں جو نظر آئے وہ مجھے بتادیں۔“ اس نے چائے کا کپ اسے تھمایا تھا۔

”جو بتاؤں گا اس پر یقین کرلوگی۔ چند لمحوں بعد وہ پرسوچ لہجے میں بولا جبکہ وہ واش بیسن میں منہ دھونے لگی۔

”تم اتنی خوب صورت ہو مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔“ سکندر کی آواز پر وہ ٹھٹک کر پلٹی‘ اس کی آنکھیں بند تھیں وہ صابن چہرے پر ملنا بھول گئی چہرہ دھونا بھول گئی۔

”کتنی نشیلی ہیں تمہاری آنکھیں‘ چلتی ہو تو دل بے اختیار دھڑک اٹھتا ہے۔ اس نے بوکھلا کر تمام نفوس پر نظر ڈالی‘ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ سکندر سب کی موجودگی میں یہ سب کہہ سکتا ہے‘ اسے یک دم شرمندگی ہوئی۔

”پونچھ مت ہلایا کرو مجھے اچھا نہیں لگتا۔“ سکندر کے جملے نے اس کی شرمندگی کو حیرت میں بدلا اور باقی افراد کی حیرت کو ہنسی میں بدلا۔

”بی بی جان کا ڈر نہ ہوتا تو کب کا کاٹ کر تمہیں کھا چکا ہوتا۔“ سکندر کا لہجہ للچا رہا تھا۔

”سکندر......“ صدمے کے باعث اس کی آواز حلق میں گھٹ گئی۔ سکندر نے بھی آنکھیں کھول کر دیکھا۔

”تمہیں کیا ہوا؟“ اس کی پیلی رنگت دیکھ کر سکندر کھڑا ہوگیا۔

”تم مجھے مارنا چاہتے ہو سکندر۔“ وہ رو دی۔

”میں تمہیں کیوں مارنا چاہوں گا۔“ وہ حیران ہوا۔

”ابھی ابھی تم نے خود میرے بارے میں کہا تھا۔“

”تمہاری بات کون کر رہا تھا میں تو کٹو بیگم کے بارے میں کہہ رہا تھا۔“ سکندر نے آگے بڑھ کر بی بی جان کی لاڈلی بھینس پر ہاتھ پھیرا۔

”کیا مطلب۔“ وہ الجھ کر رونا بھول گئی۔

”تم نے ہی تو کہا تھا کہ آنکھیں بند کرکے اپنے دل میں جھانک لوں اور جو نظر آئے تمہیں بتادوں۔“

”تو آپ کو یہ کٹو بیگم نظر آئی ہے؟“ وہ جل گئی سب کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”زیادہ مت جلو اپنی بہن سے‘ ورنہ اس کی جیسی ہی ہوجاؤ گی‘ کالی اور موٹی۔“

”سکندر......“ وہ بری طرح سے چڑ گئی۔

”اچھا اب جارہا ہوں ذرا رخ روشن پر خوشی سجالو۔“ اس نے کپ خالی کرکے رکھا اور بیگ اٹھالیا۔

”اللہ حافظ۔“ اگلے پل اسے گھورتے ہوئے بولی تو اس نے آنکھ ماری اور وہ رونا چاہتے ہوئے بھی مسکرائی۔

”قسم سے ڈاکٹر نہیں لگتی یوں روتے ہوئے۔“

”آپ کی بیوی تو لگتی ہوں ناں‘ میرے لیے یہی کافی ہے۔“ وہ بے اختیار مسکرائی تھی۔ وہ بھی مسکرادیا وہ اسے دروازے تک رخصت کرنے آئی تھی۔

”بی بی جان سبزی رہنے دیں‘ شام کو تو ٹیپو اپنے دوست کے گھر انوائیٹ ہے اس کی سالگرہ ہے ان کی آنی بھی ان کے ہی ساتھ جائیں گی باقی رہے ہم دونوں تو دوپہر کا سالن رکھا ہوا ہے میں روٹی پکالوں گی۔“

”میں وہاں کھانا نہیں کھاؤں گی مجھے ساگ ہی کھانا ہے چاولوں کی روٹی کے ساتھ۔“ اس نے کہا تو بی بی جان نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جس کا سر پوری طرح کتاب میں گم تھا۔ وہ بی بی جان کے تخت پر دراز ہوگئی تھی جبکہ بی بی جان سبزی لے کر کچن میں آگئیں یک دم صحن سے دھیمی سی ہنسی کی آواز ابھری تو انہوں نے چونک کر باہر دیکھا ٹیپو اپنی آنی کے ساتھ مل کر اس کا مذاق اڑا رہا تھا جو اس نے سکندر سے کی تھیں‘ ان کی نظریں اس پر رک گئیں جو کتاب ہاتھ میں لیے

شرارت سے مسکرارہی تھی۔

''کیا اس کی ساری زندگی اب ایسے ہی گزرے گی۔''

انہوں نے آہ بھر کر اسے دیکھا جب ان کے شوہر کا انتقال ہوا تھا انہیں لگا ان کی بھی زندگی ختم ہوگئی لیکن جینا پڑا اپنے چار سال کے بیٹے کی وجہ سے پال پوس کر اسے بڑا کیا شادی کی بہو اللہ کے فضل سے بہت اچھی تھی ان کی زندگی پرسکون گزر رہی تھی کہ اچانک ایک سالہ ٹیپو کو ان کی گود میں چھوڑ کر ان کے بہو بیٹے اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے اور ان کا تو جیسے سب ہی کچھ بکھر گیا تو ان کے بھائی انہیں اپنے گھر لے آئے پھر کچھ دنوں بعد ان کی پھپھو تمثیلہ درانی آئیں اور انہیں اپنے ساتھ لے گئیں ان کا بیٹا ہاشم امریکہ شفٹ ہوگیا تھا اور وہ بہت اکیلی تھیں ان ہی دنوں ان کی پوتی یمینہ درانی وہاں آئی تھی جو ایک سائیکو کیس بن چکی تھی خوف اس کے حسن اور بچپن دونوں کو جیسے گہن لگا رہا تھا۔ تب انہوں نے پھپھو کے ساتھ مل کر اس کے دل میں خوف خدا پیدا کیا تھا اور اس میں تانیہ نے بھی ان کا بے حد ساتھ دیا تھا۔ پھپھو نے اسے ایک عالمہ لگادی تھیں ایک ٹیوٹر لگادیا تھا۔ کافی دن لگے تھے اسے نارمل ہونے میں۔ پھپھو نے اسے اللہ کی یاد میں اتنا مشغول کردیا تھا کہ اسے کسی اور طرف دھیان دینے کا کبھی خیال آیا ہی نہیں تھا پھر کچھ دن بعد وہ واپس اپنے بھائی کے گھر آ گئیں۔ یمینہ اور پھپھو اکثر ان سے ملنے آتی تھیں یمینہ قرآن پاک حفظ کرنے لگی ہے انہیں سن کر خوشی ہوئی تھی پھر یمینہ انیس سال کی تھی کہ پھپھو کی ڈیتھ ہوگئی تو وہ یمینہ کے لیے بہت پریشان ہوئیں لیکن وہاں جانہ سکیں ان کی بھاوج کی طبیعت خراب تھی پھر چند دنوں میں ان کی بھاوج ان کا ساتھ چھوڑ گئیں ان پر گھر کی ذمہ داری آن پڑی تھی یمینہ ان کے پاس آ ئی تھی۔

''یمینہ بچے مجھے تیری تنہائی سے بہت ڈر لگتا ہے تو اپنے ماں باپ کے پاس چلی جا۔''

''آپ فکر مت کریں بی بی جان میں تنہا نہیں ہوں اللہ ہے ناں میرے ساتھ۔''

''لیکن دنیا میں رہنے کے لیے اپنوں کا ساتھ ضروری ہوتا ہے بیٹا۔''

''لیکن ان اپنوں کا اچھا ہونا بھی تو ضروری ہوتا ہے بی بی جان۔'' وہ مسکرادی پھر کچھ دن رک کر چلی گئی۔ سکندر ڈاکٹر بن چکا تھا وہ ان کا بھتیجا تھا یمینہ اس وقت بیس سال کی تھی جب وہ دوبارہ آئی۔

''سکندر بھائی آپ تو جانتے ہیں مجھے میری ماما کے فرینڈز نے اڈاپٹ کرلیا تھا میرے ان مما پاپا کے قتل سے دو دن پہلے ہی پاپا نے ایک کروڑ روپے میرے اکاؤنٹ میں جمع کروائے ہیں میں چاہتی ہوں کہ مما پاپا کے ایصال ثواب کے لیے وہ رقم کسی کو ڈونیٹ کردوں۔ آپ بتائیں میں کیا کروں۔''

''تم کسی ویلفیئر کو ڈونیٹ کرنا چاہتی ہو وہ رقم؟''

''نہیں میں خود اسکول' ہاسپٹل وغیرہ میں وہ رقم لگانا چاہتی ہوں اور مجھے سب سے پہلے اسی گاؤں کا خیال آیا میں یہاں مفت اسکول اور ہاسپٹل بنوانا چاہتی ہوں۔''

''یہ تو واقعی بہت اچھا خیال آیا ہے تمہیں۔'' بی بی جان نے کہا تھا پھر اسی طرح یمینہ نے وہ رقم خرچ کر ڈالی یہاں ایک اسکول اور ہاسپٹل تعمیر کروائے تھے جہاں مفت تعلیم دی جاتی تھی کورس دیا جاتا تھا دوائیاں بھی مفت تھیں یمینہ نے اس ہوسپٹل کا نام اپنے اڈاپٹ کرنے والے ماں باپ کے نام پر رکھا تھا۔

''اپنے نام کیوں نہیں کررہی ہو...... مشہور ہوجاؤ گی لوگ عزت کریں گے۔'' سکندر نے چھیڑا۔

''میں چاہتی ہوں لوگوں سے ان کی بخشش کی دعائیں کرواؤں جو گناہوں میں اپنی زندگی گزار کر چلے گئے۔'' وہ افسردگی سے بولی تھی پھر واپس لوٹ گئی' دو تین ماہ بعد آئی' سکندر نے ڈاکٹر نشاء سے شادی کرلی تھی اور اسی شادی میں وہ شرکت کرنے آئی تھی' نشاء کی وجہ سے گاؤں میں ایک لیڈی ڈاکٹر بھی آ گئی' پھر یمینہ اپنی پڑھائی میں لگ گئی۔ سال بھر نائی ہاؤس جاب کرکے وہ شہر میں ہی سرکاری ہسپتال میں جاب کرنے لگی۔ سکندر چاہتا تھا کہ وہ اپنے بنائے ہوئے ہاسپٹل میں آ جائے لیکن وہ نہیں مانی پھر آئی تو ایسے کہ وہ دہل گئیں' صبح آٹھ بجے جب دروازہ بجا تو وہ تصور بھی نہ کرسکتی تھیں کہ وہ یمینہ ہوگی۔

''یمینہ......!'' انہیں دیکھ کر اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ اس کی رنگت پیلی ہورہی تھی' یوں لگ رہا تھا جیسے وہ برسوں سے بیمار ہو وہ حیران پریشان تھیں اور وہ جیسے صرف ان کی گود میں آنے کے لیے ہی اپنے ہوش وحواس میں تھی۔ تین دن وہ سخت بخار میں مبتلا رہی ان سب کو یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ وہ اپنے ہی گھر والوں کے ہاتھوں اس حال کو پہنچی ہے' جب اس نے بستر چھوڑا' سکندر نے اسے مصروف کردیا' چھوٹے سے گاؤں میں تین ڈاکٹرز ہوگئے تھے' تب سکندر کے مشورے پر یمینہ نے آس پاس کے گاؤں میں ڈاکٹر تمثیلہ درانی کے نام سے فری میڈیکل ایک روزہ کیمپ لگانے شروع کردیے اور جن گاؤں والوں کو ہاسپٹل دور پڑتا تھا وہ اب اپنے علاقے میں لگنے والے فری کیمپ سے دوائیاں لینے لگے تھے۔

''کیا اس کی اب ساری زندگی ایسے ہی گزرے گی؟'' اسے یہاں آئے چھ ماہ ہوگئے ہیں۔

''ایسے ہی...... کیا مطلب؟'' سکندر نے چونک کر بی بی جان کو دیکھا۔

''میں اس کی زندگی میں بھی رنگ دیکھنا چاہتی ہوں۔''

''لیکن ہم کیا کرسکتے ہیں بی بی جان' اس نے آمن رضا سے طلاق تو لی ہی نہیں اور آمن رضا کے ساتھ وہ کیسے رہ سکتی ہے؟'' نشاء نے کہا۔

''تو ہم لوگ مل کر آمن رضا سے بات کرتے ہیں' وہ اب کیا ساری زندگی اس کے ہی نام پر گزارے گی؟''

''بی بی جان میں جارہی ہوں۔'' یمینہ کی آواز پر انہوں نے چونک کر دیکھا۔

''اس وقت تم کہاں جارہی ہو؟'' رات کے دس بج رہے تھے وہ حیران ہوئیں۔

''میں کسی ہاسپٹل میں جاب کرکے کسی ہاسٹل میں رہ لوں گی۔''

''کیا مطلب؟'' وہ بوکھلا گئیں۔

''اگر آپ آمن رضا سے ملیں تو میں واقعی یہ گھر چھوڑ

دوں گی۔"

"بیٹا ایک بار بات تو کرنے دو۔" وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

"مجھے اس شخص کا کوئی بھروسہ نہیں ہے وہ دوبارہ مجھے اسی اذیت میں مبتلا کرسکتا ہے اور اس بار کچھ ایسا ہوا تو میں مرجاؤں گی۔" وہ کہہ کر پلٹ گئی۔

"اسے کچھ وقت دیجئے بی بی جان پھر فیصلہ کریں گے۔" سکندر نے ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"ڈیڑھ سال گزر گیا یمینہ باقی زندگی بھی کیا یونہی گزارو گی کسی شریک کسی ساتھی کے بغیر۔"

"آپ ہیں تو میری ساتھی۔" وہ مسکرا کر انہیں دیکھتی اور یونہی ادھر ادھر کی باتوں میں بات بدل دیتی۔ وہ اللہ سے روز اس کی خوشیوں کی دعائیں کرتی تھیں اب تو ان کی یہی آرزو تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو اپنی آنکھوں سے اپنے گھر میں ہنستا بستا دیکھ سکیں۔

❁ ❁ ❁

"تم سے کوئی خاتون ملنے آئی ہیں۔" وہ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد کمرے میں جاکر پھر سوگئی تھی آج اتوار تھا اسی لیے وہ چھٹی پر تھی۔

"کوئی پیشنٹ ہے؟" وہ کسلمندی سے پڑی رہی۔

"پیشنٹ ہوتا تو میں فارغ کردیتی۔" نشاء کہتے ہوئے باہر نکل گئی تو وہ اٹھی اور صحن میں آکر واش بیسن پر منہ دھونے لگی۔

"آنٹی ان کا چاٹلڈ بہت بیوٹی فل ہے۔"

"کن کا.....!" اس نے تولیے سے چہرہ رگڑتے ہوئے ٹیپو کو دیکھا۔

"ان ہی آنٹی کا جو آپ سے ملنے آئی ہیں۔"

"اچھا۔" وہ مسکرائی اور ایک طرف بنے ڈرائنگ روم کے دراوزے کی طرف بڑھ آئی۔ دروازے پر پہنچتے ہی وہ ٹھٹک کر رک گئی تھی۔

"آؤ یمینہ بہن سے باتیں کرو میں چائے وغیرہ بھیجتی ہوں۔" بی بی جان اسے دیکھ کر کھڑی ہوگئیں تھیں جبکہ وہ خاموشی سے اس بچے کو دیکھتی رہی جو پورے چار سال کا یقیناً نہ تھا۔

"آپ آنٹی ہیں ناں۔" بچہ اس کے قریب آیا۔

"آپ کو پتہ ہے؟" وہ چونکی۔

"مما نے بتایا تھا آنٹی بہت پرنسز ہیں اور وہ بہت بڑی چادر اوڑھتی ہیں۔"

"ارے واہ آنٹی کی اتنی اچھی پہچان ہے۔" وہ بے اختیار ہنس دی۔

"ٹیپو۔" اس نے پلٹ کر اسے دیکھا جو اس کے پیچھے کھڑا تھا۔

"یہ تنزیل ہے جیسے آپ میرے بھتیجے ہو ایسے ہی یہ میرا بھانجا ہے۔"

"آنٹی یہ مجھ سے دوستی کرے گا۔" ٹیپو کو فکر ہوئی۔

"بالکل کرے گا۔ تنزیل کو آپ لے جاؤ کنو بیگم اور مری مرغیوں سے ملواؤ۔"

"آؤ میں تمہیں سب سے ملواتا ہوں مجھ سے دوستی کرو گے ناں۔" ٹیپو نے اس کا ہاتھ تھام کر پوچھا اور تنزیل نے اثبات میں سر ہلایا تو پھر ٹیپو اسے لے گیا۔

"بچے بھی کتنے اچھے ہوتے ہیں لمحوں میں گھل مل جاتے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کے مقابل صوفے پر آبیٹھی تھی۔

"میں نے وہ گھر چھوڑ دیا۔" اس کی آواز بھرا رہی تھی۔

"آپ کو بہت پہلے یہ کام کرلینا چاہیے تھا۔ اب گھر چھوڑنے کی وجہ؟" رائے کے ساتھ ہی سوال بھی کیا۔

"میں نے جنید کے لیے کیا کچھ نہیں کیا خود کو گناہوں کی دلدل میں اتار دیا پھر میں خود ہی تنگ آگئی۔ میں نے اسے بدلنے کی کوشش کی تو اس نے ننھے سے تنزیل پر ظلم شروع کردیئے میں نے پھر ہتھیار ڈال دیئے اور اب وہ دوسری شادی کرچکا ہے۔" وہ رونے لگی یمینہ نے تاسف سے اسے دیکھا اسے جنید کی دوسری شادی کے متعلق سن کر کوئی دکھ نہیں ہوا تھا بلکہ اسے خوشی ہوئی کہ تانیہ جنید کا ساتھ چھوڑ کر آگئی وہ گمراہی کے راستے سے پلٹ آئی اس کے دل کو یک گونہ سکون ملا تھا۔

"یمینہ میں تم سے بہت شرمندہ ہوں۔" اس کی ہچکیاں

بندھ گئیں۔

"مجھ سے شرمندہ مت ہوں اللہ سے معافی مانگیں۔" اس نے اٹھ کر تانیہ کو گلے لگایا اور اس کے آنسو صاف کیے۔

"میں پچھلے چھ ماہ سے جنید سے الگ ہوں وہ مجھے پاگلوں کی طرح تلاش کر رہا ہے آخر میں اس کا کیش ہوں۔" وہ تلخی سے بولی۔

"کل وہ بالکل مجھ تک پہنچ گیا تھا میں بمشکل تنزیل کو لے کر وہاں سے نکلی مجھے صرف تمہارا خیال آیا کہ تم تک جنید کا تصور بھی نہیں پہنچ سکتا۔"

"لیکن آپ کو کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں۔" وہ چونکی۔

"تم یہاں کے علاوہ اور کہاں جاسکتی تھیں۔" اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ مسکرادی۔

"چلیں میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں پھر آپ آرام کرلیں۔" وہ کھڑی ہوئی۔

"یمینہ میں یہاں گھر لینا چاہتی ہوں۔"

"گھر...... کیا مطلب؟" وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"میں کہاں رہوں گی؟" وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ہمارے ہی گھر پر رہو گی اور کہاں رہو گی۔" بی بی جان نشاء کے ساتھ کھانے کا سامان لیے اندر داخل ہوئیں۔

"یہ آپ کی محبت ہے بی بی جان لیکن پلیز میں پرسکون نہیں رہوں گی پلیز میری مجبوری کو سمجھنے کی کوشش کریں۔" اس نے بے چارگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے یہاں ایک گھر بک رہا ہے آپ چاہیں تو اسے خرید لیں...... لیکن آپ کے پاس پیسے۔" وہ رکی۔

"کیا آپ جنید کے پیسے لے کر۔"

وہ جنید کے پیسے نہیں ہیں وہ میرے باپ کے گھر کو بیچ کر جنید نے میرے اکاؤنٹ میں رکھے تھے میں صرف وہی رقم ساتھ لائی ہوں۔" تانیہ نے اس کی بات کاٹ دی تو وہ مطمئن سی ہوگئی۔

"تم میرے ساتھ رہو گی۔" اگلا حکم صادر ہوا تو وہ مسکرادی۔

"لیکن بیٹا یمینہ......" بی بی جان یقیناً اس بات کے لیے راضی نہ تھیں۔

"جب میں اکیلی تھی تو آپی میرے ساتھ رہیں تھیں اور اب مجھ پر قرض ہے کہ میں آپی کے ساتھ رہوں جبکہ وہ اکیلی ہیں۔" یمینہ نے یک دم کہا تو بی بی جان چپ ہوگئیں جبکہ تانیہ اسے دیکھتی رہی آج کتنے سال بعد اس نے تانیہ کو پھر آپی کہا تھا اس کے بعد تمام معاملات طے ہوتے چلے گئے۔ تانیہ یمینہ اور تنزیل کو لے کر اپنے گھر شفٹ ہوگئی تھی جنید سے عشق میں اس کی میڈیکل کی پڑھائی ادھوری رہ گئی تھی اسی لیے اب اس نے اسکول میں ٹیچنگ کرلی تھی لیکن شام کو وہ نشاء کے ساتھ ہاؤس جاب کرنے لگی تھی۔

"واؤ آنی ویری فنی۔" وہ ابھی ابھی نہا کر نکلی تھی تولیے سے بال خشک کرنے کے بعد اس نے بالوں کو یونہی کھلا چھوڑ دیا اور پلنگ پر بیٹھ کر ویلفیئر کی جمع شدہ رقم کو ٹھکانے لگانے کے لیے حساب کر رہی تھی یہ ویلفیئر سکندر نے اپنے بابا کے نام پر بنایا تھا اور اس میں وہ لوگ بے روزگاروں کے لیے اور غریب بچیوں کی شادیوں کے لیے کام کرتے تھے اور اب تو انہوں نے ایک نیا پراجیکٹ شروع کردیا تھا گاؤں کی عورتوں کو گھر پر روزگار مہیا کرنے کا گاؤں کی عورتوں کے پاس جتنا ہنر تھا اتنا انہیں معاوضہ نہیں ملتا تھا سکندر کے بہت سے دوست اب انہیں ڈونیٹ کرتے تھے اور یہ سب سکندر کے پروفیسر ڈاکٹر عدنان بٹ صاحب کی مہربانی تھی زیادہ تعداد تو ان کے پاس آنے والے ان کے شاگردوں کی تھی جو ہر لحہ امداد کو تیار رہتے تھے اور عورتوں کے لیے اس نئے پراجیکٹ کے اخراجات بھی ان کا ہی ایک شاگرد اٹھا رہا تھا اور یمینہ اس پراجیکٹ پر پوری طرح کمر کس چکی تھی کیونکہ سکندر صرف شہر سے آرڈر لایا تھا لیکن تمام ڈیلنگ یمینہ کو کرنی تھی اور اس پراجیکٹ کے شروع ہونے کے بعد تو سکندر نے خود ہی فری کیمپ لگانے شروع کردیے تھے اور وہ خود ایک ڈاکٹر کے بجائے چھوٹی سی بزنس وومین بن گئی تھی۔

"اوئے گندے بچے کیا دیکھ رہا ہے۔" یمینہ نے رجسٹر ایک طرف رکھ کے اسے گود میں اٹھایا۔

"آپ نے اتنے بڑے بڑے ہیمپر کہاں سے خریدے۔"

"آپ کو کیوں بتاؤں۔" وہ اسے گدگدانے لگی۔

"میں مما کے لیے خریدوں گا۔" وہ اس کی گود سے جھٹ اترا اور اس کی پشت پر آ کر اس کے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا پھر انہیں اپنے ہاتھوں پر لپیٹ لیا۔ یمینہ کو ایک جھٹکا لگا۔

کسی یاد نے ذہن کا دروازہ دھڑ دھڑا لیا تھا اور وہ ساکت سی رہ گئی۔

"کیا ہوا یمینہ۔" تانیہ اس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر حیران ہوئی۔

"کچھ نہیں۔" اس نے لرزتے ہاتھوں سے بالوں کا جوڑا بنالیا پاس پڑا دوپٹہ اوڑھا اور بمشکل اپنے ذہن کو اس رجسٹر پر لگاسکی تھی۔

"تنزیل کہاں ہے؟" بی بی جان نے پوچھا۔

"آج وہ یمینہ کے پیچھے لگ گیا تھا وہ اسے ساتھ لے گئی ہے۔" تانیہ ان کے پاس ہی بیٹھ گئی نشاء اس وقت نماز پڑھ رہی تھی۔

"تانیہ یمینہ کو دیکھ کر مجھے ہول سے اٹھنے لگتے ہیں تمہارے پاس تو پھر بھی تنزیل ہے تمہارے بڑھاپے میں ساتھ دے گا جینے کا سہارا ہے وہ تو بالکل اکیلی ہے میں سوچتی ہوں کہ اگر آمن سے بات کریں اور وہ اسے طلاق دے دے تو ابھی بھی کتنے خاندانوں میں اس کا رشتہ مل سکتا ہے۔" بی بی جان نے تانیہ کو ایک نئی سوچ دے دی تھی وہ ساری رات سوچتی رہی اور صبح تک ایک فیصلہ کرچکی تھی۔

دوسرے دن اسکول سے واپسی پر تانیہ کے قدم پی سی او دیکھ کر خود بخود رک گئے دھڑکتے دل اور لرزتے ہاتھوں سے آمن رضا کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"یس آمن رضا اسپیکنگ۔"

"مجھے طلاق چاہیے۔" اس نے کھٹ سے کہا لیکن آمن رضا کے مطالبے پر اسے غصہ آگیا اور آمن رضا کے پہچان لینے پر وہ ساکت رہ گئی۔

"ایسے ہی تکے مار رہا ہوگا۔" فون بند کرتے ہوئے وہ الجھ کر پی سی او سے باہر نکلی آئی تھی۔

"کہیں کوئی مصیبت نہ کھڑی ہوجائے یمینہ کے لیے۔" لب بھینچتے ہوئے اس نے سوچا۔

"تانیہ کیا ہوا خیریت یہاں کیا کر رہی ہو؟" اچانک سکندر مل گیا تھا۔ وہ نشاء کے ساتھ شاید مارکیٹ جا رہا تھا۔

"گھر چلو پھر بتاتی ہوں۔" اس نے کہا پھر بی بی جان کے پاس وہ تینوں آگئے۔

"یہ کیا کردیا تم نے۔" نشاء سنتے ہی بولی۔

"ہم سے مشورہ تو کرلیتیں۔" سکندر نے اسے گھورا۔

"صحیح کیا اس نے اب یہ تو طے ہوگیا ناں کہ وہ ملنے کے بعد طلاق دے گا۔" بی بی جان بولیں۔

"وہ کبھی طلاق نہیں دے گا۔" بی بی جان جو تانیہ کی حرکت سے پرسکون تھیں چونک کر نشاء کو دیکھنے لگیں۔

"کیوں؟"

"اگر اسے طلاق دینی ہوتی تو وہ ملنے کا تقاضہ کیوں کرتا۔ تانیہ نے فون پر طلاق دینے کے لیے کہا تھا تو وہ فون پر ہی طلاق دے دیتا۔" سکندر کی بات پر تانیہ نے لب بھینچ لیے۔

"مل کر دیکھتے ہیں ملنے میں کیا حرج ہے۔" بی بی جان تیار تھیں۔

"حرج یہ ہے کہ وہ ایک بار پھر یمینہ کے لیے مصیبت بن سکتا ہے۔" نشاء نے کہا تو بی بی جان اور تانیہ اندر سے دہل گئیں۔

"مصیبت بن سکتا ہے...... نہیں بلکہ مصیبت بن چکا ہے۔"

"کیا مطلب؟" سب نے چونک کر سکندر کو دیکھا۔

"ان عقل مند خاتون نے گاؤں کے پی سی او سے انہیں فون کیا ہے وہ بھی عقل مند ہی ہوں گے نمبر کی تحقیقات انکوائری سے کروالے گا اس گاؤں کا نام پتہ چلا تو وہ سیدھا یہاں پہنچے گا اور پھر خود کو اگر اسٹاپ پر بھی ڈاکٹر یمینہ درانی کا کزن کہہ دیا تو دروازے تک ہاتھوں ہاتھ پہنچایا جائے گا ڈاکٹر یمینہ درانی لوگوں کے اتنے کام آئی ہے اب لوگوں کا

بھی یہ فرض بنتا ہے کہ اس کے کسی رشتے دار کو بنا کسی تکلیف کے اس کے گھر تک لائیں اور کچھ دنوں بعد وہ تانیہ بی بی کا دروازہ بجا رہا ہوگا۔"

"پلیز سکندر۔" وہ بری طرح خوف زدہ ہوگئی نشاء اور بی بی جان بھی چپ سی ہوگئیں۔

"اللہ کرے وہ کبھی بھی یہاں نہ آسکے۔" اس کی بے ساختہ دعا پر نشاء اور سکندر مسکرائے۔ وہ گھر آگئی دروازہ بجتا تو وہ یوں خوف زدہ ہوکر دروازے کو دیکھتی جیسے آمن رضا آگیا ہو۔ اس کی یہ پریشانی یمینہ نے دو دن میں بھانپ لی تھی۔

"کیا بات ہے کسی خاص بندے کو آنا ہے جو آپ بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہی ہیں۔"

"ابھی دراوزہ بجا تھا اسی لیے تو دیکھ رہی تھی۔" وہ گڑبڑائی۔

"دروازہ نہیں بج رہا آپ کے کان بج رہے ہیں۔" وہ مسکرائی۔

"اب بتائیں کیا پریشانی ہے۔"

"کچھ خاص نہیں۔" وہ اسے ٹالنے لگی۔

"خاص نہ سہی عام سی ہی سہی لیکن پریشانی کیا ہے۔"

"افوہ یمینہ کچھ نہیں۔" وہ اٹھ کر کچن میں آگئی پھر ایک ہفتے بعد مال تیار کروا کے جس دن شہر بھیجا اور تمام لوگوں کو ان کے کام کا معاوضہ دیا کتنی دعائیں اپنے دامن میں سمیٹی تھیں اس نے ان غریب لوگوں کی ان غربت کے ماروں کو گھر بیٹھے دو وقت کی روٹی ملنے لگی تھی وہ اسے جتنی دعائیں دیتے کم تھا اس مال کے چکر میں کئی دن ہوگئے تھے اس نے فری کیمپ نہیں لگایا تھا اس نے رات ہی سکندر سے اپنے لیے کیمپ لگوانے کو کہا۔

"کل آرام کرلو پرسوں لگوادے گا کیمپ سکندر۔" بی بی جان کا لہجہ حتمی تھا وہ چپ ہوگئی واقعی تھکن بھی بہت ہو رہی تھی۔ فجر کی نماز پڑھ کے تانیہ ناشتہ بنانے لگی جبکہ وہ تلاوت قرآن کرتی رہی پھر ناشتہ کرکے تانیہ تنزیل کو لے کر اسکول چلی گئی وہ پہلے تو بے مقصد پورے گھر میں گھومتی رہی پھر جا کر کمرے میں بیٹھ کر کتابیں پڑھنے لگی۔ تانیہ نے اپنے گھر کو بے حد اسٹائلش انداز میں سیٹ کیا ہوا تھا۔ یہاں بھی یمینہ کی کتابوں کے ڈھیر تھے یہ کتابیں اسے بہت سے لوگوں نے گفٹ کی تھیں۔ جن میں سے بعض اس نے ابھی تک پڑھی نہیں تھیں۔

"افوہ اس لائٹ کو بھی ابھی جانا تھا۔" پنکھا بند ہوتے ہی وہ جھلائی' کتاب بے حد دلچسپ موڑ پر تھی اور ایسے میں گرمی لگنی شروع ہوگئی' وہ اٹھ کر نہانے چلی گئی' واپس آئی تو چائے کی طلب ہونے لگی' لیکن وہ یونہی لیٹی رہی' کتاب پڑھتے پڑھتے جانے کب اسے نیند آگئی۔ شعور کا پہلا احساس سر میں درد کا تھا' اور دوسرا کسی کی موجودگی کا' جب سے تنزیل نے اس کے اتنے لمبے بال دیکھے تھے' تانیہ کے پیچھے پڑ گیا تھا کہ اسے بھی اتنے لمبے بال خرید کر دیئے جائیں اور اس کے بالوں کو اپنے سر پر فٹ کرنے کی بھی کوشش کی جاتی تھی۔

"تنزیل یار مما سے کہو چائے بنا دیں۔" دھیرے دھیرے اس کے بالوں میں سرسراتی انگلیاں یک دم رکی تھیں کچھ دیر بعد اسے پھر اپنے بہت زیادہ قریب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا وہ تنزیل نہیں تھا وہ تانیہ نہیں تھی وہ کون تھا؟ اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں اس کا سانس اوپر کا اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا' وہ ساکت نظروں سے آمن رضا کو دیکھے گئی۔

"یار وائف سنا تھا کہ لوگ گھوڑے گدھے بیچ کر سوتے ہیں' لیکن آپ کی عنایت کہ ہم نے دیکھ لیا' دو تین بیلز دی میں نے پر آپ سچ مچ گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہی تھیں پھر تانیہ کے پاس گیا چابی لاکر دروازہ کھولا ابھی بیٹھنے بھی نہیں پایا تھا محترمہ نے چائے کا آرڈر کردیا' پکڑو تمہاری چائے ٹھنڈی ہوجائے گی۔ اس نے کپ اس کی طرف بڑھایا۔

"تم چائے پیو جب تک میں شکرانے کے نفل پڑھ لوں کہ تمہیں صحیح سلامت اپنے روبرو دیکھ رہا ہوں۔" وہ کپ اس کے ہاتھ میں تھما کر اٹھ گیا' اسٹینڈ سے جائے نماز اٹھائی اور نیت باندھ لی' یمینہ ساکت تھی کپ اس کے بے جان ہاتھوں سے گر گیا تھا۔ اسے ہوش نہ تھا صرف اس کی آنکھیں آمن رضا کے ساتھ حرکت کر رہی تھیں۔ رکوع سجود میں اسے اٹھتا بیٹھتا دیکھ رہی تھیں۔ آمن رضا کی اس طرح آمد نے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو مفقود کردیا تھا۔ سلام پھیر کر دعا مانگ کر وہ اس کی قریب آیا۔ جس کی نگاہیں ابھی تک اس پر تھیں' پہلے وہ نظر اٹھاتی نہیں تھی اور اس پل جھکانا بھول گئی تھی۔ اس کی نگاہوں میں خوف نہیں تھا' کسی قسم کی کوئی پریشانی بھی نہ تھی' صرف حیرت تھی' شاید حیرت ختم ہوتی تو وہ خوف زدہ ہوتی یا کچھ اور ری ایکٹ کرتی۔ وہ اس کی آنکھوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی شہد رنگ تھیں اس کی پلکیں اتنی دراز تھیں کہ اٹھیں ہوتیں تو بھنوؤں تک پہنچتی تھیں اس نے ان آنکھوں کو دیکھنے کی کبھی خواہش نہیں کی تھی لیکن ان ہی نظروں نے ایسی نظر بندی کی کہ اسے سب کچھ نظر آنا بند ہوگیا تھا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

"آمن سوئے نہیں ابھی تک؟" رضا اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آگئے تھے۔

"پاپا میں یہ مسٹر گیلانی کی دی گئی فائل کو ریڈ کر رہا تھا۔" وہ کمپیوٹر کے سامنے تھا۔

"مسٹر گیلانی کی فائل...... کیا مطلب؟" وہ چونکے۔ "ہمارا ان کے ساتھ تو کوئی پراجیکٹ نہیں ہے آمن۔" وہ صوفے پر بیٹھ گئے۔

"میں نے آج ہی ان کے ساتھ ایک پراجیکٹ سائن کیا ہے پاپا۔"

"لیکن تم پہلے ہی مسٹر آذر اور مسٹر ترمذی کے ساتھ دو مختلف پراجیکٹ میں بزی ہو جبکہ ہمارا اصول رہا ہے کہ ایک وقت میں ایک پراجیکٹ کرتے ہیں۔ اس طرح تو تمہیں سانس لینے کی فرصت نہیں ملے گی۔" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگے جس کی نظریں کمپیوٹر پر جمی ہوئی تھیں۔

"یہاں سانس لینا بھی کون چاہتا ہے۔" وہ بے حد تلخی سے سرد لہجے میں بولا تو لمحہ بھر کے لیے رضا کو اپنا ہی سانس رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ اس بات پر اسے ڈپٹ بھی نہ سکے تھے بس بغور اسے دیکھتے رہے وہ اس کی کیفیت کو سمجھ سکتے تھے انہیں یقین تھا کہ وہ روشی کو پسند کرتا ہے اور یہی یقین انہیں روشی کو بھی دلانا تھا جو آج سے ایک سال پہلے یمینہ کے جانے کے تین دن بعد اپنا پرپوزل لائی تھی۔

"آمن کے ساتھ روشی جیسی لڑکی سوٹ کرتی ہے۔" ہاشم درانی نے روشی کو گلے لگاتے ہوئے کہا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ یہ رشتہ طے ہوا تھا اور ہاشم نے روشی کو اپنی بیٹی بنالیا۔ پندرہ دن کے بعد منگنی کی ڈیٹ فکس کردی گئی۔ آمن نے اپنی پسند سے روشی کو تمام تیاریاں کروائیں تھیں۔ روشی کے فادر کے ساتھ انہوں نے بھی ایک پراجیکٹ سائن کرلیا تھا۔ اس منگنی کے دو ماہ بعد آمن رضا کا ایکسیڈنٹ ہوگیا۔ پندرہ دن آمن رضا ہاسپٹل میں رہا اس کے بعد زندگی معمول پر گزرنے لگی' اور آج ایک سال کے بعد انہیں پتہ چلا تھا کہ آمن رضا کی زندگی معمول پر نہیں گزر رہی ہے کچھ خاص اس کی زندگی میں رونما ہوچکا تھا۔ آج روشی کا برتھ ڈے تھا' وہ لوگ مدعو تھے وہ سب وہاں پہنچ گئے۔

"آمن کہاں ہے؟" روشی کے پاپا نے پوچھا۔

"ابھی تک پہنچا نہیں۔" وہ حیران ہوئے۔

"نہیں...... ابھی تک نہیں آیا۔" روشی کی ماما نے جواب دیا۔

"ہوسکتا ہے ابھی آنے والا ہو۔" شمائلہ نے کہا تھا۔

"وہ نہیں آئے گا۔" روشی کی آواز پر وہ سب چونک کر پلٹے تھے۔

"وہ یہاں کبھی نہیں آئے گا۔"

"کیوں نہیں آئے گا۔" انہوں نے حیرت سے روشی کو دیکھا جس کے چہرے پر غصہ تھا۔

"کیا آپ کو نہیں پتہ وہ کیوں نہیں آئے گا۔" اس نے انہیں چبھتی نظروں سے دیکھا تو وہ الجھ گئے۔

"کیا اس سے آپ کا کوئی جھگڑا ہوا ہے۔" روشی کے پاپا نے پوچھا۔

"اوہ نو...... اس سے جھگڑا تو اس وقت ہو جب وہ میسر ہو' وہ تو مجھ سے ملتا ہی نہیں ہے' میں دن میں ایک مرتبہ فون کردوں تو سارا دن موبائل آف رکھتا ہے' اس سے ملنے جاؤں تو چپ چاپ بیٹھا دیواروں کو گھورتا رہتا ہے...... میں آمن کو بہت پسند کرتی ہوں' وہ میرے لیے بہت خاص

ہے لیکن میں نہ تو اسے پسند ہوں اور نہ ہی اس کے لیے خاص ہوں۔"

"ایسا کب سے کرنے لگا وہ؟" رضا اور شمائلہ حیران ہوئے۔

"جب سے ہماری منگنی ہوئی ہے۔"

"بیٹا وہ تو منگنی سے بہت خوش تھا۔" شمائلہ بولیں۔

"منگنی سے پہلے ہی خوش تھا منگنی کے بعد سے تو اس نے پاگلوں والی حرکتیں شروع کردی ہیں مسز ترمذی کا بیٹا بتا رہا تھا کہ آمن کے ساتھ کوئی میٹنگ کرو تو اس کے بیچ دس آوازیں دے کر تو آمن کو اپنی طرف متوجہ کرنا پڑتا ہے ورنہ کچھ بھی کہے جاؤ وہ سنتا ہی نہیں ہے...... چھ ماہ پہلے میں اسے زبردستی ایک پارٹی میں لے گئی تھی پہلے تو کسی بت کی طرح بیٹھا رہا نہ ہلا گلا ڈانس کیا اور بعد میں کاؤنٹر پر رکھی تمام شراب کی بوتلیں توڑ ڈالیں اور چیختا چلاتا پارٹی چھوڑ کر چلا گیا۔" رضا ساکت نظروں سے روشی کو دیکھنے لگے تھے۔

"شاید وہ مینٹلی ڈسٹرب ہے آپ اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں اسے سمجھنے کی کوشش کریں کہ آخر اس کے ساتھ کیا پرابلم ہے۔" روشی کے پاپا نے کہا۔

"میں پچھلے دس ماہ سے اسے برداشت کر رہی ہوں۔ وہ پاگل ہوچکا ہے آپ اس کا علاج کروائیں اور یہ انگوٹھی بھی لے جائیں۔ میں کسی پاگل سے شادی نہیں کرسکتی۔" اس نے اپنے ہاتھ سے ڈائمنڈ رنگ اتار کر شمائلہ کے ہاتھ میں تھما دی۔ رضا لمحے بھر رکے بغیر فوراً پلٹے تھے۔ جبکہ شمائلہ اور باقی فیملی روشی کے ماما پاپا کے اصرار پر رک گئے۔ روشی کے پیرنٹس اتنی بڑی پارٹی کو کھونا نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے روشی کی اس بچکانہ بات کی معافی مانگی اور اسے سمجھانے کا یقین بھی دلایا۔ شمائلہ کو خود بھی روشی پسند تھی انہوں نے رنگ واپس نہیں لی بلکہ آمن کو سمجھانے کا یقین دلایا۔

"آمن گھر پر ہے؟" انہوں نے دو تین بار اس کے موبائل پر کال کرنے کے بعد گھر کے نمبر پر کال کی تو ملازم نے بتایا کہ "صاحب گھر پر ہیں۔" وہ سیدھے گھر پہنچے۔

"آمن گھر کب آیا؟" انہوں نے چوکیدار سے پوچھا۔

"معمول کے ٹائم پر۔"

"روز کس ٹائم گھر آتے ہیں۔" وہ چونکے۔

"پانچ بجے سر۔"

"پانچ بجے آمن گھر آجاتا ہے۔" وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"پھر بعد میں کہیں جاتا ہے۔"

"نہیں اس کے بعد گھر میں ہی رہتے ہیں۔" چوکیدار نے انہیں عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا وہ یقیناً ان کی آمن کے بارے میں تفتیش سے حیران ہو رہا تھا وہ لب بھینچ کر اندر آگئے۔ وہ لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا انہوں نے اسے پکارا مگر وہ ہنوز ٹی وی پر نظریں جمائے بیٹھا رہا جہاں بچوں کا پسندیدہ چینل کارٹون نیٹ ورک لگا ہوا تھا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر ٹی وی آف کردیا لیکن ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب آمن رضا کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

"آمن......" انہوں نے آگے بڑھ کر اس کا کندھا ہلایا تو اس نے چونک کر انہیں دیکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"پاپا آپ......؟"

"کیا کر رہے تھے تم یہاں؟" اندر ہی اندر ان کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ وہ اس سے ہفتے میں دو تین بار تو ملتے ہی تھے پھر انہوں نے پہلے اسے ایسا گم صم کبھی کیوں نہیں دیکھا۔ اس کی حالت کب سے ایسی تھی انہوں نے کیوں نوٹ نہیں کیا۔

"کچھ نہیں کر رہا تھا۔"

"آج روشی کی برتھ ڈے پارٹی ہے تم گئے نہیں۔" وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولے۔

"مجھے کچھ کام تھا۔"

"پارٹی تو ابھی شروع ہوئی ہے اور اس وقت تم فارغ ہو۔" وہ ان تفصیلات میں نہیں گئے کہ اسے کیا کام تھا۔ کیونکہ وہ جلد سے جلد اس کے اندر اترنا چاہتے تھے۔

"تم تیار ہو کر آجاؤ پھر ہم دونوں چلتے ہیں۔"

"مجھے نہیں جانا اور آپ وہیں سے آرہے ہیں۔" اس نے انہیں ان کے بارے میں بتایا تھا۔

"آج روشی کے لیے اہم دن ہے اس نے تمہاری غیر موجودگی کو مائنڈ کیا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ تم اسے بالکل

ٹائم نہیں دیتے...... بیٹا تھوڑی مصروفیت کم کرو اور اسے ٹائم دیا کرو۔"

"مجھے نیند آرہی ہے۔" اس نے قدم بڑھا دیئے اور وہ ساکت رہ گئے۔

"آمن روشی نے انگیج منٹ ختم کردی ہے۔" انہوں نے اپنے تئیں اسے جھٹکا دیا تھا۔

"اسے یہی کرنا چاہیے تھا۔" وہ پلٹے بنا بولا اور چلا گیا وہ حیرت زدہ رہ گئے اس کی نظر میں اس منگنی کی اتنی اہمیت بھی نہ تھی کہ وہ انگیج منٹ رنگ انگلی میں ڈالے رکھتا وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گئے۔ کافی دیر بیٹھے رہے پھر انہوں نے اس سے کھلے لفظوں میں بات کرنے کا سوچا اور اس کے کمرے میں چلے آئے۔

"آمن سوئے نہیں ابھی تک۔" وہ کمپیوٹر پر نظریں جمائے بیٹھا تھا وہ اندر چلے آئے پھر صوفے پر بیٹھ گئے لیکن اس کے جملے نے انہیں بولنے کے قابل بھی نہیں چھوڑا وہ کیوں سانس نہیں لینا چاہتا تھا۔

"آمن...... کیا بات ہے بیٹا...... تم کچھ ڈسٹرب ہو۔" انہوں نے پوچھا۔ لیکن جواباً وہ چپ رہا آمن رضا کے جملے نے انہیں ڈسٹرب کردیا تھا۔

"آمن بیٹا پاپا سے نہیں کہو گے۔" وہ ان کا بہت لاڈلا تھا۔ انہیں بے پناہ عزیز تھا انہوں نے اور شمائلہ نے ہمیشہ ترنم اور ذیشان پر اسے فوقیت دی تھی۔ بہت پیار کرتے تھے وہ اپنے چھوٹے بیٹے سے۔ وہ کھڑے ہو کر اس کے قریب آئے۔

"آمن پلیز بیٹا...... مجھے بتاؤ کیا پریشانی ہے روشی بھی تمہارے لیے کتنی فکر مند ہے۔ تم ایسا کیوں کر رہے ہو کیا پرابلم ہے بیٹا پلیز اپنے پاپا کو بتاؤ۔" انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ بے اختیار ان سے لپٹ گیا۔

"وہ میرے لیے پریشان نہیں ہے پاپا وہ میرے لیے فکر مند ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ...... کیونکہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی پاپا......" اس کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے بیٹا وہ تم سے پیار کرتی ہے اسے تمہاری فکر ہے وہ چاہتی ہے کہ تم بھی اس سے محبت کرو اسے ٹائم دو اس کے ساتھ گھومو پھرو۔"

"ان سب میں محبت نہیں ہے پاپا...... محبت ان میں کہیں نہیں ہے...... محبت یہ ہے پاپا کہ اگر مجھے سانس نہ آئے تو جینا اسے بھی دوبھر لگے...... جیسے یمینہ...... میں دو دن بیمار رہا اور وہ کھانا نہیں کھا سکی کیونکہ میں ہوش میں نہیں تھا تو اس کے حلق سے کچھ نہ اتر سکا۔" وہ رکا تھا اس کی آواز اب بھرا رہی تھی لیکن رضا کے کسی نے پرخچے اڑا دیئے تھے۔

"یا...... می...... نہ......" ان کی آواز حلق میں پھنس گئی تھی آمن نے ان سے الگ ہو کر رخ پھیر لیا تھا۔

"آمن...... تم...... یمینہ۔" وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"وہ مجھے بہت یاد آتی ہے پاپا...... بہت یاد آتی ہے...... جب موجود تھی تو میں اسے تنگ کرتا تھا اور جب چلی گئی ہے تو وہ مجھے تنگ کرتی ہے وہ مجھے جینے نہیں دے رہی ہے پاپا...... وہ مجھے جینے نہیں دے رہی۔" وہ ٹیبل پر سر رکھ کر رونے لگا تھا۔

"آمن یہ سب...... یہ سب کیا ہے؟" وہ بمشکل بولے تھے۔

"مجھے نہیں پتہ...... مجھے کچھ نہیں پتہ پاپا لیکن مجھے یمینہ کی نگاہیں جینے نہیں دیتیں...... میں نے ان نگاہوں کو دیکھنے کی کبھی خواہش نہیں کی تھی لیکن اب وہی نگاہیں مجھے کچھ کرنے نہیں دیتی ہیں کچھ بھی نہیں کرنے دیتی...... وہ نگاہیں مجھے۔" وہ رو رہا تھا اور وہ متحیر سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"میں ڈرنک نہیں کر پاتا، کسی پارٹی میں نہیں جا سکتا، میں روشی سے یا کسی اور لڑکی سے مل نہیں سکتا، میں شاپنگ اور ہوٹلنگ کے نام پر پیسہ برباد نہیں کرسکتا حتیٰ کہ...... حتیٰ کہ پاپا میں اپنے ہی پیسوں سے کھانا نہیں کھا سکتا...... کیونکہ یہ سب یمینہ کی نگاہوں میں حرام تھا اور اس کی نگاہیں مجھے کچھ کرنے نہیں دیتی پاپا۔" اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی پشت سے باری باری دونوں گالوں پر سے آنسو صاف کیے تھے۔ رضا کو لگا انہوں نے آمن رضا کی پرابلم جاننے میں بہت دیر کردی وہ بے دم ہو کر اس کے بیڈ کے کنارے پر ٹک گئے تو اس نے مڑ کر انہیں دیکھا پھر آ کر ان کے قدموں

میں بیٹھ گیا۔
"آپ کو حیرت ہو رہی ہے ناں پاپا؟" اس کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔
"شاید آپ کو شاک پہنچا ہے میں جتنا ڈسٹرب ہوں پاپا آپ تصور بھی نہیں کرسکتے، جب آپ نے اسے جانے کے لیے کہا تھا اور وہ چلی گئی میں چپ رہا تھا ناں پاپا۔" وہ ان سے تصدیق چاہ رہا تھا اپنی خاموشی کی۔
"یہ خاموشی میری زبان پر نہیں پاپا میرے اندر تک تھی، پھر میں گھر آ گیا، کمرے میں آتے ہی مجھے ایک کمی کا احساس ہوا اس کی کمی کا، پاپا جو فقط پانچ دن میرے ساتھ رہی تھی۔ مجھے یمینہ کی کمی کا احساس ہوا پاپا حالانکہ مجھے تو خود پر جانثار کردینے والی لڑکیوں کا بھی خیال تک نہ آیا تھا پھر یمینہ کی کمی کا احساس کیوں ہوا مجھے، میں نے سر جھٹک کر اس کے حصار سے خود کو باہر نکالنے کی کوشش کی تھی اس کے تیسرے دن روشی اپنا پرپوزل لائی اور آپ نے قبول کرلیا میں سب کچھ بھول کر روشی کو شاپنگ کروا رہا تھا جس روز ہماری منگنی تھی۔ بعد میں اسی روز میری گاڑی خراب ہوگئی تھی وہیں قریب میں مسجد تھی۔ وہ جمعے کا دن تھا میں نے ڈرائیور کو فون کرکے دوسری گاڑی منگوائی تھی اور اس کے انتظار میں مجھے وہاں رکنا پڑا۔"
"نیک عورتوں کے لیے نیک مرد اور بد عورتوں کے لیے بد مرد نیک مردوں کے لیے نیک عورتیں اور بد مردوں کے لیے بد عورتیں، یہ اللہ نے قرآن میں فرمادیا ہے تو خوش قسمت ہے وہ مرد جسے نیک عورت ملی۔" مسجد میں خطبہ دیا جا رہا تھا۔ گاڑی خراب ہونے پر جھنجلا کر بڑبڑاتی میری زبان یک دم خاموش ہوئی تھی۔ "تب مجھے احساس ہوا پاپا کہ میرے اندر تو بہت دیر سے خاموشی تھی شاید اس دن سے جس دن یمینہ مجھے چھوڑ گئی تھی کچھ دیر بعد ڈرائیور کار لے آیا اور میں گھر آ گیا، شام کو میری منگنی تھی میں نے روشی کو دیکھا پاپا وہ میری فیانسی بننے جا رہی تھی میری شریک حیات بننے والی تھی مگر گلے کا ہار کسی اور مرد کے بنی ہوئی تھی۔"
"خوش قسمت ہے وہ مرد جسے نیک عورت ملی۔" میں نے امام کی آواز کو جھٹکتے ہوئے روشی کو انگیج منٹ رنگ پہنائی تھی۔ روشی نے مسکرا کر مجھے دیکھا، میرے لب پر تو خاموشی رہی مگر اندر کی خاموشی چھناکے سے ختم ہوئی تھی روشی کی آنکھیں سیاہ تھیں اور وہ آنکھیں...... وہ آنکھیں جو لمحہ بھر کے لیے اٹھی تھیں وہ کس کلر کی تھیں.....
"خوش قسمت ہے وہ مرد جسے نیک عورت ملی، نیک عورت دنیا میں ملنے والا انعام ہے۔" اس کی آنکھوں میں حیا تھی اس کی آنکھوں میں شرم تھی، جو روشی کے پورے وجود میں کہیں نہیں تھی۔ "ان نگاہوں نے اسی پل مجھے اپنے حصار میں لے لیا پھر اس کے بعد میں لاکھ چاہنے کے باوجود اسے جھٹک نہیں سکا۔ ان نگاہوں سے بچنے کے لیے میں پتہ نہیں کیا کیا کرتا رہا، مگر وہ نظریں مجھ پر سے ہٹتی ہی نہیں تھیں، شراب کی بوتل نکالتا، گلاس میں انڈیلتا اور جب منہ تک لے کر جاتا تو وہ نگاہیں مجھ پر جم جاتی تھیں اور میں نہ چاہتے ہوئے بھی گلاس کو دیوار پر دے مارتا۔ لڑکیوں سے ملتا ان کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کے لیے معاملات طے کرتا اور جب وہاں پہنچتا تو وہ نگاہیں مجھ پر جم جاتیں اور میں نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں سے بھاگ آتا۔ میں اس صورت حال سے دو ماہ میں پریشان ہوگیا تھا۔ مجھے سکون چاہیے تھا لیکن یمینہ مجھے سانس بھی نہیں لینے دے رہی تھی اس روز میں ایک دوست کی پارٹی میں گیا تھا وہاں میں انجوائے کرنا چاہتا تھا مگر...... یمینہ...... اس کی نگاہیں مجھے خوش ہونے نہیں دے رہی تھیں۔ میں ذرا سی دیر رک کر واپس آ رہا تھا میں انجوائے نہ کر سکا تھا۔ میں نے جھنجلا کر جان بوجھ کر اپنی کار سامنے سے آتے ٹرک سے دے ماری۔ میں یمینہ کی نگاہوں سے بچنا چاہتا تھا میں اس سے بچنا چاہتا تھا۔"
"آمن......!" وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہے تھے، وہ نجانے کب سے اس تکلیف میں مبتلا تھا اور وہ اپنے لاڈلے سے بے خبر تھے۔
"جب تک میں ہاسپٹل میں تھا روشی مجھ سے ملنے روز آتی تھی، لیکن یاد مجھے یمینہ آتی تھی اور اب میں اس کی یاد کو جھٹکنے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔ میں جب بیمار تھا تو اس نے

کھانا پینا بھی چھوڑ دیا تھا حالانکہ وہ میرے ساتھ رہنا بھی نہیں چاہتی تھی اور روشی میری محبت کی دعوی دار ہو کر گھنٹہ دو گھنٹہ میرے ساتھ گزارنے کو اپنی محبت کا اظہار سمجھتی تھی پھر وہ کیا تھا پاپا جو یمینہ کے ساتھ مجھے ملا تھا، اسے مجھ سے محبت نہیں تھی تب بھی اس کی دنیا مجھ سے شروع اور مجھ پر ختم تھی اگر اسے مجھ سے محبت ہوتی تو کیسی ہوتی۔"
"خوش قسمت ہے وہ مرد جسے نیک عورت ملی، نیک عورت دنیا میں ملنے والا انعام ہے۔" وہ میرا انعام تھی پاپا جسے میں نے کھو دیا، میں نے اپنا میڈل کھو دیا ہے پاپا اپنی ہر چیز کو بحفاظت رکھنے والا آمن رضا اپنی ہستی کا سکون کھو چکا ہے۔ وہ اپنی یمینہ کو کھو چکا ہے وہ اپنی محبت کھو چکا ہے، آپ نے ٹھیک کہا تھا، آپ نے بالکل ٹھیک کہا تھا پاپا کہ......! کہیں وہ تمہیں سیدھا نہ کردے۔ اس نے مجھے صرف سیدھا ہی نہیں کیا پاگل بھی کر دیا ہے۔ ان نظروں نے جنہیں میں نے کبھی دیکھنا نہیں چاہا تھا، مجھے پاگل کر دیا ہے مجھے کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں چھوڑا، ان نظروں نے مجھے دیکھنے کے بھی قابل نہیں چھوڑا۔ یہ سحر اس وقت مجھ پر کیوں طاری نہیں ہوا جب وہ یہاں تھی، اب جب وہ یہاں سے چلی گئی ہے تو کیوں...... مجھے ستا رہی ہے...... کیوں جینا دشوار کر رہی ہے میرا؟" وہ روئے جا رہا تھا۔
"تم اسے واپس لے آؤ آمن۔" انہیں یمینہ پسند تھی بالکل ان کی ماں کی طرح وہ اپنی ماں کا سکھایا ہوا سبق کب کا بھول چکے تھے۔ نیکی اور ہدایت کا راستہ بھول چکے تھے، پیسے کی چکاچوند میں اندھے ہو چکے تھے اگر آمن رضا بدل رہا تھا تو وہ اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار تھے۔
"وہ یہاں واپس نہیں آئے گی۔" اس کا لہجہ بہت ٹوٹا ہوا تھا۔
"تو تم یہاں سے چلے جاؤ۔" پاپا کی بات پر اس نے حیرت سے انہیں دیکھا۔
"وہ زندگی جو یمینہ جی رہی ہے تمہارے لیے مشکل ہوگی لیکن سکون بھی اسی زندگی میں ملے گا، ہم جہاں سفر کر رہے ہیں وہ اندھیرا ہے آمن کیونکہ روشنی تو وہیں ہے جہاں یمینہ ہے۔"
"یمینہ کی طرح میں بھی اپنی فیملی کو چھوڑ دوں۔" اس نے ان سے پوچھا تھا یا شاید خود سے کہا تھا رضا کا دل ڈوبا وہ انہیں بہت عزیز تھا اس کی جدائی برداشت کر ہی نہیں سکتے تھے۔
"بتائیں ناں پاپا کیا یمینہ کی طرح مجھے بھی اپنے گھر والوں کو چھوڑنا ہوگا۔" اس نے اپنا سوال دہرایا تو رضا کی رنگت سفید پڑ گئی۔
"تم اپنے گھر والوں کو بدل بھی تو سکتے ہو۔" وہ تھکے تھکے لہجے میں بولے۔
"کیا آپ کو لگتا ہے میرے گھر والے بدل سکتے ہیں؟" اس نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔
"میں ہر طرح سے تمہارا ساتھ دوں گا۔" وہ روشنی بھرے راستے پر ہدایت کی راہ پر اس کے ساتھ چلنے کے لیے تیار تھے وہ بے اختیار ان سے لپٹ گیا تھا۔ اب اسے اس راستے پر چلنا تھا جو دشوار ضرور تھا لیکن ہستی کا سکون اسی راستے میں تھا۔

❁......❁......❁

"تمہارا بہت بہت شکریہ بیٹا۔" وہ ظہر کی نماز پڑھ کر نکل رہا تھا جب اس سے آگے چلنے والے ساٹھ پینسٹھ سال کے بزرگ سیڑھیوں سے یک دم چکرا کر گر پڑے۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر انہیں پکڑا ان کی پیشانی سے خون نکل رہا تھا، وہ انہیں لے کر قریبی کلینک آ گیا تھا۔
"پلیز ایسا مت کہیے۔" ان کے یوں شکر گزار ہونے پر وہ شرمندہ ہوا پھر انہیں گھر چھوڑنے گیا۔
"میری پوتی منع کر رہی تھی کہ آج مسجد نہ جاؤں گھر میں نماز ادا کرلوں مگر گھر میں رب کی عبادت کا وہ مزا کہاں ملتا ہے جو باجماعت نماز میں ہوتا ہے پھر ہمارے صحابی رضی اللہ عنہم کیسے جماعت کے لیے مسجد در مسجد سفر کرتے تھے اور بیٹا تمہارا نام کیا ہے؟" کہتے کہتے وہ رکے اور پھر اچانک اس کا نام پوچھا، وہ جو چپ چاپ ان کی بات سن رہا تھا چونک گیا۔
"آمن رضا۔"
"میرا نام عدنان بٹ ہے اور میں ڈاکٹر ہوں...... تم کیا

کرتے ہو؟“

”انجینئر ہوں۔“ اس نے سنجیدگی سے جواب دیا ان کا گھر آ چکا تھا وہ بصد اصرار اسے اندر لے آئے ان کے ڈرائنگ روم کو دیکھ کر اسے یمینہ کا کمرہ یاد آ یا بالکل سادہ سا ایک قالین بچھا ہوا تھا اس پر سفید چادر تھی دو تین لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ماتھے پر پٹی دیکھ کر وہ لوگ کھڑے ہوگئے۔

”یہ کیا ہوا ڈاکٹر صاحب۔“

”ارے بھئی بیٹھو تم لوگ، میں ٹھیک ہوں۔“ انہوں نے کہا پھر اس کی طرف مڑے۔

”بیٹھو آمن بیٹا۔“ وہ خاموشی سے بیٹھ گیا جبکہ وہ اور لوگوں کو اپنے چوٹ کی تفصیل بتانے لگے کچھ دیر بعد ان میں سے دو لوگ اٹھ کر چلے گئے تھے جبکہ اس کی عمر کا ایک لڑکا موجود رہا تھا۔

”ہاں بھئی تنویر کیا ہوا آپ کی شادی کا۔“

”ابھی تک کوئی اچھی لڑکی ملی ہی نہیں ڈاکٹر صاحب۔“ وہ مسکرایا۔

”بھئی اچھی لڑکیاں تو بہت سی ہوتی ہیں۔“

”لیکن مجھے تو نیک لڑکی چاہیے اور وہ مجھے ابھی تک نہیں ملی۔“

”اللہ کا وعدہ سچا ہے کہ نیکوں کے لیے نیک...... اگر تمہیں ابھی تک کوئی نیک نہیں ملی ہے تو از سر نو اپنا جائزہ لو کیا پتہ تم میں ابھی کمی ہو۔“

”اتنی اچھی بات کہنے کا شکریہ ڈاکٹر صاحب، میں اپنا جائزہ ضرور لوں گا۔“ وہ پھر مسکرایا اور آمن رضا ساکت بیٹھا رہا تھا۔

”مجھ میں کیا تھا جو مجھے اتنی نیک عورت ملی۔“ آمن رضا کی بڑبڑاہٹ کو ڈاکٹر عدنان بٹ نے بغور سنا وہ کھڑا ہو گیا۔

”پھر ضرور آنا بیٹے میں تمہارا انتظار کروں گا۔“ انہوں نے اسے روکا نہ تھا اور نہ ہی اس کا وہاں پھر آنے کا کوئی ارادہ تھا وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے دروازے تک آئے تھے۔

”تم اپنے نام کے معنی جانتے ہو؟“ ان کے کہنے پر وہ چونکا تھا اسے اپنے نام کے معنی نہیں پتہ تھے بس اپنا نام اچھا لگتا تھا کیونکہ یہ بہت یونیک سا نام تھا۔ وہ چپ رہا تو سمجھ گئے کہ وہ اپنے نام کے معنی سے لاعلم ہے۔

”تمہارے نام کے معنی ہیں آسودہ، مطمئن، خوش حال۔“ انہوں نے بغور اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا وہ چونکا۔

”تم کسی خوش حال گھرانے کے لگتے ہو لیکن......“ وہ شاید دانستہ رکے تھے۔

”لیکن...... کیا؟“ وہ بے تابی سے بولا۔

”آسودہ اور مطمئن ہرگز نہیں ہو۔“ ان کے جواب پر اس کے چہرے کا رنگ بدلا۔ اس نے دروازے سے باہر قدم رکھ دیا۔

”پھر آنا میں انتظار کروں گا۔“ انہوں نے مطالبہ دہرا لیا اور اس بار اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر دوسرے دن ہی ان کے گھر میں موجود تھا۔

”میں واقعی ایک خوش حال گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں جہاں پیسے کی فراوانی ہے لیکن میں آسودہ اور مطمئن نہیں ہوں اس کی وجہ ہے ایک لڑکی......“ پھر وہ انہیں سب کچھ بتاتا چلا گیا۔

”اس سیدھے ہدایت والے راستے کو اختیار کرنے کے باوجود میں خوش اور مطمئن نہیں ہوں۔“ وہ سر جھکائے رو رہا تھا۔

”اس کی وجہ جانتے ہو۔“ انہوں نے اسے بغور دیکھا۔

”تم ہدایت کے اس راستے پر اللہ کی جستجو میں نہیں عورت کی چاہ میں چل رہے ہو تمہیں اللہ کے خوف نے گناہوں کی دلدل سے نہیں نکالا بلکہ تم ایک عورت کی چاہت میں اس دلدل سے نکلنا چاہتے ہو۔“ وہ فق چہرہ لیے انہیں دیکھے گیا۔

”تم اللہ سے خالص محبت کرو اللہ تمہیں خالص محبتوں سے نوازے گا اور تمہیں تو ایک خالص محبت مل بھی گئی ہے تم نے خود ہی قدر نہ کی لیکن اب تم اللہ سے گناہوں کی معافی تو چاہو تمہاری نیکیاں تمہارا انعام تمہیں دیں گی وہ ضرور تمہیں ملے گی جو تمہارا انعام تھی اور تم نے اسے کھو دیا۔“

”وہ واقعی میرا انعام تھی جسے میں نے اپنی بے پروائی سے کھو دیا ہے اب مجھے اس انعام کا مستحق بننا ہے مجھے اپنے رب کا خوف اس کی محبت کو خالص کرنا ہے۔“ وہ وہاں سے اٹھا پھر انہوں نے اسے قرآن پاک از سر نو پڑھانا شروع کیا

وہ ساتھ ساتھ عربی لینگویج کا کورس بھی کررہا تھا اسے قرآن پاک سمجھ بھی آنے لگا تھا اب وہ قرآن کے احکام پر کاربند بھی رہتا تھا اس کے اندر آنے والی اس تبدیلی کا علم رضا کے علاوہ کسی کو نہ تھا۔

"پاپا ہم گناہوں میں حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہیں۔" اسے ڈاکٹر عدنان بٹ سے ملتے ڈیڑھ ماہ ہوگیا تھا۔

"ہاں بیٹے حد سے بڑھ جانے والوں میں سے ہیں۔" انہوں نے ایک گہرا سانس لے کر اسے دیکھا جو اس مختصر عرصے میں مطمئن رہنے لگا تھا ورنہ اس کی حالت بہت بدتر ہوچکی تھی۔

"پاپا ہمیں اپنے مال کو حلال کرنے کے لیے زکوٰۃ دینی ہوگی ورنہ ہماری یہی دولت قیامت میں ہماری رسوائی کا سبب بنے گی۔"

"تم کاؤنٹ کرلو کتنا بنے گا اور اس کا ڈھائی فی صد حصہ یعنی ہماری مال و دولت کی زکوٰۃ۔"

"یہ ہماری سالانہ زکوٰۃ کا اندراج ہے پاپا۔" اس نے ایک سفید رنگ کا پیپر ان کے ہاتھ میں دیا ایک پل کے لیے تو رضا بھی متحیر رہ گئے۔

"آمن یہ رقم دینے کے لیے تو سبھی سے بات کرنی پڑے گی خاص کر ذیشان سے۔" انہوں نے کہا لیکن جواباً وہ کچھ نہ بولا جمعۃ المبارک کا دن تھا رضا آفس چلے گئے وہ نہیں گیا آج اسے ایک اجتماع میں جانا تھا۔

"آمن......" وہ تیار ہوکر کمرے سے نکلا تو شمائلہ ساکت رہ گئیں وہ ابھی سو کر اٹھی تھیں وائٹ کاٹن کے قمیص شلوار سوٹ میں سر پر ٹوپی اور پیر میں ایسی چپل جو پہلی نظر میں اپنی کم قیمت کی اطلاع دے رہی تھی۔

"کہاں...... جارہے ہو...... تم......" اٹک اٹک کر ان کے حلق سے الفاظ برآمد ہوئے۔

"نماز پڑھنے۔" اس کے جواب پر انہوں نے بغور اسے دیکھا۔

"یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے اور شیو کتنے دن سے نہیں کیا۔"

"میں داڑھی رکھ رہا ہوں اور حلیہ تو کافی دنوں سے یہی ہے میرا۔"

"ہوش میں تو ہو تم۔" وہ چلائیں۔

"ابھی تو ہوش آیا ہے مما۔" وہ افسردگی سے کہتا ہوا آگے بڑھ گیا جبکہ پیچھے وہ چکرا کر رہ گئیں ملازم انہیں بیڈروم میں لائے اور شہلا کو فون کیا تو وہ فوراً آگئیں۔

"کیا ہوا شمائلہ کو؟" شبینہ ترنم بھی موجود تھیں ڈاکٹر انہیں چیک کررہے تھے۔

"کوئی شاک پہنچا ہے فکر کی بات نہیں ہے ابھی ہوش آجائے گا میں نے دوائی لکھ دی ہے آپ ٹائم پر دیجیے گا۔" ڈاکٹر کے جانے کے کچھ دیر بعد شمائلہ کو ہوش آگیا۔

"شمائلہ کیا ہوا۔" شہلا نے پوچھا مگر وہ کچھ نہ بولیں بے یقینی ان کی آنکھوں میں ابھی تک ثبت تھی۔

"مما کیا ہوا تھا آپ کو۔" ترنم ان کے برابر میں آبیٹھی۔

"آمن...... شہلا...... آمن......"

"کیا ہوا آمن کو......؟" سب ہی اچھل پڑے۔

"ابھی میں نے اسے کافی دن بعد دیکھا قمیص شلوار ٹوپی لگائے ہوئے تھا اور کہہ رہا ہے کہ داڑھی بھی رکھ رہا ہوں۔"

"کیا......!" اس بار صرف شبینہ اور ترنم چیخی تھیں جبکہ شہلا ساکت رہ گئیں۔

"مجھے اپنے بیٹے کو کسی نفسیاتی ڈاکٹر کو دکھانا چاہیے پتہ نہیں کیا ہوگیا میرے بچے کو۔" وہ رو دینے والی ہورہی تھیں جبکہ شبینہ اور ترنم بھی گم صم سی تھیں۔

"کچھ نہیں ہوا صرف سچا مسلمان ہوگیا ہے شمائلہ۔" شہلا افسردگی سے بولیں۔

"کیوں...... کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔" وہ تڑخ کر جواباً بولیں۔

"شاید نہیں۔" ان کا لہجہ مضبوط تھا لیکن لفظ مشکوک تھے۔

"یہ سب تمہاری بیٹی کی وجہ سے ہوا ہے شہلا۔" اگلے پل وہ یکلخت دھاڑیں۔

"میری بیٹی۔" انہوں نے حیرت سے پوچھا۔ شبینہ ترنم بھی حیران ہوکر انہیں دیکھنے لگیں۔

"جب تک وہ ہماری زندگی میں نہیں تھی ہماری زندگی میں سکون تھا۔"

"چھوڑیں مما! اسے تو گئے بھی دو سال ہوچکے ہیں۔" ترنم کو اس کے ذکر سے بھی گھبراہٹ ہوتی تھی۔

"کیسے چھوڑ دوں اسے میرے بیٹے کی زندگی اس کی وجہ سے ہی برباد ہوئی ہے۔" وہ رونے لگیں۔ شہلا بنا کچھ بولے پلٹ گئیں اور شام کو ایک نیا ہنگامہ ان سب کا منتظر تھا سب کچھ لمحے تو ساکت رہے پھر حیرت سے ان سب کی آنکھیں ابل پڑیں۔

"دو کروڑ روپے زکوٰۃ۔" سب کو لگا جیسے ایک لمحے کے لیے سانس رک گیا ہو۔

"ہماری سالانہ آمدنی کا یہی ڈھائی فی صد حصہ بنتا ہے۔"

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا ہے مسٹر آمن رضا۔" خود کو اس کی بات کے اثر سے باہر لاتے ہوئے ذیشان نے اسے گھورا۔

"اتنا بڑا پرافٹ ہم کیسے دے سکتے ہیں۔" فرقان بھی بول پڑا کیونکہ بزنس ایک ہی تھا۔

"اگر ہم نے دنیا کے لیے سوچا تو آخرت میں یہی پرافٹ ہمارے گلے کا طوق بنے گا۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"پلیز آمن ملامت بنو۔" شبینہ چڑ کر بولی۔

"یہ سب ملا کا نہیں اللہ کا فرمان ہے۔"

"تمہیں ہو کیا گیا ہے تم کن لوگوں سے ملنے لگے ہو آمن۔" ترنم کو اس سے گھبراہٹ ہوئی اس لمحے یمینہ کی شباہت اس میں نظر آرہی تھی۔

"مجھے زندگی کا مقصد نظر آگیا ہے میں ان لوگوں سے ملنے لگا ہوں جو ہدایت کے راستے پر چلتے ہیں۔"

"تو تمہیں جو کرنا ہے کرو ہمارے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔" ذیشان بھڑک اٹھا۔

"میں آپ کے پیچھے نہیں پڑا میں صرف اپنے مال کو پاک کررہا ہوں۔"

"دیکھا...... دیکھا تم لوگوں نے آگئی اس کے منہ میں یمینہ کی زبان۔" شمائلہ چلائیں۔ سب ہی چونک گئے۔

"یہاں یمینہ کا کیا ذکر۔" پہلی بار اس کی تیوری پر بل پڑے تھے۔

""یہی تھا ناں یمینہ کی زبان پر بھی۔ حلال اور حرام۔ دیکھ لو شہلا تمہاری بیٹی نے کیا کردیا۔"

"شمائلہ میری بیٹی کو کوئی الزام مت دیں اس نے آمن کو یہ سب نہیں سکھایا ہے آمن خود ہی اس راستے پر چل پڑا ہے۔" شہلا سے اس بار برداشت نہ ہوسکا۔

"افوہ آپ لوگ تو لڑنا بند کیجیے۔" فرقان جھلا کر بولا۔

"پاپا آپ تو کچھ کہیں...... سمجھائیے اسے۔" ذیشان ان کی طرف مڑا۔

"کیا سمجھاؤں۔" انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"پاپا آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں اسے دیکھیں کتنی بڑی رقم برباد کرنے پر تلا ہے۔"

"یہ بربادی نہیں ہے ذیشان پرافٹ ہے سب سے بڑا پرافٹ......"

"کیا مطلب۔" سب چونکے۔

"یہ آخرت میں ہمیں دوگنا ہوکر ملے گا۔"

"پاپا آپ بھی اس کی زبان بولنے لگے۔" ترنم کو گویا صدمہ ہوا۔

"یہ صحیح راستہ ہے بیٹے۔"

"تو پھر یہ خود ہی اس پر چلے ہمیں کیوں گھسیٹ رہا ہے۔" ذیشان نے دانت کچکچائے۔

"آپ اتنا غصہ کیوں کررہے ہیں میں کچھ غلط تو نہیں کررہا۔"

"فقیر بنا کر ہمیں روڈ پر بٹھاؤ گے تم پھر بھی تمہیں لگے گا کہ تم کچھ غلط نہیں کررہے ہو۔" ترنم کو بھی غصہ آگیا۔

"نہیں بنیں گے ہم فقیر ایک بار تو زکوٰۃ خیرات کرکے دیکھیں۔"

"پاپا! آپ میرا حصہ مجھے دے دیجیے یہ جو چاہے کرتا

رہے۔" ذیشان کے ذہن نے کام دکھایا تھا۔

"بھائی پلیز! پاپا کو مالک رہنے دیجیے کیوں حصہ مانگ کر ہمیں حصوں میں تقسیم کررہے ہیں۔" وہ پریشان ہوا۔

"یہی ٹھیک فیصلہ ہے ذیشان کا ورنہ اگلے سال ہم بھیک مانگ رہے ہوں گے۔" شبینہ نے فوراً کہا۔

"پاپا! مجھے کہنے کی ضرورت تو نہیں لیکن ذیشان کے ساتھ ہی میرا حصہ بھی مجھے دے کر الگ کردیں ورنہ آمن تو واقعی ہمیں کنگال کردے گا۔" ترنم کے کہنے پر اس نے تڑپ کر پاپا کو دیکھا۔

"ترنم پلیز! تم تو سمجھنے کی کوشش کرو جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اس کے احکام پورے کیے بنا ہم کیسے اس کا کھا پی سکتے ہیں۔ اس کی نافرمانی کرکے کیسے اس کا مال استعمال کرسکتے ہیں۔"

"میں گھر جارہی ہوں۔" ترنم کھڑی ہوگئی وہ اکیلی نہیں گئی تھی اس کے ساتھ شبینہ فرقان اور ذیشان بھی کھڑے ہوگئے تھے ہاشم آج کل اسلام آباد گئے ہوئے تھے دوسرے دن ان کی واپسی ہوئی تو ذیشان اور فرقان نے یہ مقدمہ ان کی عدالت میں رکھا کئی لمحے تو انہیں یقین ہی نہ آیا لیکن آمن کو دیکھ کر انہوں نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا چاہتے ہو تم......؟"

"اپنے مال کو حلال کرنا۔" اس نے جواب دیا۔

"اور تم۔" وہ ذیشان کی طرف مڑے۔

"میں اپنے ہاتھوں اپنی بربادی نہیں کرنا چاہتا۔"

"اور تم۔" وہ رضا کی طرف مڑے۔

"آمن کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔" انہوں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"پھر تو یہی ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے بزنس میں سے تمہیں اور آمن کو الگ کردیں۔" اگلے لمحے انہوں نے لب بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔" رضا کو گویا فرق ہی نہ پڑا تھا۔ شمائلہ نے انہیں یوں دیکھا جیسے وہ پاگل ہوگئے ہوں۔

"تم پاگل ہوچکے ہو۔" شمائلہ بری طرح دھاڑیں۔

"مما پلیز۔"

"شٹ اپ آمن حد ہوتی ہے کسی بات کی۔"

"ہاں مما! میں بھی تو حد میں آنے کی بات کررہا ہوں' ہم حد سے بڑھ جانے والے گناہ گار ہیں مما۔"

"پاپا میں اس گھر میں نہیں رہنا چاہوں گا یہ گھر کم اور مدرسہ زیادہ ہوگیا ہے۔"

"بھائی پلیز بات کو سمجھے تو۔"

"آمن پلیز تم مجھ سے بات نہ ہی کرو تو بہتر ہے اور پاپا آپ مہربانی کرکے میرا حصہ الگ کردیں۔" ذیشان کا لہجہ دو ٹوک تھا۔

"صرف حصہ نہیں بلکہ گھر بھی الگ کرلینا چاہیے ذیشان ہمیں۔" شبینہ نے فوراً کہا اور ترنم فرقان نے تائید میں سر ہلادیا۔

"مما آپ بتائیں آپ کا کیا فیصلہ ہے۔" ترنم یک دم ان کی طرف پلٹی۔

"میں ذیشان کے ساتھ ہوں۔" وہ فوراً بولیں۔

"جب ہم سب ایک طرف ہیں تو میرا خیال ہے اس گھر سے اگر کوئی جائے گا تو وہ آمن ہوگا یقیناً یہ خود بھی اب اس گھر میں رہنا نہیں چاہے گا جہاں ہم جیسے گناہ گار رہتے ہیں۔" ذیشان تمسخرانہ لہجے میں بولا اور وہ ساکت رہ گیا اس کا اتنی محبت کرنے والا بھائی۔ دولت کے لیے اس سے اپنا ہر رشتہ ختم کررہا تھا کیا دولت کی اتنی اہمیت تھی۔

"آمن رضا دولت کے اس نشے میں تم بھی چور تھے ان کے بارے میں برا مت سوچو یہ غیبت ہے جو اس وقت تک معاف نہیں ہوگا جب تک یہ خود معاف نہیں کریں گے۔" اس نے ذہن سے ان کے لیے ہر بری سوچ کو جھٹک دیا۔

"لیکن میں اس گھر سے کیسے جاسکتا ہوں۔ میں اس گھر سے خاص کر اپنے کمرے سے شدید محبت کرتا ہوں۔"

"کیا بکواس کررہے ہو ذیشان کوئی کہیں نہیں جارہا سمجھے۔" پاپا کو غصہ آگیا تھا۔

"مجھے پتہ ہے آپ کو غصہ کیوں آرہا ہے آمن کے سب سے بڑے طرف دار تو آپ ہی ہیں اینی وے یہ نہیں

جائے گا تو میں چلا جاؤں گا فی الحال تو میں درانی پیلس جارہا ہوں گھر ملتے ہی اپنے گھر میں شفٹ ہوجاؤں گا۔"

"ذیشان تم اتنا بڑا فیصلہ کیسے کرسکتے ہو۔" پاپا کو اس بار صدمہ ہوا تھا انہیں اس سے یہ امید نہ تھی۔

"میں نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے پاپا۔" وہ کھڑا ہوگیا اور ملازمین اس کے بیگز لے آئے پھر وہ مما کی طرف پلٹا۔

"آپ یہیں رہنا چاہتی ہیں یا میرے ساتھ چلیں گی۔"

"آف کورس جان تمہارے ساتھ چلوں گی۔" وہ کھڑی ہوگئیں وہ فق چہرہ لیے انہیں دیکھتا رہا جب وہ اپنے رب عزوجل کا نافرمان تھا تو اس کی ماں نے ہمیشہ ذیشان پر اسے فوقیت دی اور اب وہ رب کا فرمانبردار ہوا تو اس کی ماں نے اسے چھوڑ دیا۔ ماں ناراض تو رب ناراض ابھی تو اس نے رب عزوجل سے محبت کرنا سیکھی تھی۔

"مما پلیز! آپ تو مجھے سمجھنے کی کوشش کریں میں غلط نہیں کررہا۔" اس نے ان کا ہاتھ تھاما۔

"میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی۔" انہوں نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

"مما! آپ پاپا کو کیسے چھوڑ کر جاسکتی ہیں۔" اس کا لہجہ روہانسا ہوگیا تھا۔

"باپ بیٹے کا دماغ خراب ہوگیا ہے اور چاہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ پاگل ہوجاؤں۔ میں ذیشان کے ساتھ ہوں۔" وہ چلی گئی تھیں۔

شبینہ کا لہجہ تمسخرانہ تھا باقی تینوں کے چہرے پر بھی طنزیہ ہنسی پھیل گئی تھی ہاشم بھی کوفت زدہ سے اٹھ کھڑے ہوئے شہلا اسے چپ چاپ دیکھے گئیں آمن رضا کا دماغ ماؤف ہوگیا پاپا نے اس سے کچھ کہا تھا۔ لیکن اس کے ہر طرف سائیں سائیں تھی وہ تیزی سے باہر نکل آیا تھا۔ سڑکوں پر کئی گھنٹے بے مقصد وہ پھرتا رہا اور جب رکا تو حیرت زدہ رہ گیا۔ سامنے ڈاکٹر عدنان بٹ کا گھر تھا بے حد تیز ڈرائیونگ کرکے بھی وہ گھنٹہ بھر میں ان کے گھر پہنچتا تھا اور اپنی غائب دماغی میں اس نے اتنا طویل سفر پیدل طے کرلیا۔

"سر مجھے لگ رہا ہے میں اس پہلے قدم پر ہی تھک گیا ہوں' میرے گھر والوں نے مجھے چھوڑ دیا۔" وہ کہتے کہتے رو دیا۔

"ہمیشہ حق میں آگے بڑھتے جاؤ اگر یہ دیکھو گے کہ آگے بلندی ہے یا پستی تو تم کمزور پڑ جاؤ گے۔" انہوں نے کہا تو وہ انہیں دیکھے گیا۔

"عرصے سے تم مسلمان تھے اب تم مومن بنے ہو مسلمان وہ جو اللہ کو مانتا ہے مومن وہ جو اللہ کی مانتا ہے اکثر آزمائش مومنوں پر آتی ہیں کہ اللہ ان کو بہت عزیز رکھتا ہے مثال کے طور پر ایک پہاڑ کو دیکھو جو پہاڑ جتنی بلندی پر ہوگا اتنی ہی ہوا کا اسے سامنا کرنا ہوگا تو جس کا جتنا بلند رتبہ ہوگا اس پر اتنی ہی آزمائشیں بھی آئیں گی۔" وہ انہیں سنے گیا۔

"ہاں میں مسلمان تھا اب مجھے مومن بننا ہے اس کے لیے مجھے دنیا چھوڑنی ہے اور دنیا والے بھی حتیٰ کہ اپنے گھر والے بھی۔" وہ ایک نئے عزم کے ساتھ وہاں سے اٹھ آیا۔

"یا اللہ عزوجل تو رحیم کریم ہے میرے گھر والوں کو اپنے راستے پر چلا۔ وہ اپنی بخشش کے ساتھ ساتھ ان کے لیے بھی خیر مانگتا تھا اس کے پراجیکٹ اور پاپا کا حصہ الگ کردیا گیا تھا دو ماہ گزر گئے تھے لیکن روز وہ اپنی ماں اور بھائی کو منانے جاتا تھا وہ لوگ اب درانی پیلس میں ہی سیٹ ہوگئے تھے وہ روز وہاں سے دھتکارا جاتا تھا۔ رضا کے ساتھ بھی کسی کا رویہ اچھا نہ تھا البتہ شہلا آمن کے بہت قریب آگئی تھیں کافی دن پہلے جب وہ شمائلہ کو منانے گیا تھا تو وہ اسے دیکھ کر اپنے روم میں چلی گئیں جبکہ شہلا اسے دیکھتی رہ گئیں نفاست سے ترشی ہوئی ایک مٹھی داڑھی سر پر ٹوپی اور قمیص شلوار سوٹ میں وہ پہلے سے بھی زیادہ خوب صورت لگ رہا تھا۔

"آنٹی مجھے معاف کردیں۔" انہیں دیکھ کر وہ ان کے پاس چلا آیا تھا تو وہ چونکیں وہ ان سے کس بات کی معافی طلب کررہا تھا وہ سمجھی نہیں تھیں۔

"پلیز آنٹی مجھے معاف کردیں۔" وہ نیچے فرش پر ان کے سامنے یمینہ کی طرح بیٹھ گیا۔

"میں جب یمینہ کو تکلیف دیتا تھا آپ کو دکھ ہوتا تھا نا، میں نے آپ کا بھی دل دکھایا ہے آپ کا گناہ گار ہوں میں ہو سکے تو پلیز مجھے معاف کر دیں۔" وہ اسے دیکھے گئیں۔

"آمن تمہیں یمینہ یاد آتی ہے؟" ان کی خاموشی پر وہ جو انہیں دیکھ رہا تھا۔ ان کے سوال پر تڑپ کر کھڑا ہوا۔

"تم اسے ڈھونڈتے کیوں نہیں آمن۔" اس کے یوں تڑپنے پر شہلا نے سکون محسوس کیا تھا کیونکہ اس کے یوں مضطرب ہونے کا مطلب تھا وہ یمینہ کو بھولا ہی نہیں تھا۔ اس نے انہیں دیکھا۔

"پتہ ہے آمن جب میں امریکہ میں تھی اور وہ مجھ سے الگ تھی بلکہ وہ تو چار سال کی عمر سے مجھ سے الگ ہے میں جتنی محبت شبینہ اور فرقان سے کرتی ہوں ایسا جذباتی تعلق میرا یمینہ سے کبھی نہیں رہا وہ مجھے کبھی یاد نہیں آئی جب ہم یہاں واپس آئے تو اسے دیکھ کر بھی مجھے شدید گھبراہٹ ہوتی تھی لیکن اس روز مجھے اس سے محبت ہوگئی جس روز تم اسے لے کر یہاں سے گئے تھے وہ چار سال کی تھی جب میری دوست اسے لے گئی وہ چوبیس سال کی مجھے دوبارہ ملی بیس سال بعد تو میں بھول گئی تھی کہ میری بیٹی بہت خوب صورت ہے اس کی نگاہیں ہر دم جھکی رہتی تھیں تو مجھے یاد بھی نہ آیا کہ اس کی آنکھوں کا کلر بنی ہے اس روز جب تم اسے لے کر گئے تھے میں اس کے روم میں موجود تھی میری بات پر اس نے لمحہ بھر کے لیے نظر اٹھا کر مجھے دیکھا وہ کیا کہہ رہی تھی مجھے سنائی نہیں دے رہا تھا میں تو جیسے ان آنکھوں میں ڈوب چکی تھی ایک بار طاہر بھائی نے کہا تھا کہ...... 'یمینہ کی آنکھیں پتھروں کو بھی اسیر کر لیتی ہیں۔'" آمن رضا نے جھٹکے سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا وہ بھی تو اسیر ہو چکا تھا۔

"اور پتہ ہے آمن میں بھی اسیر ہوگئی جب تم اسے لے جا رہے تھے مجھے تم پر بہت غصہ آ رہا تھا۔ میرا بس نہیں چل رہا تھا میں تمہارا کیا حشر کر ڈالوں اس کے بعد ایک بار پھر یمینہ مجھے چھوڑ گئی لیکن کیا تم یقین کرو گے؟ اس رات سے لے کر میں آج تک سکون کی نیند نہیں سو سکی مجھے اپنی بنی بہت یاد آتی ہے مجھے یمینہ بہت یاد آتی ہے۔" وہ رونے لگی اور وہ انہیں دیکھے گیا۔

"تم اسے ڈھونڈتے کیوں نہیں آمن، اسے ڈھونڈ کر لاتے کیوں نہیں ہو۔" اس بار انہوں نے روتے ہوئے پوچھا۔

"میں اسے کہاں تلاش کروں ذرا سا بھی تو کلیو نہیں ہے میں تو اس کے دوستوں کو بھی نہیں جانتا وہ کیا کرتی تھی کہاں جاب کرتی تھی مجھے کچھ نہیں پتہ۔"

"تم تانیہ سے کیوں نہیں پوچھتے اسے پتہ ہوگا۔" انہوں نے کہا اور آمن کو لگا اس سے بڑا بے وقوف اس دنیا میں کوئی نہ ہوگا وہ تانیہ کو ابھی تک کیوں بھولا ہوا تھا۔

"آپ نے تانیہ سے معلوم کیا۔" اس نے پوچھا تو انہوں نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ اتنے سال اس سے بے رخی برتنے کے بعد جب اسے ہماری بہت زیادہ ضرورت تھی اس وقت اس کا ساتھ چھوڑ دینے کے بعد میں جا کر تانیہ سے اس کے بارے میں کوئی سوال کروں، مجھ میں تانیہ کا بھی سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔"

"میں تانیہ سے معلوم کرتا ہوں۔" وہ ان کے پاس سے اٹھ کر سیدھا تانیہ کی طرف آیا تھا۔

"تانیہ سے کہو آمن رضا آیا ہے۔" اس نے چوکیدار سے کہا۔

"بیگم صاحبہ تو نہیں ہیں وہ چلی گئیں۔"

"کہاں چلی گئیں وہاں کا پتہ دو مجھے ان سے ارجنٹ کام ہے۔" اسے کوفت ہوئی تھی تانیہ کی غیر موجودگی کا سن کر۔

"پتہ نہیں جی وہ کہاں گئی ہیں۔"

"او کے وہ آئیں تو ان سے کہنا کہ آمن رضا......؟"

"وہ یہاں واپس تھوڑی آئیں گی انہیں گئے چار ماہ ہو چکے ہیں۔" چوکیدار نے اس کی بات کاٹ کر کہا تو وہ اچھل پڑا۔

"واٹ...... تانیہ...... تانیہ گھر چھوڑ کر چلی گئی مگر کہاں؟" ابھی ابھی جو یمینہ کے ملنے کی امید بندھی تھی وہ یکلخت ختم ہوگئی اسے حواس باختہ تو ہونا ہی تھا۔

"پتہ نہیں جناب۔"

"جنید کو پتہ ہوگا میں اس سے پوچھتا ہوں۔" اس نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے موبائل جیب سے نکالا۔

"صاحب تو خود انہیں ڈھونڈ رہے ہیں اصل میں صاحب نے دوسری شادی کر لی تو بیگم صاحبہ تنزیل بابا کو لے کر چلی گئیں۔"

"او نو......" وہ حیرت زدہ رہ گیا۔

"لعنت ہو تم پر جنید جس لڑکی نے تمہارے لیے اپنی آخرت بھی تباہ کر لی تم نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔" وہ واپسی کے لیے پلٹا۔

"عشق مجازی نے آپ کو گناہوں کی دلدل میں اتار دیا کیا آپ کو واقعی خدا سے خوف محسوس نہیں ہوتا۔" اسے یکلخت یمینہ کے الفاظ یاد آئے۔

"تانیہ یہ تمہاری سزا نہیں بلکہ تمہاری اچھائی کا بدلہ ہے کہ تم جنید سے الگ ہوگئی ہو یقیناً ایک بار پھر تم نے ہدایت کا راستہ اختیار کر لیا ہوگا۔ اپنے خیالوں میں وہ تانیہ سے مخاطب گھر لوٹ آیا تو دیکھا کہ ڈاکٹر عدنان بٹ آئے ہوئے ہیں وہ بے حد خوش ہوا۔

"سر! آپ نے مجھے بلا لیا ہوتا۔" وہ جب کبھی ذہنی طور پر الجھتا تو ڈاکٹر عدنان اس کے نزدیک ہوتے تھے۔

"بھئی تم سے کام تھا اس لیے خود چل کر آئے ہیں۔" وہ مسکرائے۔

"جی کہیں سر۔"

"جو کہنا ہے وہ بعد میں کہیں گے یہاں آ کر پتہ چلا کہ ایک پراجیکٹ مل رہا ہے اور تم اسے نہیں کرنا چاہتے تمہارے پاپا نے بتایا کہ وہ مالکان تم ہی سے کام کروانا چاہتے ہیں حالانکہ کمپنی تو اب تمہارے بھائی کے پاس ہے۔"

"اتنا پیسہ جمع کر کے کیا کروں گا سر انہیں ہی مل جائے تو ٹھیک ہے۔"

"جبکہ مجھے لگتا ہے یہ پراجیکٹ تمہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس کا پرافٹ وہ لوگ بینکوں میں ڈال دیں گے تم غریبوں کے کام میں لے آؤ۔"

"کیسے......؟" وہ یک دم چونکا۔

"میں اسی سلسلے میں تمہارے پاس آیا تھا اصل میں میرے دوست کا بیٹا ہے سکندر وہ ڈاکٹر ہے۔ وہ ایک ویلفیئر چلا رہا ہے جس کے تحت وہ بہت سے غریبوں کی اس طرح مدد کرتا ہے کہ انہیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ وہ امداد لے رہے ہیں آج کل وہ ایک نیا پراجیکٹ شروع کر رہا ہے۔ عورتوں کے لیے کم آمدنی والے گھرانوں سے عورتیں مجبوری کے تحت نکلتی ہیں اور پھر معاشرے میں مختلف مسائل کا شکار ہو جاتی ہیں اسی لیے وہ ان کے ہنر کے مطابق گھروں پر ہی ان تک کام پہنچانا چاہتا ہے لیکن اس کام کے لیے اسے ڈونیشن چاہیے تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ تم سے بات کر لوں، تمہاری دولت اس کی محنت غریبوں کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے اور یہ تمہارے لیے صدقہ جاریہ بھی ہوگا۔" اپنی بات ختم کر کے انہوں نے اسے دیکھا۔

"ٹھیک ہے میں اس کام کے لیے تیار ہوں، آپ پاپا سے انہیں ملوا دیں پاپا یہ پراجیکٹ دیکھ لیں گے۔"

"تم وزٹ کرنا اس کی ویلفیئر کا دیکھنا تم وہ کتنی محنت کرتا ہے کیسی جدوجہد کر رہا ہے وہ غریبی ختم کرنے کے لیے۔" انہوں نے کہا تو اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اس کے بعد وہ ہاسپٹل کے پراجیکٹ میں مصروف ہوگیا شہلا کی طبیعت خرابی کا سن کر وہ ان کے گھر گیا تھا۔

"آمن مجھ سے ملنے آتے رہا کرو بہت گھٹن ہوتی ہے مجھے یہاں، تم آتے ہو تو لگتا ہے ٹھنڈی ہوا میسر آ گئی ہے۔ پانچ ماہ ہو گئے تھے ذیشان اور مما کو وہ گھر چھوڑے اور پچھلے ایک ماہ سے وہ اس طرف نہ آیا تھا شہلا کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا تھا کتنی کمزور ہو گئی تھیں۔

"آنٹی آپ کو کیا ہو گیا ہے؟" اس نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"آمن مجھ سے یہاں نہیں رہا جاتا میرا دل گھبرانے لگا ہے اس ماحول سے مجھے یمینہ کے پاس لے چلو آمن مجھے

کسی پل اس کے بغیر قرار نہیں آتا ہے۔ تمہارے انکل مجھے اب نفسیاتی ڈاکٹروں کے پاس لے جاتے ہیں انہیں لگتا ہے میں پاگل ہورہی ہوں لیکن میں پاگل نہیں ہوں آمن صرف بے سکون ہوں' آمن یہاں کھل کر سانس نہیں آتا مجھے بس دل کرتا ہے یمینہ کے پاس جاؤں تم مجھے اس کے پاس لے چلو مجھے سکون مل جائے گا۔" وہ اس کے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگیں تھیں وہ چپ چاپ ان کا سر سہلاتا رہا۔

"آنٹی پتہ ہے چین صرف اللہ کی یاد میں ہوتا ہے' آپ نماز پڑھا کریں اور اللہ سے یمینہ کے ملنے کی دعائیں کیا کریں۔"

"ہم جیسے گناہ گاروں کو نمازیں کہاں آتی ہیں آمن۔" ان کا رونا مزید بڑھ گیا تھا۔

"میں ہوں ناں..... آپ کو نماز سکھانے آؤں گا ٹھیک ہے۔" اس نے ان کے آنسو صاف کیے اور ان کی تسلی دی۔

"تم یہاں مت آنا ذیشان پسند نہیں کرتا۔"

"بھلے ہی وہ پسند نہ کریں مگر میں آپ کے لیے آؤں گا۔"

"نہیں آمن میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔" انہوں نے کہا تو وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔

"پہلے مجھے یمینہ کا پردہ دیکھ کر گھبراہٹ ہوتی تھی اب مجھے بے پردگی سے گھبراہٹ ہوتی ہے' اپنی بے پردگی یاد آتی ہے تو ڈوب مرنے کو دل کرتا ہے میں بدل رہی ہوں تو اس گھر میں میری جگہ نہیں رہے گی تو میں پہلے ہی یہ گھر چھوڑ دینا چاہتی ہوں کیا تم مجھے اپنے گھر میں جگہ دو گے آمن؟" وہ متحیر سا انہیں دیکھے گیا۔

"وہ آپ کا بھی گھر ہے مما۔" وہ فوراً بولا اٹھا۔

"یمینہ نے مجھے کبھی مما نہیں کہا۔" وہ ایک بار پھر رونے لگیں۔

"اس نے ہم گناہ گاروں سے کوئی رشتہ قائم نہیں لیا وہ اب آئے گی تو مجھے مما کہے گی ناں آمن؟" وہ اس سے روتے ہوئے پوچھ رہی تھیں وہ بنا کچھ بولے انہیں لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا وہ آئے گی۔ یہ تسلی وہ انہیں کیسے دے سکتا تھا۔

"میں آمن کے ساتھ یہ گھر چھوڑ کر جارہی ہوں۔" ہاشم سے شہلا نے کہا۔

"آپ کی طبیعت خراب ہے شہلا آرام کریں اندر جاکر۔"

"سوری میں اب اس گھر میں نہیں رہ سکتی مجھے وحشت ہوتی ہے یہاں۔" وہ آمن کے ساتھ آگئی تھیں پہلے کسی کو یقین نہ ہوا پھر سب چپ ہوگئے۔

......☆☆☆......

"آمن! سکندر بہت اچھا لڑکا ہے' بہت ملنسار اور نیک پتہ ہے جب میں نے اس کے کام کے طریقے کار کو سراہا تو ہنس دیا پھر بولا۔

"انکل میں صرف کام ہی کرتا ہوں طریقہ کار تو میری بہن طے کرتی ہے وہ بہت اچھے دل کی مالک ہے اور اس کا کہنا ہے کہ ہمیں غریبوں کی امداد نہیں کرنی بلکہ ان کا ساتھ دینا ہے۔ وہ خود بھی ڈاکٹر ہے میری وائف بھی ڈاکٹر ہیں اور ہم تینوں ہی مختلف اوقات میں ہاسپٹل جاتے ہیں میری بہن مختلف علاقوں میں میڈیکل کیمپ لگاتی ہے اور آپ تصور بھی نہیں کرسکتے کہ وہ فیس کیا لیتی ہوگی' چلیں آپ بتائیں وہ مجھے چیلنج کررہا تھا۔

"دس پندرہ روپے۔" بلاشبہ یہ بہت کم پیسے تھے میری بات سن کر وہ ہنس دیا پھر بولا۔

"انکل ہم تو ہاسپٹل بھی مفت چلاتے ہیں وہاں آنے والے مریضوں کی فیس ہوتی ہے کہ وہ ہمیں دعائیں دیں اور اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں جبکہ میڈیکل کیمپ میں آنے والے مریضوں کی فیس ہوتی ہے کہ وہ ایک سورہ فاتحہ پڑھ کر ہمارے مرحومین کو ایصال ثواب کریں اور ساتھ ہی ہماری مغفرت کی بھی دعا کریں پھر اس کے بعد اگر کوئی مریض ہمارا احسان مند ہوتا ہے کہ ہم نے بنا پیسہ کے اس کا علاج کیا تو جواباً وہ بھی احسان مند ہوجاتی ہے۔"

"میں نے تو فقط دنیا کی بیماری آپ کی سر سے ٹالی ہے جو میرے علاوہ کوئی اور بھی علاج کرسکتا تھا لیکن آپ نے تو میری اور میرے خاندان کی آخرت ہی سنوار دی آپ نے

ہماری سزا ہمارے سر سے ٹلنے کی دعا دی ہے احسان مند تو میں ہوں آپ کی۔ اور مریض بے چارہ منہ کھولے اسے دیکھتا رہ جاتا ہے۔ سپر مائنڈ ذہن کی مالک ہے میری بہن۔" اس کے لہجے میں اپنی بہن کے لیے فخر تھا میں دیکھتا رہ گیا۔ اپنی بات کے اختتام پر ان کی نظر آمن پر پڑی جو حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ اچھے لوگ آپ کو کتابوں میں ملیں گے لیکن سکندر سے ملنے کے بعد مجھے بھی خود پر فخر ہورہا ہے کہ میں اچھے لوگوں سے حقیقتاً مل رہا ہوں۔"

"ہاں پاپا اچھے لوگ ہیں جبھی تو قیامت قائم نہیں ہوتی کیونکہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب اچھے لوگ نہیں رہیں گے۔" وہ پھر سے فائل کی طرف متوجہ ہوگیا۔

"کاش آمن ہمارے گھر والے بھی اچھے ہوتے تو آج ہم یوں تنہا نہیں ہوتے۔" وہ افسردہ ہوگئے آمن ان سب کو منانے کی کتنی کوششیں کرچکا تھا ان سے مخفی نہ تھا وہ لب بھینچ کر رہ گیا اور وہ ایک بار پھر اپنے گھر والوں کو منانے گیا تھا لیکن ذیشان اسے دیکھتے ہی بھڑک اٹھا۔

"کیا تم چاہتے ہو میں اپنے ملازموں سے تمہیں دھکے دلواؤں آمن اگر آئندہ تم نے میرے گھر کی دہلیز کو پار کرنے کی کوشش کی تو میں پولیس میں رپورٹ کردوں گا کہ ایک غنڈہ مجھے تنگ کرتا ہے۔"

"بھائی! میں صرف مما سے ملنے......"

"مجھ سے ملنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" مما نے اس کی بات کاٹ کر کہا وہ خاموشی سے پلٹ آیا پھر آفس پہنچ کر وہ بمشکل ہی اپنی پراجیکٹ فائل پر دھیان دے سکا تھا' کہ فون بیل بجی اور اس نے بنا نمبر دیکھے کال ریسیو کرلی۔

"مجھے طلاق چاہیے۔" لفظ نہیں انگارہ تھے کئی ماہ سے خاموش دل تڑپا تھا' اس کے رب عزوجل نے اس پر کرم کردیا تھا' بھلے کسی بھی مقصد کے لیے اس نے یہ آواز سنی تھی لیکن بات کے اختتام پر وہ چونک پڑا' اسے جھٹکا لگا تھا' وہ یمینہ نہیں تھی وہ اس کی یمینہ نہیں تھی' وہ گھر آگیا اس نے موبائل کی

ریکارڈنگ چیک کی موبائل میں کال ریکارڈنگ سسٹم آن تھا' ایک دو تین بار اس نے وہ آواز سنی اور پھر ایک گہرا سانس لیا کیونکہ وہ آواز تانیہ کی تھی تب اس نے اپنے کانٹیکٹ استعمال کیے اور اپنے نمبر پر آنے والی اس کال کا جائے وقوع معلوم کیا اور حیرت زدہ رہ گیا' کیونکہ یہ سکندر کا گاؤں تھا اس نام سے وہ پاپا کی وجہ سے واقف تھا کیونکہ پاپا اسی گاؤں کا نام لیتے تھے پھر وہ پاپا سے کہہ کر کہ وہ سکندر سے ملنا چاہتا ہے اس گاؤں میں چلا آیا' وہ سکندر کا پتہ لے کر آیا تھا لیکن وہ یہاں سکندر سے نہیں تانیہ سے ملنے آیا تھا لیکن اس کی قسمت کہ اسے تانیہ سے پہلے یمینہ ٹکرا گئی۔

"رضا کلاتھ کمپنی۔" یہ وہی کمپنی تھی جو پاپا نے عورتوں سے گھر پر سلائی کروانے کے لیے یہاں سکندر کی زیرنگرانی کھولی تھی اور اس کے گیٹ سے نکلتی بے حد شرعی پردے میں ملبوس لڑکی اور اس کے ساتھ ایک چھوٹے بچے نے اسے چونکایا اس نے تانیہ کے بیٹے کو بھی دیکھا نہیں تھا مگر وہ گارنٹی سے کہہ سکتا تھا کہ وہ تانیہ کا بیٹا ہے کیونکہ وہ جنید کی کاپی تھا۔

"یہ یقیناً تانیہ ہوگی۔" اس نے سوچا۔

"آنی مما کو پتہ چلے گا کہ آج میں نے اپنی چاکلیٹ ایک بچے کو دی ہے تو وہ خوش ہوں گی ہے ناں مجھے بہت پیار کریں گی۔" ان سے ذرا فاصلے پر وہ تھا جب اس نے بچے کی آواز سنی۔

"یہ اس کی مما نہیں ہے تو......؟"

"اوہ یہ یمینہ ہوگی۔" وہ چونکا اور پھر بہت فاصلے سے اس نے گھر تک ان کا پیچھا کیا تھا' وہ اس سے ملنا چاہتا تھا لیکن ظاہری بات ہے کنفرم تو نہیں تھا کہ وہی یمینہ ہے' ہوسکتا تھا کہ وہ کوئی اور ہو' اسی لیے وہ سکندر کے پاس چلا آیا' اس نے پاپا کا نام لے کر اپنا تعارف کروایا تھا سکندر بے حد خوش دلی سے ملا اس نے فوراً ہی تانیہ کے متعلق استفسار کیا۔

"وہ میری فرینڈ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنے شوہر کے پاس چلی جائے۔"

"تانیہ کبھی بھی واپس نہیں جائے گی وہ اب جنید کا سایہ

بھی اپنے بیٹے پر نہیں پڑنے دینا چاہتی۔‘‘
’’جنید کو سدھارنے کی کوشش بھی تو کی جاسکتی ہے۔‘‘
’’تانیہ یہ کوشش کرچکی ہے اسے نہیں لگتا کہ وہ کبھی سدھرے گا۔‘‘ سکندر افسردہ ہوا۔ وہ لوگ ہاسپٹل جارہے تھے جہاں اس وقت نشاء اور تانیہ موجود تھیں۔
’’بچہ ماں باپ کے سائے تلے ہی پلتا تو ٹھیک تھا۔‘‘
’’یہ بات تو ٹھیک ہے کہ بچہ ماں باپ کے سائے تلے پلتا مگر تنزیل کے لیے باپ کا سایہ بھی ٹھیک نہیں ہے تانیہ یقیناً اسے نیک بناسکتی ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ اسے جنید سے دور رکھا جائے۔‘‘ سکندر نے کہا تو اس نے تائیدی انداز میں سر ہلایا کیونکہ اس نے سچ کہا تھا وہ لوگ ہاسپٹل پہنچ گئے۔
’’تانیہ تم سے ملنے کوئی آیا ہے۔‘‘ سکندر نے کہا تو وہ کیبن سے نکل آئی۔
’’کہاں ہے؟‘‘ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔
’’باہر ہے۔‘‘ اسے کہہ کر وہ کیبن میں گھس گیا کیونکہ مریض لائن لگائے کھڑے تھے۔ وہ باہر آئی تانیہ کو دیکھ کر اس کا دل دھڑکا تھا اسے گھبراہٹ ہوئی تھی۔
’’تا...... تانیہ۔‘‘ وہ بے حد کنفیوز ہورہا تھا تانیہ جو ادھر ادھر دیکھ رہی تھی آواز پر چونکی اور پھر اسے دیکھنے لگی ایک پل کو تو وہ اسے پہچانی ہی نہیں تھی اور اگلے لمحے پہچانی اور حیرت کئی رنگ ایک ساتھ اس کی آنکھوں میں ابھرے۔
’’آ...... آ...... آمن!‘‘ وہ اس سے زیادہ کنفیوز ہوگئی تھی۔
’’تم یہاں کیسے آگئے؟‘‘ وہ خوف زدہ ہوئی اور ساتھ ہی حیرت زدہ بھی تھی یقیناً اس کی تبدیلی نے اسے دو الگ الگ کیفیات میں مبتلا کردیا تھا۔ خوف زدہ اس لیے کہ وہ پھر یمینہ پر مسلط ہوجائے گا اور حیرت زدہ اس کی ظاہری حالت پر۔
’’تم نے فون کیا تھا ناں؟‘‘ اس نے کہا تو وہ چونکی۔
’’مجھے...... مجھے نہیں پتہ یمینہ کہاں ہے۔‘‘ وہ ہکلائی۔
’’لیکن مجھے پتہ ہے وہ کہاں ہے؟‘‘ اس کے جواب پر تانیہ کے لب بھینچ گئے۔
’’تانیہ مجھے لگا تھا کہ جب تم مجھے دیکھو گی تو بنا کسی سوال کے مجھے یمینہ سے ملوادو گی۔‘‘ اس کے لہجے میں تھکن تھی تانیہ نے اسے دیکھا۔
’’کیا مجھے دیکھ کر تمہیں نہیں لگتا کہ میں بدل گیا ہوں‘ کیا اب بھی یہ بتانے کے لیے باقی ہے کہ مجھے یمینہ سے محبت ہے اور میں اس کے لیے بدلا ہوں۔‘‘ تانیہ کو اس لمحے وہ بہت بے بس لگا تھا وہ سر جھکا گیا‘ تانیہ اسے بغور دیکھ رہی تھی۔
’’یمینہ وہ تمہاری خوش قسمتی بن کر لوٹ آیا ہے۔‘‘ تانیہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری اس نے یک دم آمن کو یمینہ سے ملوانے کا فیصلہ کرلیا آگے کا فیصلہ یمینہ کو خود کرنا تھا اور یقیناً یمینہ اپنی خوش قسمتی کو نہیں ٹھکرا سکتی تھی۔
’’تانیہ یہی ہیں ان صاحب کے بیٹے جنہوں نے ہمارے گاؤں میں کام شروع کیا ہے۔‘‘ سکندر نے باہر آکر اس کا تعارف کروایا۔
’’عدنان انکل کے اسٹوڈنٹ۔‘‘ وہ چونکی جب یہ کام شروع ہوا تھا تو ڈاکٹر عدنان بٹ نے ان لوگوں کے سامنے اپنے اسٹوڈنٹ کی از حد تعریف کی تھی لیکن انہوں نے نام نہیں بتایا تھا۔
’’ارے سر میں نے آپ کا نام تو پوچھا ہی نہیں۔‘‘ سکندر کو اب خیال آیا۔
’’آمن رضا۔‘‘ جواب تانیہ نے دیا اور سکندر اچھل پڑا۔
’’آ...... آمن رضا۔‘‘
’’سکندر یہ یمینہ کے شوہر بھی ہیں۔‘‘
’’یمینہ کے شوہر۔‘‘ اس نے حیرت سے دہرایا۔
’’آمن بی بی جان سے ملنے چلو‘ کیونکہ یمینہ سے تم ابھی نہیں مل سکتے۔‘‘
’’کیوں؟‘‘ وہ چونکا۔
’’ایک ہفتہ ہے اس کے اس کام کے ختم ہونے میں‘ پھر تم اسے لے جاسکتے ہو‘ کیونکہ کام ختم کیے بغیر وہ تمہارے ساتھ نہیں جائے گی اور بالفرض چلی بھی گئی تو یہاں کے چکر

لگتے رہیں گے جس کی وجہ سے تم ہی ڈسٹرب رہو گے۔"

"نہیں تانیہ مجھے ابھی اس سے ملنا ہے۔" وہ بضد ہوا۔

"تین سال اس سے دور رہے ہو تو ایک ہفتہ اور انتظار کرلو۔" وہ شرارت سے بولی۔

"تم اسے کیوں روک رہی ہو تانیہ؟" سکندر بولا۔

"بھئی میں اس کی بہن ہوں دیکھنا چاہوں گی کہ آمن میری بہن کے قابل ہے یا نہیں؟" وہ مسکرائی۔

"وہ تو دیکھتے ہی نظر آرہا ہے۔" سکندر بھی مسکرادیا۔

"اصل میں ایک ہفتے بعد جب یہ پراجیکٹ مکمل ہوگا اور یمینہ لوگوں کو ان کی پیمنٹ کرے گی تو کتنے لوگ اسے دعائیں دیں گے وہی دعائیں اس کا جہیز بن جائے گا اور وہ آمن کے ساتھ اپنی دعاؤں کے سائے تلے رخصت ہوجائے گی ورنہ یقین کرو وہ آدھی یہیں اٹکی رہے گی جبکہ میں اسے پورا پورا رخصت کرنا چاہتی ہوں۔" تانیہ نے کہا تو آمن اس کی بات مان کر بی بی جان سے مل کر واپس آگیا۔ اس نے شہلا اور رضا کو اس کے متعلق کچھ نہ بتایا تھا وہ انہیں سرپرائز دینا چاہتا تھا لیکن تیسرے دن ہی پاپا کو اطلاع مل گئی تھی وہ دونوں بے قرار ہوگئے تھے۔

"تم یمینہ کو ساتھ کیوں نہیں لائے آمن۔" وہ جونہی گھر میں داخل ہوا وہ غصے سے بولے تو وہ چونکا۔

"یمینہ......؟"

"ابھی بھائی صاحب نے سکندر کو فون کیا تھا تاکہ پراجیکٹ کی تیاری کی تفصیل پوچھ لیں' اس نے جواباً ہمیں یمینہ کے متعلق بتایا تم اس سے مل کر کیوں نہیں آئے اسے لے کر کیوں نہیں آئے؟" شہلا بھی بے چینی سے بولیں تھیں۔

"اُفوہ یہ سکندر بھی' میں تو آپ لوگوں کو سرپرائز دینا چاہ رہا تھا۔" اس نے ایک گہرا سانس لیا۔

"بس تم صبح اسے لے کر آؤ۔" اس نے ان کے حکم پر اثبات میں سرہلایا۔

❁......❁......❁

"بہت خوب صورت لگ رہا ہوں کیا......؟" وہ دعا مانگ کر جائے نماز رکھ کے اس کے سامنے آبیٹھا تھا وہ بنا پلکیں جھپکائے سے تک رہی تھی۔

"نہ تو میں تمہارا خواب ہوں نہ خیال...... یقیناً تم نے کبھی مجھے نہ خواب میں دیکھا ہوگا نہ خیال میں سوچا ہوگا...... میں یہاں موجود ہوں یہ حقیقت ہے یمینہ...... میں بدل گیا ہوں یہ حقیقت ہے یمینہ...... اور مجھے بدلنے میں تمہاری محبت کا دخل ہے یمینہ۔" وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی اسی پل ڈور بیل ہوئی تو آمن رضا اٹھ کر چلا گیا۔

"مذاکرات ختم ہوگئے جناب کے۔" تانیہ کی آواز آئی۔

"تم پہلے ہی آگئیں ان کا سکتہ ہی ابھی تک نہیں ٹوٹا۔"

"وہ ٹوٹنے کا بھی نہیں اسی لیے میں آگئی۔" وہ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئی پھر اس کے قریب آئی۔

"آمن بدل گیا' یمینہ اور بدلا بھی تمہارے ہی لیے ہے۔ میں نے جب اسے بلایا تھا تو مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ بدل چکا ہے میں چاہتی تھی کہ یہ تمہیں طلاق دے دے اور تم کسی اچھے سے شخص سے شادی کرلو۔ لیکن اب جبکہ آمن تمہاری چاہت میں بدل گیا ہے تو تم یقیناً اس کی سنگت میں خوش رہوگی۔" اس کی نظریں تانیہ پر نہیں آمن رضا پر تھیں جس کے باعث تانیہ خود بھی کنفیوز تھی۔

"میں چاہتی ہوں تمہیں آمن رضا کے سنگ رخصت کردوں کیا تمہاری آپی کو یہ حق ہے۔" تانیہ کے کہنے پر اس نے نظریں گھما کر تانیہ کو دیکھا اسی پل بی بی جان' نشاء' سکندر بھی آگئے۔

"یمینہ میری بچی سدا خوش رہو۔" بی بی جان نے اسے گلے لگالیا تھا وہ سب اسے آمن رضا کے ساتھ بھیجنے کے لیے تیار تھے اس کا ماؤف دماغ دھیرے دھیرے کام کرنے لگا اسے لگا وہ ابھی چکرا کر گر پڑے گی۔

"آمن رضا بدل گیا...... مگر کیسے؟" اسے وہ آمن رضا یاد آیا تھا جس کے ساتھ اس نے اپنی زندگی کے چھ دن گزارے تھے' وہ مہر بہ لب تھی اور سب اس کے فیصلے کے منتظر۔

وہ سر جھکا گئی بی بی جان نے اسے خود سے الگ کیا۔

"پتہ ہے یمینہ مجھے یقین تھا کہ تم بہت خوش قسمت ہو بلکہ تم پارس ہو پارس' مٹی کو بھی چھولو تو سونا کردو۔" بی بی جان کے کہنے پر آمن رضا کی نظر بے ساختہ اس کی سمت اٹھی تھی بے حد سپاٹ چہرہ لیے وہ سر جھکائے ہوئے تھی کچھ دیر پہلے کی حیرت اب غائب تھی اس کے چہرے سے کسی بھی بات کا پتہ کرنا مشکل ہو رہا تھا' پھر لنچ کے بعد تانیہ نے آمن رضا کو جانے کا اشارہ کردیا۔

"تم خوش قسمت ہو یمینہ کہ وہ تمہارے لیے بدل گیا جس کی تم نے کبھی تمنا بھی نہیں کی مجھے دیکھو جنید کے لیے کتنی پستی میں گری لیکن کیا ہوا' آج بے سائبان ہوں' آمن رضا تمہاری نیکیوں کا اجر ہے یمینہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کا اجر اس کے نافذ کردہ احکام کو خود پر لاگو کرلینے کا اجر جو تمہیں آمن رضا کی صورت میں مل رہا ہے...... اور پتہ ہے آمن تو سکندر سے بھی اچھا ہوگیا ہے۔" وہ لمحے بھر کو رکی پھر یک دم بولی تو اس نے الجھ کر تانیہ کو دیکھا بھلا سکندر کا یہاں کیا ذکر......؟

"سکندر پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتا ہے لیکن داڑھی نہیں رکھی۔" وہ شرارت سے کہتے ہوئے مسکرائی۔

"ابھی بتاتی ہوں میں سکندر کو۔" نشاء نے اسے گھورا تو وہ ہنس دی' بی بی جان بھی مسکرادیں جبکہ وہ یونہی الجھی الجھی رہی آخر تانیہ ہی نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے آمن رضا کے برابر لا کھڑا کیا۔

"آمن میں اپنی بہن کو تمہارے ساتھ رخصت کررہی ہوں۔ اگر اسے ذرا بھی تکلیف پہنچائی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔"

"تم سے برا تو اب بھی کوئی نہیں ہے۔" سکندر نے مسکرا کر کہا تو تانیہ نے اسے گھورا' نشاء یمینہ کا عبایا لے آئی تھی۔

"تانیہ میں کوشش کروں گا جنید کو لانے کی۔"

"تم صرف دعا کرنا اس کے نیک ہوجانے کی۔" اس نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔

"مجھے اس بات پر کوئی افسوس نہیں ہے آمن کہ جنید نے مجھے چھوڑ دیا' اسے مجھ جیسی لڑکی کے ساتھ یہی کرنا چاہیے تھا میں نے اپنے رب عزوجل کے احکام اس کے لیے چھوڑے تھے اسے بھی مجھے چھوڑنا تھا کیونکہ میں خدا کو بھول کر سب کچھ اسے ہی سمجھ بیٹھی تھی۔ اللہ عزوجل مجھے میرے گناہوں پر معاف کرے اور اسے ہدایت دے۔" وہ افسردگی سے بولی پھر یمینہ کو دیکھنے لگی۔

"فی امان اللہ یمینہ۔" یمینہ نے کچھ نہ کہا' بی بی جان نے اسے گلے لگایا اور پھر وہ بے حد خاموشی کے ساتھ آمن رضا کی ہم قدم ہوگئی۔ آمن نے الجھ کر بے یقینی سے اسے دیکھا۔ الجھا اس لیے کہ وہ کچھ بولی ہی نہیں تھی۔ بے یقینی اس لیے کہ کیا واقعی وہ اس کے ساتھ جارہی تھی۔ اسے جانے کیوں یقین نہ آیا۔ تین گھنٹے کا سفر بے حد خاموشی سے کٹا' اس نے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا' کار کی فرنٹ سیٹ پر وہ سر جھکائے چپ چاپ بیٹھی رہی۔

"یمینہ گھر آگیا۔" اس نے کہا تو یمینہ نے سر اٹھا کر گھر کی عمارت کو دیکھا' پھر آمن رضا اتر کر اس کی طرف آیا اور اس کے لیے دروازہ کھولا اس نے آمن رضا کی طرف نہیں دیکھا' نظر جھکا کر وہ اتر آئی۔

"میرا بچہ۔" شہلا لپک کر اس کے پاس آئیں اسے تعجب ہوا وہ واقعی اس کی ماما تھیں یا آج لگا تھا۔

"السلام علیکم!" اس نے اپنا حجاب ہٹاتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام! بیٹے کیسی ہو آپ؟" رضا نے پوچھا۔

"الحمدللہ۔"

"آؤ اندر چلو اپنے گھر میں بیٹے۔" رضا نے کہا' ان کے چہرے کی خوشی دیکھنے کے قابل تھی۔

"خدا تم دونوں کو خوش رکھے۔" شہلا نے اسے لپٹاتے ہوئے کہا۔

"اور ہمیشہ ساتھ رکھے۔" پاپا نے ٹکڑا لگایا' آمن رضا نے پھر اسے دیکھا مگر یمینہ کے چہرے سے وہ اس بار بھی کچھ اخذ نہ کرسکا۔ اسے پھر الجھن ہوئی پتہ نہیں وہ خوشی اسے کیوں محسوس نہیں ہو رہی تھی' جو یمینہ کے آنے کی ہونی چاہیے تھی۔ آخر وجہ کیا تھی؟ وہ اپنی بے قراری کو سمجھ نہیں پارہا

تھا۔ پھر وہ لوگ اندر کی طرف بڑھ آئے۔

"یمینہ اس گھر میں بہت سناٹا چھا گیا ہے شاید اس لیے کہ آمن نے وہ راہ اختیار کرلی جو ہدایت بھری ہے تو سب نے ہمیں چھوڑ دیا' لیکن ڈونٹ وری ہم نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا ہے اب کسی تفرقے میں نہیں پڑیں گے۔ ان شاء اللہ اور پھر تم ہو ہمارے ساتھ تم ہمارا انعام ہو یمینہ کہ نیک عورت انعام ہوتی ہے مجھے فخر ہو رہا ہے کہ تم میرے گھر میں ہو اور پتہ ہے میں آمن رضا کی خوش قسمتی پر ہمیشہ رشک کرتا تھا اور دیکھو اس کی سب سے بڑی خوش قسمتی کہ تم اس کی زندگی میں ہو اور تمہارے باعث اس کی دنیا وآخرت سنور گئی' آئی پراؤڈ آف یو اینڈ آئی لو یو بیٹے۔" رضا کی آنکھیں نم تھیں' اس کا سر اٹھا ہوا اور نظر جھکی ہوئی تھی۔

"اب تو میرا بیٹا تمہارے ماحول کے مطابق ڈھل گیا ہے ناں یمینہ۔" اچانک انہوں نے کہا تو اس نے چونک کر انہیں دیکھا ان کی نگاہوں میں شریری چمک تھی اسے بھی اپنی کہی بات یاد آ گئی' اس نے واپس نظر جھکالی تھی۔

"یمینہ بیٹا! آپ جاکر آرام کریں۔" رضا نے کہا۔

"آپ کے ساتھ باتیں کروں گی۔" اس نے بے حد مسکرا کر انہیں دیکھا تو وہ چونک کر شہلا کو دیکھنے لگے جو خود بھی اس کی مسکراہٹ کو حیرت سے دیکھ رہی تھیں انہیں لگا جیسے وہ اب ریلیکس ہوئی ہو جیسے آمن رضا کی موجودگی اس پر بھاری ہو پھر وہ ان دونوں کے ساتھ اطمینان سے باتیں کرتی رہی اپنے اور سکندر کے پراجیکٹس کے متعلق اپنے ہوسپٹل کے بارے میں ادھر ادھر کی کئی باتیں پھر شہلا نے ڈنر لگوالیا آمن رضا کا فون آیا تھا کہ وہ دیر سے گھر آئے گا۔

"مجھے اپنی بیٹی کے آنے کی اتنی خوشی ہو رہی تھی سوچا اس کی پسند کی ڈش بنواؤں مگر میں کیسی بدقسمت ماں ہوں جسے یہی نہیں پتہ کہ میری بیٹی کی فیورٹ ڈش کون سی ہے۔ وہ کیا شوق سے کھاتی ہے وہ کیا شوق سے چیتی ہے۔" اس کا ہاتھ تھام کر ڈائننگ ٹیبل پر لاتے ہوئے شہلا کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"مما آپ کی بیٹی اللہ کی ہر نعمت کو بہت شوق سے کھالیتی ہے اور اگر وہ کھانا پکایا بھی اس کی ماں نے ہو تو پھر وہ بہت زیادہ کھالے گی۔" اس نے انہیں اپنی بانہوں کے گھیرے میں لے کر کہا تو وہ بے اختیار اس سے لپٹ گئیں۔

"اپنی مما کو معاف کردینا بیٹا' وہ ساری عمر آپ سے لاتعلق رہی۔"

"مما اس طرح معافی مانگ کر اپنی بیٹی کو اس کی نظروں میں مت گرائیں۔" وہ رو دی۔

کھانے کے بعد وہ سب اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔ رضا نے اسے بتایا تھا کہ "اگلے ہفتے وہ لوگ ولیمہ کریں گے۔"

وہ جونہی کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی چونک گئی' کمرہ پھولوں سے مہک رہا تھا یقیناً یہ بھی پاپا نے ہی سجایا ہوگا۔ حتیٰ کہ سیج بھی سجائی گئی تھی' کمرے کی سیٹنگ بالکل وہی تھی جیسی دو سال پہلے تھی یہ وہی کمرہ تھا جہاں ایک لمحہ گزارنا اس کے لیے مشکل تھا وہ کچھ دیر کھڑی کمرے کا جائزہ لیتی رہی پھر اس نے آگے بڑھ کر وارڈ روب کھولی پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی' اس کا بیگ دیتے ہوئے تانیہ نے کہا تھا۔

"ویسے تمہیں وہاں ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہوگی' تمہاری ضرورت سے بڑھ کر ہر چیز وہاں موجود ہے۔" اس نے ٹھیک ہی کہا تھا' اسے اس بیگ کی ضرورت نہ تھی وارڈ روب میں اس کے لیے ضرورت سے زیادہ چیزیں تھیں پھر اس نے اس میں سے ایک سوٹ نکالا چند لمحے اسے دیکھتی رہی اور پھر وہ سوٹ واپس رکھ دیا وہ یونہی وارڈ روب کی چیزوں کو الٹ پلٹ کرنے لگی جانے اسے کس چیز کی تلاش تھی پھر ایک پیکٹ پر اس کی نظر پڑی تو وہ چونک گئی۔

"آمن رضا میرے لیے بدل گیا...... نہیں...... قطعی نہیں......" اس نے وہ پیکٹ اٹھالیا۔

"اسے راہ ہدایت پر چلنا تھا یہ اس کا مقدر تھا۔" وارڈ روب بند کرکے اس نے سوچا۔

"کیا آمن رضا کو واقعی مجھ سے محبت ہے...... کیا

واقعی...... اسے مجھ سے محبت کیوں ہوگئی؟"

"یہ راز کوئی نہیں جانتا خود آمن رضا بھی نہیں جان سکتا کہ اسے مجھ سے محبت کیوں ہوگئی؟" وہ پیکٹ سے برآمد ہونے والی چیز کو بغور دیکھ رہی تھی۔

"آمن رضا! تم تصور بھی نہیں کرسکتے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں شدید محبت کرتی ہوں' اور تم سے پہلے سے کرتی ہوں اس وقت سے کرتی ہوں جب تم کسی یمینہ نام کی لڑکی کو جانتے تک نہ تھے' کیسا حیرت انگیز انکشاف ہے ناں یہ کہ یمینہ درانی کو آمن رضا سے محبت تھی اور پتہ نہیں کب سے تھی؟ اس کی سوچیں اسے بہت پیچھے لے گئیں' جب وہ امریکہ سے آئی تھی کیسی بدتر حالت تھی اس کی اس نے اپنے پیرنٹس کا قتل اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا' وہ لوگ جو اسے بہت محبت سے یہاں سے لے کر گئے تھے وہاں تین چار سال بعد اسے بھول گئے تھے پاپا اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ مگن تو مما اپنے بوائے فرینڈز کے ساتھ خوش ہے اور اس نفسی ہوا اس کا نام محبت تھا اور اس نے دو ایسے قتل اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے جنہوں نے محبت کے نام پر سب لٹایا تھا اور ان کے قاتل کوئی اور نہیں ان کے ہی محبت کرنے والے تھے' اس نے ان کی محبت کے نظارے بھی دیکھے تھے اور اتفاق سے قتل بھی دیکھ لیا تو اس کا ذہن انتہائی منتشر تھا' پاپا نے اسے دادی امی کے پاس بھیج دیا' انہوں نے اس کے مرض کو سمجھا پھر انہوں نے اسے ایک اور محبت میں مبتلا کیا اور وہ محبت تھی اللہ سے محبت شاید اس کی قسمت میں اللہ نے ہدایت لکھی تھی سو وہ ہدایت پا گئی وہ تبھی سے برقعہ لینے لگی تھی حالانکہ دوپٹہ اس نے تانیہ کو دیکھ کر اوڑھنا شروع کیا تھا۔ مگر پردے میں وہ اس سے سبقت لے گئی تھی۔

"یمینہ میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے چونک کر حیرت سے بائیس سالہ شارق کو دیکھا وہ فائنل ایئر کا اسٹوڈنٹ تھا اور پورے کالج میں نیک سیرت مشہور تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" اس نے لب بھینچ لیے۔

"یمینہ میں ہاؤس جاب کے بعد اسپلائزیشن کے لیے لندن چلا جاؤں گا' میں چاہتا ہوں کہ آپ جیسی اچھی لڑکی کو اپنا کر ساتھ لے جاؤں میں نے اپنے پیرنٹس سے بات کرلی ہے وہ آپ کو جانتے ہیں اور انہیں میرے فیصلے پر خوشی ہے' اب میں آپ کے گھر اپنے والدین کو لانا چاہتا ہوں۔"

"مجھے دیکھے بغیر آپ نے یہ فیصلہ کیسے کرلیا۔" وہ حیرت زدہ ہوئی۔

"آپ کو دیکھ لیتا تو شاید یہ فیصلہ کبھی نہ کرتا کیونکہ باحیا بہت سی لڑکیاں ہوتی ہیں لیکن باپردہ بہت کم۔" وہ مسکرایا اور وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

"شارق میری دادی کا ابھی چند مہینے پہلے انتقال ہوا ہے اور میری فیملی امریکہ میں ہوتی ہے میں......"

"میں سب کچھ جانتا ہوں آپ کے متعلق۔" اس نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"نہیں شارق آپ کچھ بھی نہیں جانتے یمینہ کے بارے میں۔" تانیہ کی آواز پر وہ دونوں پلٹے۔

"یمینہ از میرڈ یہ نکاح شدہ ہیں۔" تانیہ نے بے حد سنجیدگی سے کہا وہ دونوں ہی ہکا بکا رہ گئے۔

"کیا...... کیا مطلب تانیہ؟" شارق بے چین ہوا۔

"یمینہ کا نکاح ان کے کزن سے بچپن میں ہی ہو چکا تھا۔" وہ حیرت سے تانیہ کو دیکھنے لگی۔

"سوری مجھے پتہ نہیں تھا۔" وہ افسردگی سے بولا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا یقیناً اسے یہ جان کر صدمہ ہوا تھا۔

"آپی......" تانیہ کے چہرے پر اداس سی سنجیدگی تھی۔

"کاش یمینہ تمہارا نکاح نہ ہوا ہوتا شارق بہت اچھا لڑکا ہے نیک سیرت بھی خوب صورت بھی۔"

"آپی مگر میرا نکاح...... کب؟" اسے سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا پوچھے کیسے پوچھے۔

"تم چار سال کی تھیں جب تمہارا نکاح کردیا گیا تھا' تمہاری خالا کے بیٹے سے آمن رضا نام ہے اس لڑکے کا' خوب صورت تو بلاشبہ ہے مگر نیک سیرت نہیں۔" تانیہ نے اسے اس نکاح کا پس منظر بھی بتایا تھا وہ چپ چاپ سنے گئی۔

تانیہ نے اسے کوئی اچھی امید نہیں دلائی تھی اس روز گھر آ کر اس نے ظہر کی نماز میں اپنی دعا بدلی تھی پہلے وہ ہمیشہ کہتی تھی۔

"یارب عزوجل مجھے نیک ہم سفر عطا فرما۔" لیکن اس روز سے اس کی دعا بدل گئی۔

"یارب عزوجل میرے ہم سفر کو ہدایت عطا فرما۔" اور اسے اپنی دعاؤں کی قبولیت کا یقین تھا جن دنوں وہ ڈاکٹر بنی تھی تب ہی اس کی فیملی واپس آ گئی تھی۔ سب اسے دیکھ کر کس قدر حیرت زدہ ہوئے تھے ان کے چند مہینوں بعد وہ شخص آ گیا جس کے لیے وہ پچھلے تین سالوں سے ہدایت کی دعا مانگ رہی تھی۔ اس وقت وہ تہجد کی نماز پڑھ رہی تھی جب باہر ہارن بجنے لگا۔

اتنی رات کو کون آ گیا اس نے حیرت سے سوچا حالانکہ یہ فیملی رات کو ہی گھر لوٹی تھی مگر ایسا شور بھی نہ ہوتا تھا اسے تجسس ہوا وہ دروازے پر آئی تھی۔

"آمن مائی سن واٹ آ سرپرائز۔" ہاشم اسے گلے لگائے کھڑے تھے اس کے لیے وہاں سے ہٹنا مشکل ہو گیا۔

"خوب صورت تو بلاشبہ ہے مگر نیک سیرت ہرگز نہیں۔" تانیہ کی آواز اسے گویا ہوش میں لائی تھی۔

"یااللہ عزوجل تیرا ہر فیصلہ مجھے دل و جان سے قبول ہے اگر یہ شخص میرا مقدر ہے تو تو اسے نیک بنا دے مالک اپنی راہ پر چلا لے۔" آمن رضا کا چہرہ بند پلکوں پر سجائے وہ اس کے لیے دعا گو تھی پھر آمن رضا کو وہاں آئے ایک ہفتہ ہو گیا اگر اس عرصے میں اس نے یمینہ کو نہیں دیکھا تھا تو یہ اتفاق نہیں تھا یمینہ کی اپنی کوشش تھی وہ آمن رضا کا سامنا نہیں چاہتی تھی' وہ جتنا اس کے عشق میں مبتلا ہو رہی تھی اتنا ہی اس کی سیرت سے بدظن ہو رہی تھی اور جب آمن رضا کی اس پر نظر پڑی تو کیا ہوا؟ اسے حیرت تھی اپنے گھر والوں پر جنہوں نے ان دونوں کو اس نکاح کے بارے میں نہیں بتایا تھا اس نے آمن رضا سے دوٹوک انداز میں بات کرنا ضروری سمجھا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے نرم لہجے پر وہ اس کی طرف راغب ہو اور یہی اس کی غلط فہمی ثابت ہوئی نرم لہجہ اور اپنی طرف کھینچتی ادائیں تو اس نے بہت دیکھی تھیں یمینہ کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ اس کا سخت لہجہ ہی تھا' اس کا دل کبھی طلاق کا طلب گار نہ ہوا لیکن اپنی زبان سے بارہا وہ اس لفظ کو ادا کرتی رہی یہی سمجھی تھی کہ وہ اسے چھوڑ دے گا۔ اسے علم تھا کہ وہ اس کی ضد بنتی جا رہی ہے پھر آمن اسے زبردستی لے گیا لیکن وہ سب کچھ چھوڑ گئی تب اس پر انکشاف ہوا کہ اسے آمن رضا سے محبت ہے' ہوا یوں تھا کہ نشاء نے سکندر سے اپنی محبت کے اظہار کے لیے آنکھیں بند کر کے جو نظر آئے وہ بتانے کے لیے کہا تھا سکندر کے جواب پر وہ سب ہنسے تھے سکندر کے جانے کے بعد اس نے نشاء کو چھیڑا تو اس نے اسے چیلنج کر دیا اور اس رات جب وہ بستر پر لیٹی تو اسے نشاء کا فلسفہ یاد آیا اسے ایک بار پھر ہنسی آئی۔

"مجھے سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟" اس نے آنکھیں بند کر کے سوچا اور اگلے پل ہی ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں۔

"آمن رضا......" وہ ساکت رہ گئی۔

"وہ......وہ کیوں نظر آیا......اس کا یہاں کیا ذکر۔" وہ پریشان ہو گئی اسی وقت اٹھ کر نفل نماز ادا کی۔

"یارب عزوجل تو رحمان ہے تو رحیم ہے تو مجھے بخشنے والا ہے تو مجھے بخش دے' میں اس شخص سے نجات پا چکی ہوں' پھر میرے دل کو بھی اس کے حصار سے نجات عطا فرما یا سمیع سن لے مجھے اپنی امان میں رکھ اپنے پسندیدہ لوگوں میں میرا شمار کر دے۔ وہ بہت دیر تک روتی رہی' اپنے دل سے اس کی محبت نکل جانے کی دعا کرتی رہی' بی بی جان جب اس کی طلاق کی بات کرتی تھیں وہ تڑپ سی جاتی تھی وہ چاہ کر بھی آمن رضا سے طلاق نہیں چاہتی تھی اس کے ساتھ رہنا تو نہ ممکن تھا لیکن اس کے بنا رہنا بھی مشکل تھا اور اب اس کے رب نے اس پر کرم کر دیا تھا۔ وہ شخص ہدایت پا گیا جس سے وہ محبت کرتی تھی اور بہت محبت کرتی تھی۔

❁......❁......❁

وہ جس وقت گھر میں داخل ہوا ساڑھے بارہ ہو رہے تھے وہ پاپا کے روم کی طرف آ گیا کیونکہ اسے لگا یمینہ یہیں موجود ہوگی لیکن پاپا گہری نیند سو رہے تھے اس نے مسکرا کر انہیں دیکھا پھر ان کا کمبل ٹھیک کر کے وہ اپنے کمرے کی طرف آ گیا کیونکہ شہلا کے کمرے کی بھی لائٹ آف تھی۔ جب وہ اسے پہلی بار لایا تھا تب وہ شدید غصے میں تھا' لیکن آج وہ بے حد کنفیوز تھا دروازہ کھولتے اسے جھٹکا لگا' پورا روم پھولوں سے مہک رہا تھا۔

"پاپا بھی ناں......" بے حد جھجکتے ہوئے اس نے اندر قدم رکھا تھا یمینہ اسے کہیں نظر نہ آئی وہ چند قدم آگے بڑھا تب ہی پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا' اس نے پلٹ کر دیکھا اور ساکت رہ گیا......وہ یمینہ تھی......اسے یقین ہی نہیں آیا کہ وہ یمینہ ہے......لائٹ میک اپ میں بال کھولے اور پھولوں کا زیور پہنے وہ کہیں کی شہزادی لگ رہی تھی۔

"یمینہ......!" اسے لگا وہ بے ہوش ہو جائے گا' تب وہ مسکرا کر چند قدموں کا فاصلہ مٹاتے ہوئے اس کے نزدیک آئی۔

"اتنی حیرت سے آنکھیں کھولے کیا دیکھ رہے ہیں' قرآن پاک کو ترجمہ سے پڑھا ہے کبھی؟" اس کا لہجہ بہت بے تکلفانہ تھا آمن رضا کی آنکھوں کے ساتھ منہ بھی کھل گیا۔

"قرآن پاک میں حکم ہے کہ عورتیں اپنا سنگھار اپنے شوہروں کے لیے کریں تو میں رب کے احکام بجا لا رہی ہوں آپ منہ اور آنکھیں پھاڑے یوں دیکھ رہے ہیں جیسے کبھی کچھ دیکھا ہی نہ ہو۔"

"تم کیا چیز ہو یمینہ......!" وہ جملہ جو پہلے بھی وہ بارہا ادا کر چکا تھا اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی اور آمن رضا کو اپنی بے قراری کی وجہ سمجھ آ گئی۔ یمینہ کی خاموشی اس کو بے قرار کر رہی تھی۔

"میں تمہیں کبھی سمجھ نہیں سکتا۔"

"اور میں چاہوں گی بھی نہیں آپ مجھے سمجھ سکیں۔"

"کیوں......؟" اس کی یہ بے تکلفی اسے حیران کیے دے رہی تھی۔

"کیونکہ جو چیز آپ مردوں کی سمجھ میں آ جائے اس میں آپ کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔"

"تو تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارے لیے دلچسپی رکھتا ہوں۔" اس کا بولنا اسے حیران کر رہا تھا۔

"کیا کہہ سکتی ہوں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"کیا یہ نہیں کہہ سکتی ہو کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔" اس کی بات پر اس نے مسکرا کر نظر جھکا لی آمن رضا نے اسے بازوؤں کے گھیرے میں لیا اور اس کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔

"یمینہ جانتی ہو مجھے تم سے کیوں محبت ہوئی؟"

"ہاں جانتی ہوں۔" اس نے لحہ بھی جواب میں نہ لگایا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ میرے رب نے اسی میں میری بہتری لکھی تھی۔"

"تم نے کبھی میرے متعلق نہیں سوچا ہوگا یمینہ لیکن کیا تم اب مجھ سے محبت کرو گی۔" اس کے کندھے پر سے سر اٹھاتے ہوئے اس نے اس کا چہرہ دیکھا۔ اس نے نظریں جھکا لیں۔

"بتاؤ ناں یمینہ تم اب مجھ سے محبت کرو گی۔" وہ بضد ہوا۔

"نہیں کروں گی۔" اس کے جواب پر آمن رضا کا چہرہ تاریک ہو گیا۔

"میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں آمن میں اپنے شوہر سے اس وقت سے محبت کرتی ہوں جب سے مجھے اپنے نکاح کے بارے میں پتہ چلا اور مجھے اپنے نکاح کا علم چھ سال پہلے ہوا تھا۔"

"تت......تم......یمینہ......" وہ ہکلایا کیا وہ یقین کر سکتا تھا کہ وہ اس سے چھ سال پہلے سے اس سے محبت کرتی تھی نہیں کبھی نہیں وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"جملہ تو پورا کیجیے ناں۔" وہ شرارت سے بولی۔

"تم کیا چیز ہو یمینہ۔" وہ بے چارگی سے بولا۔

"آپ کی محبت ہوں۔" اس کے برجستہ جواب پر وہ بے اختیار ہنس پڑا تو یمینہ نے ہنستے ہوئے اس کے سینے میں چہرہ چھپالیا اور آمن رضا اس کے گرد اپنا حصار کرتے ہوئے اپنے رب کا شکر گزار ہوا۔

"میرے رب تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے ہدایت والے راستے پر چلادیا اور مجھے دنیا کی بہت سی نیک عورتوں میں سے ایک نیک عورت عطا کردی دنیا کی بہترین نیک عورت مجھے دے کر دنیا کو میرے لیے جنت بنادیا میرے رب تیرا شکر ہے۔"

۞ ...... ۞ ...... ۞

"السلام علیکم! میں ہوں مسز آمن رضا ملک کی نامور بزنس وومین۔ میرے اس تعارف پر حیران ہورہے ہیں ناں آپ لوگ لیکن کیا کروں ڈاکٹری اب میرے لیے اجنبی ہوگئی ہے کوئی جانتا ہی نہیں ہے میں ڈاکٹر بھی ہوں میں صرف ایک بزنس وومین بن کر رہ گئی ہوں۔ رضا کلاتھ کمپنی جس نیت کے ساتھ کھولی گئی تھی آج بھی اسی طریقے کار پر چل رہی ہے یعنی خواتین کو ہزارہا مسائل سے بچانے کے لیے گھروں پر کام پہنچانے کی ان کے ہنر کے مطابق ان کا کام۔ آج یہ کمپنی ملک کی مشہور کمپنی ہے اس کے تحت لاکھوں چھوٹے بڑے گاؤں شہروں میں کارخانے ہیں جن کا کام گھروں میں مال سپلائی کرنا ہے یہ کمپنی بہت زیادہ ترقی پر ہے اور اس کی اونرہوں میں یعنی مسز آمن رضا۔ آپ کے ذہن میں ایک حیرت بھرا سوال ابھر رہا ہے کہ......!

"کیا یمینہ نے اپنا پردہ ختم کردیا۔" تو جواباً مجھے بھی آپ سے ایک سوال کرنا ہے۔

کیا پردے میں رہ کر میں ایک کامیاب نامور بزنس وومن نہیں بن سکتی؟ ممکن ہے کسی کے ذہن میں میرے لیے سوال اٹھا ہو کہ......!

آمن کے بزنس کے بعد یمینہ کو کیا ضرورت ہے بزنس کرنے کی۔ تو جواباً میرا سوال ہے کہ "جب اللہ نے مجھ میں دوسروں کی مدد کرنے کی صلاحیت دی ہے تو اسے گھر میں رہ کر کیوں ضائع کروں۔"

اللہ نے پردے کا حکم دیا ہے وہ میں شریعت کی پاسداری کے ساتھ ادا کرتی ہوں عبایا کے ساتھ۔ اسکارف لیتی ہوں اور وہ اسکارف اتنا طویل ہے کہ نیچے عبایا تک نظر نہیں آتا۔ ہاتھ پیروں میں دستانے موزے پہنتی ہوں شاید میری کسی ترقی یافتہ بہن کو ایک مشہور کمپنی کی مل اونر کا یہ حلیہ مضحکہ خیز لگ رہا ہو اور وہ مجھے اولڈ وومین کہہ رہی ہوں مجھے بھی بہت سے لوگ ملتے ہیں جو مجھے دیکھ کر دانتوں میں انگلیاں داب لیتے ہیں شاید ایک مل اونر کا یہ پردہ ان سے ہضم نہیں ہوتا۔

جس عورت کو پردے کا شوق ہو وہ گھر میں بیٹھے۔ وہ سوچتے ہوں گے اور ایسی ہی سوچ اور بھی لوگوں کی ہوگی لیکن اگر اسلامی تواریخ کا مطالعہ کیا جائے تو آپ حیران رہ جائیں گے بہت سی باپردہ صحابیات تجارت جیسا بزنس کرتی تھیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ "کفار بہت آگے نکل چکے ہیں پردے پر سختی مسلمانوں کی ترقی میں رکاوٹ ہے۔" میں پھر کہوں گی آپ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں جب تک مسلمانوں میں شرم و حیا اور پردے کا دور دورہ رہا تب تک وہ فتوحات پر فتوحات کرتے چلے گئے یہاں تک کہ دنیا کے بے شمار ممالک پر پرچم اسلام لہرانے لگا۔ پردہ نشین ماؤں نے بڑے بڑے بہادر جرنیل و سپہ سالار عظیم حکمران علمائے ربانین اور اولیائے کاملین کو جنم دیا الغرض جب تک پردہ قائم تھا اور عفت مآب خواتین چادر اور چار دیواری کے اندر تھیں مسلمان خوب ترقی کی منازل طے کرتا رہا اور کافروں پر ہمیشہ غالب رہا جب سے کفار کے مکر و فریب کے زیر اثر آکر مسلمانوں نے بے پردگی کا سلسلہ شروع کیا ہے مسلسل تنزل کے گہرے گڑھے میں گرتے چلے جارہے ہیں کل تک جو کفار بدانجام مسلمان کے نام سے لرزہ براندام تھے آج وہ مسلمانوں کی بے پردگیوں اور بدعملیوں کے باعث غالب آچکے ہیں۔ اسلامی ممالک پر باقاعدہ جارحانہ حملے ہورہے ہیں اور ظالمانہ قبضے کیے جارہے ہیں مگر مسلمان ہے کہ ہوش کے ناخن نہیں لیتا۔

سنیما دیکھتی ہے آج وہ ہمشیروں کے ساتھ...... افسوس مسلمان عورتوں کی اکثریت نے مردوں کے شانہ بہ شانہ چلنے کی ناپاک دھن میں حیا کی چادر اتار پھینکی ہے اور اب دیدہ زیب ساڑھیوں، نیم عریاں غراروں مردانہ وضع کے لباسوں، مرد جیسے بالوں کے ساتھ شادی ہالوں، ہوٹلوں، تفریح گاہوں اور سنیما گھروں میں اپنی آخرت برباد کرنے میں مشغول ہیں، خدا کی قسم اس موجودہ روش میں نہ ترقی ہے اور نہ کامیابی...... ترقی اور کامیابی صرف صرف اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کرتے ہوئے اس مختصر ترین زندگی کو سنتوں کے مطابق گزارنے میں ہے اور ہماری کامیابی ایمان سلامت لیے قبر میں جانے اور جہنم کے ہولناک عذاب سے بچ کر جنت الفردوس پانے میں ہے کہ ہمارا رب عزوجل خود ہم سے کہہ رہا ہے۔

''جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا''

یہ اللہ کا حکم قرآن ہم تک پہنچا رہا ہے اب وہ کون سی چیز ہے جس نے ہمیں نیک عمل سے روکا ہے۔ یہ دین ابد تک کے لیے ہے اس لیے کوئی ایسا وقت اب نہیں آسکتا کہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں حلال ہوجائیں یا ان پر مرتب ہونے والے نقصانات ختم ہوجائیں بعض آزاد منش عورت و مرد کہتے ہیں علمائے کرام عورتوں کو چار دیواری میں بٹھا دینا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ دنیا کے کسی عالم دین کا نہیں، رب العالمین کا ارشاد ہے۔

''اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو۔''

سنا آپ نے یہ کوئی اور نہیں ہم سے ہمارا رب کہہ رہا ہے آج کی عورت لڑتی ہے وہ لڑ بھی سکتی ہے تو پھر وہ اپنی صحیح جنگ کیوں نہیں لڑتی ہے وہ کیوں پردہ کرکے شیطان سے اعلان جنگ نہیں کرتی آج کی عورت کہتی ہے ''پچھلی صدی کی عورت کمزور تھی اسی لیے اس پر ظلم و ستم ہوتے تھے آج کی عورت خود پر کوئی ظلم برداشت نہیں کرے گی'' جبکہ میرا خیال ہے کہ پچھلی صدی کی عورت مضبوط تھی بھلے وہ ماں باپ کے لیے ایک کمزور حیثیت رکھتی تھی کہ جس کھونٹے سے باندھا بندھ گئی بھلے ہی وہ اپنے شوہر سے زبان نہ چلاتی تھی بھلے وہ اپنے سسرال کا ہر ستم ہنس کر سہتی تھی لیکن اپنے سب سے بڑے دشمن کو مات بھی تو دے دی تھی پچھلی صدی کی عورت باپردہ تھی وہ سب سے بڑے دشمن شیطان سے جنگ کرتی تھی۔

'بیک ورڈ' آخر اس لفظ میں ایسا کیا ہے کہ مسلمانوں کا کوئی بھی طبقہ اسے اپنے اوپر چسپاں کرنا پسند نہیں کرتا چاہے وہ غریب ہو یا امیر آخر کیا برائی ہے اس لفظ میں ہزار بار غور کرنے پر بھی میری سمجھ میں نہ آسکا۔ ''بیک ورڈ'' اس لفظ کی تشریح ایک شخص نے کی تھی۔

'کنویں کا مینڈک جو اس کنوئیں سے باہر آنا نہیں چاہتا۔' یہ کہتے ہوئے پتہ نہیں اس شخص نے یہ کیوں نہ سوچا کہ یہ کنواں اس مینڈک نے خود تو نہیں بنایا ہے لیکن اس کنوئیں میں وہ مینڈک محفوظ ہوتا ہے۔

ہمارا مذہب ہماری شریعت ہمارا کنواں ہے اور اس کے دائرے میں رہنے والا مومن ہے اور جو اس دائرے کو کراس کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے لیے قرآن میں ارشاد ربانی ہے ''وہ حد سے بڑھ جانے والوں میں سے ہیں'' کیوں ڈر نہیں لگتا اس دائرے کو کراس کرنے والوں کو کیوں اللہ کے خوف سے ان کا بدن نہیں لرزتا۔

''اللہ جسے چاہے عزت دے اللہ جسے چاہے ذلت دے۔''

ہاں...... یہ ٹھیک ہے اللہ جسے چاہے ہدایت دے اللہ جسے چاہے گمراہی میں مبتلا کردے اور اس کے دل پر مہر لگادے۔

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ہدایت دی میرے شوہر کو ہدایت دی اللہ سے دعا ہے کہ کل مومن و مومنین کو ہدایات عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

اللہ جب کسی انسان کے حق میں بہتری چاہتا ہے تو اسے اپنی راہ پر لگالیتا ہے۔''